نوائے افغان جہاد

جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ   فروری 2019ء

"اس معرکے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم کلمۂ توحید پر متحد ہوجائیں، مجاہدین اس امت کے ہر شریف، حریت پسند شخص کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں، ہم پوری امت کو اس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ وہ مجاہدین کے بارے میں اس جھوٹ کی تصدیق نہ کریں جس کی حکومتیں اور اس کے مددگار و مقرب لوگ ترویج کرتے ہیں۔"

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے تازہ ترین بیان "سبیل الخلاص" سے اقتباس

امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نصیحتیں

اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔ دنیا منہ پھیر کر جارہی ہے اور اپنے رخصت ہونے کا اعلان کر رہی ہے اور آخرت سایہ ڈال چکی ہے اور جھانک رہی ہے۔ آج دوڑانے کے لیے گھوڑے تیار کرنے کا دن ہے، کل قیامت کو ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہوگا اور آگے بڑھ کر جنت میں جانا ہوگا، اگر جنت میں نہ جاسکا تو پھر اس کا انجام جہنم کی آگ ہے۔ توجہ سے سنو! تمہیں اِن دنوں عمل کرنے کی مہلت ملی ہوئی ہے۔ اس کے بعد موت ہے جو بہت تیزی سے آرہی ہے جو مہلت کے دنوں میں موت کے آنے سے پہلے اپنے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرے گا وہ اپنے عمل کو اچھا اور خوب صورت بنالے گا اور اپنی امید کو پالے گا اور جس نے اس میں کوتاہی کی اس کے عمل خسارے والے ہو جائیں گے، اس کی امید پوری نہیں ہوگی بلکہ امید کی وجہ سے اس کا نقصان ہوگا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ثواب کے شوق میں، اس کے عذاب سے ڈر کر عمل کرو! اگر کبھی نیک اعمال کی رغبت اور شوق تم پر غالب ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اور اس شوق کے ساتھ خوف پیدا کرنے کی کوشش کرو اور اگر کبھی اللہ تعالیٰ کے خوف کا غلبہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اس خوف کے ساتھ کچھ شوق ملانے کی کوشش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اچھے عمل پر اچھا بدلہ ملے گا اور جو شکر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی نعمت بڑھائے گا۔ میں نے جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کا طالب سو رہا ہو اور میں نے اس سے زیادہ کمانے والا نہیں دیکھا جو اس دن کے لیے نیک اعمال کماتا ہے جس دن کے لیے اعمال کے ذخیرے جمع کیے جاتے ہیں اور جس دن دلوں کے تمام بھید کھل جائیں گے اور تمام بری چیزیں اس دن جمع ہو جائیں گی۔ جسے حق سے کوئی فائدہ نہ ہوا سے باطل نقصان پہنچائے گا۔ جسے ہدایت سیدھے راستے پر نہ چلا سکی اسے گمراہی سیدھے راستے سے ہٹا دے گی۔ جسے یقین سے کوئی فائدہ نہ ہوا اسے شک نقصان پہنچائے گا اور جسے اس کی موجودہ چیز نفع نہ پہنچا سکی اسے اس کی دور والی غیر حاضر چیز بالکل نفع نہیں پہنچا سکے گی۔ تمہیں کوچ کر کے سفر میں جانے کا حکم دیا جا چکا ہے اور سفر میں کام آنے والا توشہ بھی تمہیں بتایا جا چکا ہے۔ توجہ سے سنو! مجھے آپ لوگوں پر سب سے زیادہ دو چیزوں کا ڈر ہے، ایک لمبی امیدیں دوسرے خواہشات پر چلنا! لمبی امیدوں کی وجہ سے انسان آخرت کو بھول جاتا ہے اور خواہشات پر چلنے کی وجہ سے حق سے دور ہو جاتا ہے۔ توجہ سے سنو! دنیا پیٹھ پھیر کر جارہی ہے اور آخرت سامنے آرہی ہے اور دونوں کے طالب اور چاہنے والے ہیں! اگر تم سے ہو سکے تو آخرت والوں میں سے بنو اور دنیا والوں میں سے نہ بنو کیونکہ آج عمل کرنے کا موقع ہے لیکن حساب نہیں ہے۔ کل حساب ہوگا لیکن عمل کا موقع نہیں ہوگا''۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۲، شمارہ نمبر ۲

جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ | فروری 2019ء

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کہ لوگ حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں رکھے ہوئے آئیں گے، جن سے خون ٹپک رہا ہو گا... یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے، لوگ دریافت کریں گے کہ: یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا، سیدھے جنت میں آگئے)؟ انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے، جنہیں رزق ملتا تھا''۔



اس شمارے میں

سلسلہ	عنوان	صفحہ
اداریہ		
تزکیہ واحسان	''صبر'' تمام مسائل کا حل	۴
	اللہ کی رحمت کے امیدوار	۷
	ذکر اللہ کی برکات	۱۰
	گناہ کی تعریف، اقسام اور اس کے اثرات	۱۱
	آج کے نوجوان کو ہمدردی کی ضرورت ہے	۱۳
دروس حدیث	توحید باری تعالیٰ۔ سلسلہ دروس حدیث	۱۴
حیاۃ الصحابہؓ	مجھے اب کسی بات کی فکر نہیں	۱۶
نشریات	نجات کا راستہ	۱۸
	دینی سیاسی جماعتوں کے نام — کو نوا انصار اللہ	۲۷
انٹرویو	نفاذِ شریعت کا خواب اب خواب نہیں رہا بلکہ حقیقی روپ دھار رہا ہے	۳۰
فکر و منہج	توحید اور حاکمیت لازم وملزوم ہیں!	۳۴
	توحید حاکمیت اور شریعت محمدی میں باہمی تعلق	۳۷
	بہترین امت کے بہترین لوگ	۴۰
	غزوۂ احزاب اور عصر حاضر کی جنگ..... ایمان اور نفاق کی کسوٹی	۴۲
	عقیدۂ موالات 'اہل حق علما کی نظر میں	۴۵
	برصغیر پاک وہند میں اسلام اور سیکولرازم کی کشمکش	۴۷
	دجال کعبہ کا طواف کرتے ہوئے!	۵۴
	آفات معاشروں کا فیصلہ چکا دیتی ہیں	۶۰
صحبت با اہل دل!	مع الاستاذ فاروق	۶۲
پاکستان کا مقدر... شریعتِ اسلامی کا نفاذ	خیالات کا ماہنامچہ	۶۷
	مجھے پوری کہانی سناؤ	۷۲
	میزانِ خونچکاں	۷۴
	انسان نما بھیڑیے	۷۶
	مسلسل جبر سے اسلم دلوں میں ڈر نہیں رہتے	۷۷
	پاک چین دوستی زندہ باد	۷۸
	پاکستان میں حالات کی مختصر تصویر کشی	۷۹
	سوشل میڈیا کی دنیا سے.....	۸۶
کشمیر... وادیٔ جنت نظیر	کشمیری تحریک آزادی کی صدیوں پرانی تاریخ	۸۹
عالمی منظر نامہ	آل سعود اور قزاق ٹرمپ کے مابین محبتوں کی کہانی	۹۰
	سرزمین حرمین کے حالات	۹۵
عالمی جہاد	عالمی تحریکِ جہاد کے مختلف محاذ	۹۸
جن سے وعدہ ہے مر کر بھی جو نہ مریں	خالد قیمتی... جس کی قیمت اُس کا رب ہی جانتا ہے!	۱۰۲
میدانِ کارزار سے...	شہید کے جسم سے آنے والی مشک کی گواہی	۱۰۹
	لطائفِ میدان	۱۱۰
افغان باقی، کہسار باقی	قطر میں جاری مذاکرات اور امارتِ اسلامیہ کا واضح موقف	۱۱۳
	افغان مذاکراتی عمل میں پیش رفت	۱۱۵

اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع' نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیر تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

وَ لِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ وَ لِرَسُوۡلِہٖ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ لٰکِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ الظلم ظلمات یوم القیامۃ "ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا"۔ آج کی دنیا میں قیامت اور روزِ جزا کا یقین نہ رکھنے والے کفار کا سکہ چل رہا ہے یا اُن کفار کے ایسے حاشیہ نشینوں کا جو نہ روزِ حشر کی سختیوں بارے سوچتے ہیں اور نہ ہی ان سے بچنے کے لیے اپنی دنیاوی زندگی میں کچھ کاوش ہی کرتے ہیں... اسی لیے یہ دنیا ظلم کے اندھیروں سے بھر چکی ہے اور آئے روز یہ اندھیرے گہرے سے گہرے ہوتے چلے جارہے ہیں... قرآن مجید کے بیان کردہ نقشہ کے مطابق:

ظَہَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ بِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِی النَّاسِ

"خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا"۔

اس فساد کا بنیادی سبب انسانوں کا ابلیس ملعون کی پیروی کرنے اور اُس کے بہکاوے میں آکر اپنے پروردگار، خالق ومالک اور ربِّ کریم کی ہدایات سے منہ موڑنا ہے... ابلیس کا تو مطمعِ نظر ہی روزِ اول سے یہی ہے اور اسی کا اُس نے اعلان کیا تھا کہ لاضلنھم اجمعین "میں ان سب کو گمراہ کردوں گا" اور آج اِنہی ضالین اور طاغین کے ہاتھ میں زمامِ اقتدار ہے اور وہ پوری انسانیت کے لیے آزار، دکھ اور کرب و مصیبت کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ مشرقی ترکستان سے لے کر شام تک اور مصر سے لے کر ہندوستان تک اللہ کے باغیوں نے برّوبحر کو ظلم وفساد سے بھر دیا ہے... امتِ مسلمہ پر گویا یہ زمانہ ایسا ہے کہ واقعتاً اللہ کا نام لینا اور اُس کے نظام کی بات کرنا ہاتھ میں انگارہ رکھنے کے مترادف ہے [مفہوم حدیث]۔ شیطان کے حواریوں نے بندگانِ خدا کے لیے اپنے رب کی طرف جانے والے سارے ہی رستے حتی الوسع مسدود کر دیے ہیں اور ان رستوں کی چاہ رکھنے والوں بلکہ ان رستوں کا نام لینے والوں تک کو اپنا دشمنِ اول سمجھ کر اُن پر چڑھائی کر رکھی ہے... اسی مقصد کے لیے "دہشت گردی" کی اصطلاح ایجاد کی گئی اور "دہشت گردی کے خلاف جنگ" سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کے اُن گنے چُنے بندوں کو 'جو اللہ وحدہ لاشریک لہ ہی کی کبریائی بیان کرتے ہیں اور اُسی ذاتِ باری تعالیٰ کی کبریائی کا عَلَم اُس کی زمین پر لہرانا چاہتے ہیں' ختم کر کے شیطانی اور دجالی نظام وتہذیب کو ہمیشہ کے لیے انسانوں پر مسلط کر دیا جائے۔ اللہ رب العزت کے قانونِ امہال کی وجہ سے باغیانِ خدا اپنی سرکشی اور عدوان میں بڑھتے ہی چلے جارہے ہیں۔ لیکن ظالموں کے لیے یہ الٰہی قانونِ امہال ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہ پہلے کبھی رہا ہے نہ ہی اب رہے گا... پہلے اللہ تعالیٰ نے ظالموں کی دراز رسی کو جب کھینچا تو اُن کے پاس حسرت ویاس سے ہاتھ ملنے اور پچھتانے کے علاوہ کچھ بھی باقی نہ بچا اور دنیاو آخرت کی ہمیشگی والی رسوائیاں ہی بالآخر اُن کا مقدر ٹھہریں... اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جابجا اُن کا تذکرہ فرمایا اور اُن کا اپنی قوت وطاقت پر غرور و گھمنڈ کو بیان کیا کہ:

قَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً

"کہنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر قوت میں کون ہے؟"

اس پر اللہ تعالیٰ نے جھنجھوڑا کہ:

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَہُمۡ ہُوَ اَشَدُّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً

”کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوت میں بہت بڑھ کر ہے“۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر تباہی مسلط کر دی اور وہ نسیاً منسیاً ہو گئے تو ارشاد ہوا:

هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا

”بھلا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا (کہیں) اُن کی بھنک سنتے ہو؟“

یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس دین کے تحفظ اور اس کے حاملین کے لیے تمکن فی الارض کا وعدہ فرماتے ہوئے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَ اِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ

”اور ہمارا لشکر غالب رہے گا“...

یہ وعدۂ الٰہی بہر صورت پورا ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے آثار بھی مختلف صورتوں میں اہلِ ایمان کو دِکھا رہے ہیں... آج دنیا بھر میں کفر اور اللہ سے سرکشی کرنے والوں کا منبع 'امریکہ ہے اور یہی منبع شر و فساد آج افغانستان میں ذلت کے گھونٹ پی رہا ہے... اس کی ٹیکنالوجی ہواؤں میں بکھر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے رعب و دبدبہ کو اہلِ ایمان کے ہاتھوں افغان سرزمین میں دفن کروادیا ہے! اللہ پر ایمان رکھنے والوں نے مادیت پر بھروسہ اور تکیہ کرنے والوں کو اُن کی مادیت سمیت خاک میں ملایا ہے اور اپنے رب کی کبریائی کو ثابت کیا ہے!

جنگ و قتال سے لے کر سیاست و سفارت تک ہر میدان میں اللہ کے بندوں نے امریکہ کی بڑائی اور عظمت ماننے سے انکار کیا اور نا صرف انکار کیا بلکہ اللہ کی توفیق سے ہر محاذ پر اُس کا مقابلہ کرتے ہوئے خود کو اُس سے فائق و برتر ثابت بھی کیا... اللہ کے فضل سے حاصل ہونے والی مجاہدین کی یہ برتری دنیا بھر میں امریکی زوال اور اس شیطانی نظام کے زوال کا سبب بن رہی ہے...... ”مہذب دنیا“ کے سردار امریکہ کے پاس اخلاقی جرأت اور عالی حوصلگی کا تو ویسے ہی کال ہے کہ اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے ”بہادر دشمن“ کی طرح گھر کی راہ لے... وہ کامیابی کے دعوے تو کرتا ہے مگر اس ”کامیابی“ کو دنیا کے سامنے لانے سے گریز پا رہتا ہے لیکن اپنے اور پرائے سب ہی مان رہے ہیں کہ امریکہ نہ یہ جنگ جیت سکا ہے اور نہ ہی کبھی جیت سکے گا! اسی لیے اب صرف دنیا میں اپنی ساکھ قائم رکھنے کے لیے ”باعزت واپسی“ کی راہیں تلاش کر رہا ہے، لیکن جن بندگانِ خدا نے سترہ سال اُس کا ظلم و جور برداشت کیا ہے وہ اُسے کسی صورت بھی ”باعزت“ رکھنا نہیں چاہتے...

اسی لیے اُنہوں نے حالیہ مذاکرات میں اپنے مذاکراتی وفد میں اُن اہلِ عزیمت کو نامزد کیا جنہیں امریکہ اور اُس کے غلاموں نے کئی کئی سال تک اپنے عقوبت خانوں میں قید رکھا... ملا عبدالغنی برادر، ملا عبدالسلام ضعیف اور سہیل شاہین حفظهم اللہ، یہ وہ اصحابِ عزیمت ہیں جو کسی دور میں امریکہ اور اس کے غلاموں کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے امریکی ذلت و رسوائی کا فیصلہ کرنے کے لیے بھی اِنہی کو چُنا ہے! یہی اس جنگ کا اصل سبق ہے کہ ہر طرح کی آزمائشوں، مصیبتوں اور کٹھنائیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ حقیقت بہر حال اپنا آپ منوا رہی ہے کہ:

وَ لِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَ لِرَسُوۡلِهٖ وَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ لٰكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ

”سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے لیکن یہ منافق جانتے نہیں“۔

☆☆☆☆☆

”صبر“ تمام مسائل کا حل ہے

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نور اللہ مرقدہ

اپنی اور بچوں کی دنیا کی فکر ہے، مگر آخرت کی پرواہ نہیں:

تو میں عرض کر رہا تھا کہ والدین تو سرکاری ملازم ہیں، آپ کی تربیت ان کے اختیار میں نہیں، تربیت کے اسباب اللہ تعالیٰ پیدا فرمادیتے ہیں۔ یہ تو ملازم ہیں، مویشی کو چارہ ڈالنے والے۔ اور مالک کو حق ہے کہ ایک ملازم کی جگہ دوسرا ملازم رکھے، تو ہم لوگ پہلے تو اپنی فکر کرتے ہیں کہ ہماری زندگی کیسے گزرے گی؟ اور خود بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتے ہیں، لیکن اولاد کی فکر ستائے رکھتی ہے، کسی وقت بھی چین نہیں ہے، کسی وقت بھی سکون نصیب نہ ہوا اور جو چیز فکر کی تھی، اس کے لیے ہم کبھی پریشان نہیں ہوئے۔ جو آتا ہے کہتا ہے کہ پریشان ہوں، بہت پریشان ہوں۔ کیا ہوا بھائی؟ ملازمت نہیں ہے، ملازمت ختم ہو گئی ہے، کوئی کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں، کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے۔ لیکن ساری پریشانیاں اپنی دنیاوی ماحول کی ذکر کرتے ہیں، مرنے کے بعد قبر میں بھی کوئی پریشانی ہو گی یا نہیں؟ تذکرہ ہی نہیں کرتے کہ مجھے یہ پریشانی لاحق ہے کہ مرنے کے بعد میرا کیا حال ہو گا؟

غفلت کا غلبہ:

اس کو کہتے ہیں غفلت! ہم پر بہت تیزی سے غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ میت کو اپنے ہاتھوں دفن کر کے آئے اور فاتحہ پڑھ لی بس، سب اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ وہی لڑائی، وہی جھگڑا، وہی دھوکہ، وہی دغابازی، وہی دنیا کے دھندے، وہی آخرت سے نفرت، وہی اللہ تعالیٰ سے نافرمانی، کوئی فرق نہیں پڑتا۔

تم لوگ جانتے ہو کہ (میرے گھر میں تو ٹی وی نہیں ہے) میت ہو جانے پر کتنے دن ٹی وی بند رکھتے ہو؟ غالباً ”تیجے“ تک تو بند رکھتے ہوں گے، میت کا تیجا ہو گیا، تمہارا ٹی وی چالو ہو گیا، اناللہ واناالیہ راجعون!

موت سے عبرت ہو تو زندگیاں بن جائیں:

اے کاش! کہ مرنے والوں سے زندوں کو عبرت ہو جاتی تو زندگیاں بن جاتیں، وہ بے چارہ جانے والا تو لوٹ کر نہیں آتا اور ہم جانے والوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

مرنے والوں کی تمنا:

جانے والوں سے اگر کہا جائے تم کو واپس لوٹاتے ہیں لیکن دنیا میں تم کو کیا چیز چاہیے؟ وہ کہے گا کہ کچھ نہیں چاہیے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں گا، دو چار لمحات مجھے اور مل جائیں گے تو میں توبہ واستغفار کر لوں گا، قرآن کریم میں ہے قیامت کے دن کفار بھی کہیں گے کہ:

فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔۔۔وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (الانعام:۲۷،۲۸)

”کاش! ہم کو واپس لوٹا دے اور اس کے بعد ہم کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں، اگر ان کو واپس کر دیا جائے تو یہ پھر وہی حرکتیں کریں گے جو کرتے آئے ہیں“۔

اب تو تلچھٹ باقی ہے:

یہاں کے جہاں کی آب وہوا ایسی آلودہ ہے جیسے کہتے ہیں کہ کراچی میں بہت آلودگی ہے، یہاں کی آب وہوا غفلت میں آلودہ ہے، یہاں آئیں گے، پھر بھول جائیں گے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

لَتُنْتَقَوُنَّ كَمَا يُنْتَقَى اَلتَّمْرُ مِنْ أَغْفَالِهِ, وَلَيَذْهَبَنَّ خِيَارُكُمْ(ابن ماجہ ص:۲۹۲)

”نیک لوگ یکے بعد دیگرے چلے جائیں گے حتیٰ کہ لوگوں کی تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی، جیسے کھجوروں کی اور جَو کی تلچھٹ رہ جاتی ہے“۔

یہاں تک کہ لوگوں کی تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی، برتن میں کھجوریں رکھی ہوئی ہیں اور لوگ چُن چُن کر کھاتے رہتے ہیں اور گندی کھجوریں رہ جاتی ہیں، اور پھر گندی کھجوروں میں سے جو اچھی ہوتی ہیں، ان کو چُن چُن کو کھالیتے ہیں، پیچھے ایسی رہ جاتی ہیں کہ وہ کھانے کے قابل نہیں ہوتیں۔ فرمایا کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ چھانٹ چھانٹ کر لوگوں کو اٹھاتے رہیں گے، پیچھے رہ جائیں گے بالکل تلچھٹ اور اللہ تعالیٰ اِن کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔

دنیا میں مکمل راحت نہیں ملے گی:

دوسری روایت میں عون بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”جو شخص راحت وسکون کی تلاش میں مارامارا پھرے، وہ عاجز آکر تھک جائے گا لیکن یہ چیز نہیں ملے گی۔ اِس جہاں کا خمیر ہی ایسا تیار کیا ہے کہ کوئی شخص اگر چاہے تو نہیں ملے گی“۔

دنیا میں ہے ہی نہیں تو آپ ایسی چیز کو تلاش کرنے چلے ہیں جس کا وجود ہی نہیں۔ ہم میں سے ہر شخص اس کا خواہش مند ہے کہ راحت و سکون ملے، کوئی پریشانی نہ ہو، کوئی بیماری نہ ہو، تو اِس جہان میں یہ چیز نہیں ملتی۔ حضرت! کسی اور جہان میں تلاش کریں! اس جہان میں قدم رکھا ہے تو یہ سوچ کر رکھیں کہ یہاں مسئلہ مِلا جُلا ہے، سکون بھی ہے، ساتھ پریشانی بھی ہے، راحت بھی ہے، تکلیف بھی ہے، یہاں کوئی راحت ایسی نہیں جس کے آگے پیچھے کوئی تکلیف نہ ہو اور کوئی تکلیف ایسی نہیں جس کے پیچھے راحت نہ ہو۔

دنیا میں پھر راحتیں ہی راحتیں ہیں:

آپ بیمار پڑ گئے، تکلیف کیا چیز ہے، لیکن ذرا غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آگے پیچھے کتنی رحمتیں رکھی ہیں؟ گھر ہے رہنے کے لیے، پانی پینے کے لیے، کھانا کھانے کے لیے، دوائی وغیرہ پیدا کر دی ہے، اللہ تعالیٰ نے تیمار دار پیدا کر دیے ہیں، معاون پیدا کر دیے ہیں، پوچھنے والے پیدا کر دیے ہیں، آپ کی ایک بیماری کتنی راحتوں کا سامان بن گئی ہے، اور آپ کی ایک بیماری نے کتنے خدام کو خدمت کا موقع دے دیا، یہ سب کی سب نعمتیں نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن اگر قبر میں خدانخواستہ کسی کو تکلیف ہو گئی تو کوئی پوچھنے والا ہو گا؟

دنیا میں ایک جہان ہماری خدمت پر مامور ہے:

اگر ہم دنیا میں بیمار ہو جائیں تو کوئی سر دَبائے گا، کوئی پاؤں دَبائے گا، کوئی کہتا ہے کہ میں پانی آپ کے لیے لے آؤں؟ اور کوئی کہتا ہے کہ میں ڈاکٹر کو بلا لاتا ہوں؟ کوئی کہتا ہے سر درد کی گولی کھالو... قبر میں کوئی ہو گا؟

ایک لقمہ آپ کھاتے ہیں، کتنا لذیذ ہے، لیکن آگے پیچھے اس کے کتنی مشقتیں ملا دی ہیں، اس کے بارے میں سوچئے! کھانے کے دستر خوان پر آنے سے پہلے پہلے اس پر کتنی محنت لگائی گئی ہے؟ اور عالَم کا عالَم، جہاں کا جہاں اس کی تیاری میں مصروف رہا ہے۔ ہمیں تو پسند نہیں آتی روٹی، اور ہم تو لذیذ ہونے نہ ہونے کے فیصلے کے بعد جلدی سے اُٹھنے کی کرتے ہیں۔ لیکن تم نے کبھی غور بھی کیا کہ مالک نے اپنے کارخانہ کے کتنے ملازموں کو استعمال کیا ہے؟ آسمان والوں کو بھی، زمین والوں کو بھی، اللہ تعالیٰ نے غذاؤں کو تیار کرنے کے لیے فرشتوں کو، ہوا کو، سورج کی روشنی کو، چاند کی چاندنی کو، گرمی اور سردی کو، زمین کی حرارت کو، پانی کو اور دوسرے جو محنت کرنے والے ہوتے ہیں کسان، ان کی محنت کو، ذرا غور تو فرمائیں اور اندازہ تو لگائیں، آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس لقمہ کی تیاری پر کارخانۂ عالم کا کتنا خرچا آیا ہو گا؟ اور حضرت کو پسند نہیں آئی! کھانے کے دستر خوان پر آنے سے پہلے اس پر کتنی مشقتیں ہوئیں۔

انسان کے جسم کے اندر کارخانہ:

آپ نے لقمہ منہ میں ڈال لیا اور آپ اندازہ فرمائیں کہ اس چبانے پر آپ کی کتنی قوت استعمال ہو رہی ہے؟ کسی حکیم، ڈاکٹر سے پوچھیں کہ اس چبانے پر کتنی رگیں حرکت کرتی ہیں؟ اور یہ کارخانۂ خدائی کے لشکر ہیں جو خدمت میں لگے ہوئے ہیں، پھر آپ نے لقمہ اندر پہنچا دیا، معدہ نے وصول کر لیا۔

میں چھوٹا بچہ تھا تو مجھے اس پر بہت تعجب ہوتا تھا کہ سائیکل میں ہوا بھر دیتے ہیں، لیکن نکلتی نہیں ہے، تو میں نے کہا کہ جب ہوا داخل کرتے ہیں ٹائر کے اندر تو پھر اس کو باہر بھی نکل جانا چاہیے، یہ جو اس کے اندر 'وال' ہوتا ہے، اس کا فلسفہ میری سمجھ نہیں آیا تھا۔ آپ نے اپنے معدہ میں داخل تو کر لیا، تو آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر ڈھکن دے دیتے ہیں، پھر اس کو نکلنے نہیں دیتے اور خدانخواستہ اگر نکلے تو پھر ہر وقت قے ہوتی رہے، یہ چھوٹا سا انتظام ہے۔

پھر اس کے بعد جگر کی قوتیں الگ الگ ہیں، قوتِ جاذبہ الگ ہے، قوت ماسکہ الگ ہے، ہاضمہ کی قوت الگ ہے، وہ اپنے کام کر رہے ہیں، اور جگر اپنا کام کر رہا ہے، پھر انتڑیوں میں پہنچایا جاتا ہے، وہ اپنا کام کرتی ہیں۔ یہاں اوپر کے راستے سے اندر پہنچانے تک اور خالی ہونے والے راستے سے خارج ہونے تک، کتنے مراحل اس پر گزرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کتنی مشینیں اندر لگا رکھی ہیں تو یہ آسانی سے کھاتے نہیں ہیں، بلکہ اس پر بھی طاقت صرف ہوتی ہے۔

شادی کی آفتیں:

اسی طرح شادی کرتے ہیں، گھر آباد کرتے ہیں، لیکن کتنی آفتیں شادی ساتھ لے کر آتی ہے، اس سے پوچھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ: حضرت! شادی کی کیا تعریف ہے؟ فرمایا: سُرُوْرُ شَھْرٍ "ایک ماہ کی خوشی"۔ اس کا نام شادی رکھا، شادی خوشی کو کہتے ہیں۔ عرض کیا گیا: اس کے بعد پھر کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: لُزُوْمُ مَھْرٍ "مہر لازم آجاتا ہے"۔ اس کے بعد غُمُوْمُ دَھْرٍ "دنیا بھر کے، زمانے بھر کے فکر"۔ کہا کہ پھر کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: کُسُوْرُ ظَھْرٍ "کمر ٹیڑھی ہو جاتی ہے!"

تو کون سی خوشی یہاں ایسی ہے جو مشقت کے اندر لپٹی ہوئی نہ ہو اور کون سی مشقت ایسی کے جس کے اردگرد انعاماتِ الٰہیہ کا احاطہ نہ ہو؟ اگر آپ چاہیں کہ ہر وقت یہاں خوشی ملا کرے، تو آپ ایک ایسی چیز کے طالب بن کر جا رہے ہیں، جو اس دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اس پر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جو شخص کسی چیز کو ڈھونڈنے کے لیے نکلے گا، اس کو گم پائے گا"۔

ان تمام مسائل کا حل صبر ہے:

یہاں بہت سارے ایسے امور پیش آجاتے ہیں، بلکہ کہنا چاہیے کہ قدم قدم پر پیش آتے ہیں، جو آدمی کے سینے کو چھلنی کر دیتے ہیں، دل کو زخمی کر دیتے ہیں، درد مند کر دیتے ہیں، آدمی بلبلا اٹھتا ہے، بہت اچھا! لیکن چارہ کیا ہے؟ اس کا علاج کیا ہے؟ ''صبر'' اس کا علاج ہے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ(البقرۃ:۱۵۵)

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے''۔

ہم تمہاری آزمائش کریں گے اور واللہ! آزمائش کریں گے، قسم کھا کر فرماتے ہیں، ان کی تاکید کا نام ''قسم'' ہے۔ بخدا! ہم تمہاری ضرور بالضرور آزمائش کریں گے اور یہ تمہاری آزمائش کے لیے جو ہو رہا ہے، تم امتحان میں بیٹھے ہو، ممتحن تمہارے نمبر لگائے گا، ویسے ہی امتحان نہیں لیا جاتا، اس کو نمبر دیے جاتے ہیں۔ ''پاس'' اور ''فیل'' کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ پھر ''پاس'' ہے تو اعلیٰ درجہ کے نمبر ہے کہ کم درجہ کے نمبر ہیں یا درمیانہ درجہ کے نمبر ہیں، تو ہم تمہاری آزمائش کریں گے۔ پرچہ کیا ہے جس کا امتحان ہو گا؟ خوف دے کر، جان، مال اور پھلوں میں کمی دے کر تمہاری آزمائش کریں گے اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیں گے، تمہارے صبر کا امتحان ہے، تم جانتے ہو کہ جتنا کوئی حوصلہ رکھتا ہے اتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اور جتنا کم ظرف ہوتا ہے، اتنا ہی چھوٹا ہوتا ہے۔ جو لوگ صبر کرنے والے ہیں، ان کو خوش خبری دے دیجیے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے خوش خبری سن کر مسلمانوں کو کتنی تسکین ہو گی۔

صابر کون ہیں؟

صابرین کون ہیں؟ جب اِن کو کوئی سی بھی مصیبت پہنچے، علما فرماتے ہیں ''مصیبۃٌ'' پر تنوین تنکیر کی ہے، یعنی چھوٹی سے چھوٹی مصیبت بھی پہنچے، بڑی تو ہے ہی، اگر چھوٹی سے چھوٹی مصیبت بھی اُنہیں پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں، ہم اللہ کا مال ہیں اور مالک کو حق پہنچتا ہے جیسے چاہے تصرف کرے، تو کوئی شکایت نہیں کرتے۔ جیسے آپ کپڑا خرید کر لائے ہیں، چاہیں تو اس کے تکیے گدے بنالیں، چاہے پردے بنالیں اور چاہے اپنا لباس تیار کر لیں۔

کسی نے سینے لگنا آسان نہیں:

اکابر رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ایک لباس کو دیکھ لو، کن مراحل سے گزرتا ہوا تمہارے سینے سے لگا ہے؟ سب سے آخر میں درزی نے اس کے بند بند پر، اس کی تار تار پر سوئیاں چبھوئی ہیں، تب تمہارے پہننے کے قابل ہوا ہے۔ کسی کے سینے سے لگنا آسان کام ہے کیا؟ اور پھر جب ذرا سا میلا ہوتا ہے تو اس کو دُھلائی کے لیے دیتے ہیں اور دھوبی اس کو پٹختا ہے۔ جب کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں اناللہ! ہم اللہ کے ہیں، ہمارے ساتھ جو معاملہ ہو رہا ہے، مالک کی جانب سے ہو رہا ہے، اور وہ مالک رحیم ہے، کریم ہے، شفیق ہے، ہمارا خیر خواہ ہے، وہ حکیم ہے، وہ جو معاملہ بھی کرتا ہے ہمارے ساتھ حکمت کا کرتا ہے۔

اللہ شفیق اور حکیم ہیں:

بعض لوگ شفیق ہوتے ہیں لیکن حکیم نہیں ہوتے، بعض لوگ حکیم ہوتے ہیں مگر شفیق نہیں ہوتے۔ ہمارا مالک ایسا ہے، وہ سب سے زیادہ رحیم ہے اور شفیق بھی ہے اور حکیم بھی ہے، اور جب اس کی شفقت پر اور حکمت پر اعتماد ہے تو تم کیوں گھبراتے ہو؟ پریشانی سے خوش ہو جاؤ، الحمدللہ!۔ بچہ تو نادان ہوتا ہے، ماں کپڑے اتار کر ذرا سا پانی میں ڈال دیتی ہے تو بچہ چیخنے لگتا ہے۔ حالانکہ بزرگ فرماتے ہیں کہ آدمی کھا کر تو پریشان ہو جاتا ہے، مگر نہا کر پریشان نہیں ہوتا۔ وہ یہی تو کرے گی کہ میل اتار دے گی، بدن صاف کر دے گی۔ لیکن نادان ہے، اپنی ماں کی اتنی شفقت پر بھی اس کو اعتماد نہیں۔

اے انسان! تُو بچے سے بھی زیادہ نادان ہے کہ اپنے مالک کی شفقت پر تجھ کو اعتماد نہیں، تھوڑی سی مزاج کے خلاف بات ہو جاتی ہے تو چیختا ہے، چلّاتا ہے، انا اللہ! ہم اللہ کے لیے ہیں، وانا الیہ راجعون! اور ہم اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ چیز پر بھی وہ ہمیں اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک بندہ کے پیسے جیب میں تھے، ایک کونے میں تلاش کرتا رہا، مگر دوسرے کونے میں پیسے پڑے ہوئے تھے، اتنی جو پریشانی ہوئی اللہ تعالیٰ اس پر بھی اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے مالک کی طرف سے، ان کے رب کی طرف سے شاباش اور رحمتیں ہیں اور عنایات ہیں۔ یہی سیدھے راستے پر ہیں۔ تمام مسائل کا علاج ''صبر'' ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص صبر کو ان تکالیف کے لیے ڈھال نہیں بناتا، وہ عاجز ہو کر رہ جائے گا''۔

وآخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

اللہ کی رحمت کے امیدوار

شیخ مصطفی ابو یزید رحمہ اللہ

ہم اپنے رحیم وکریم رب کی ہدایت کی روشنی میں اپنا سفر آگے بڑھاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَ جٰہَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(البقرۃ:۲۱۸)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا اور جہاد کیا وہ رحمت الٰہی کے جائز امیدوار ہیں ۔ بے شک اللہ معاف فرمانے والا، رحم کرنے والا ہے“۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی انہی میں سے بنائے۔(آمین)

ہم نے اس تحریر کا عنوان ”اللہ کی رحمت کے امیدوار“منتخب کیا ہے۔ چونکہ اس سے پہلی تحریر کا موضوع ”اللہ رب العزت کا خوف“ تھا اور علماکرام کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی کتابوں میں عموماًخوف اور امید کا اکٹھا تذکرہ کرتے ہیں۔ جس کی وجہ ،بندے کے اپنے رب کی طرف، منزل بہ منزل سفر میں ان دونوں کی نہایت درجہ اہمیت ہے۔ خود باری تعالی نے بھی قرآن پاک میں کئی جگہ ان کو اکٹھا کرکے بیان فرمایا ہے۔ ابن قیمؒ مدارج السالکین میں فرماتے ہیں کہ دل کی مثال رب کریم کی طرف بڑھنے میں پرندے کی سی ہے جس کا سر اللہ کی محبت ہے اور خوف وامید اس کے دو پر ہیں۔ اب اگر سر اور دونوں پر سلامت رہیں تو پرواز نہایت عمدہ ہوگی اور اگر سر کٹ گیا تو پرندے کی موت ہے اور اگر دونوں پر ضائع ہو جائیں تو ہر طرح سے کسی شکاری یا حملہ آور پرندے کی بھینٹ چڑھے گا۔ تاہم سلف نے (اس دنیا میں)خوف کے امید پر غالب رہنے کو پسند کیا ہے اور دنیا سے جاتے ہوئے امید کا خوف پر غالب رہنے کو پسند کیا ہے۔ حضرت ابو سلیمانؒ وغیرہ کا بھی یہی طریقہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

”دل کے لیے مناسب یہی ہے کہ اس پر اُمید کی نسبت خوف غالب رہے اور اگر امید زیادہ غالب آجائے تو پھر وہ خراب ہو گیا“۔

ان کے علاوہ کچھ علما کا کہنا یہ ہے کہ

”کامل ترین حالت یہ ہے کہ امید اور خوف میں توازن ہو اور (بندے) پر محبت غالب رہے کیونکہ محبت سواری ہے اور امید راستہ ہے اور خوف کوچوان ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور احسان سے پہنچانے والا ہے“۔

شیخ سعدیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا اور جہاد کیا وہ رحمت الٰہی کے جائز امیدوار ہیں۔ بے شک اللہ معاف فرمانے والا، رحم کرنے والا ہے“۔(البقرۃ:۲۱۸)

کہ یہ تینوں اعمال خوش بختی کا سرنامہ اور بندگی کے محور ہیں اور انہی پر انسان کے نفع اور نقصان کا انحصار ہے۔ ایمان کی عظمت کے بارے میں مت پوچھو کیونکہ اس چیز کے بارے میں کیسے پوچھا جائے جو خوش بختوں اور بد بختوں اور اہل جنت اور اہل دوزخ میں حدِ فاصل ہو ؟اور یہ اگر بندے کے پاس ہو تو اس کے نیک اعمال قبول ہوتے ہیں اور اگر اس کے پاس یہ عظیم شے نہ ہو تو نہ اس کا اصل عمل مقبول اور نہ بدلہ وعوض نہ کوئی فرض اور نہ کوئی نفل۔

جبکہ ہجرت تو اپنی پسند اور محبوب چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑنے کا نام ہے۔ مہاجرین اپنا وطن، مال، خاندان اور یار دوست سب اللہ کی قربت اور اس کے دین کی نصرت کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں۔

اور جہاد' اللہ کے دشمنوں سے ٹکرانے کے لیے جدوجہد کرنے، اللہ کے دین کی نصرت اور شیطان کے دین کی ذلت کے لیے پوری طرح کوشاں رہنے کا نام ہے۔ یہ نیک اعمال کی چوٹی ہے جس کی جزا بہترین جزا ہے اور یہ اسلام کے پھیلنے، بت پرستوں کے بے یار و مدد گار رہ جانے اور مسلمانوں کے اپنی جانوں، مال اور اولاد پر اطمینان کی سب سے بڑا سبب ہے۔ چنانچہ جو شخص ان تینوں کاموں کو ان کی شدت اور مشقت کی باوجود کرے گا وہ ان کے علاوہ باقی کام بھی کمال کے ساتھ انجام دے سکے گا۔ لہٰذا ان کے لائق یہی تھا کہ یہی وہ لوگ ہوں جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں کیونکہ یہ لوگ وہ کام کر چکے ہیں جن سے اللہ کی محبت میسر آتی ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ رحمت کی امید نیک اعمال کیے بغیر نہیں کی جاتی۔ جبکہ ان کاموں کو کیے بغیر رکھی جانی والی امید تو بے بسی، تمنا اور دھوکے کا نام ہے جو اس شخص کی کم ہمتی اور کم عقلی کی دلیل ہے۔ مثلاً کوئی شخص بغیر نکاح کے اولاد کی امید کر بیٹھے یا بغیر دوائی کے صحت یابی اور آب پاشی کے بغیر غلے کی آس لگا بیٹھے۔

ارشاد باری تعالیٰ کے مبارک قول "وہ اللہ سے رحمت کی امید رکھتے ہیں" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر بندہ ان اعمال کو کر بھی لے تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ ان اعمال پر تکیہ کر لے اور ان کو اپنا سہارا جانے بلکہ اسے چاہیے کہ اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھے اور اپنے اعمال کی قبولیت اور گناہوں کی مغفرت اور اپنے عیوب کی پردہ پوشی کی امید رکھے۔ اسی لیے فرمایا: "اور اللہ غفور ہے" یعنی اس کے لیے جو سچی توبہ کرلے اور "رحیم" جس کی رحمت ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے اور جس کا کرم اور احسان ہر ذی حیات کے لیے عام ہے۔

علامہ عثیمینؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ امید کا مطلب ہے اس چیز کو حاصل کرنے کی خواہش کرنا جو قریب ہی ہو اور یہ بات واضح ہے کہ یہ چیز جس کی خواہش ہے، تب تک نہ آئے گی جب تک اس کی قربت اختیار کرنے والے اعمال نہ کیے جائیں۔ اور ان لوگوں نے (جن کا ذکر آیت میں ہے) وہ کام کیے ہیں (ایمان، ہجرت، جہاد) جن سے رحمت ان کے قریب آجائے۔ اب اگر یہ لوگ اللہ کی رحمت کی امید نہیں رکھیں گے تو پھر کون رکھے گا؟ چنانچہ یہ لوگ اہلِ امید ہیں۔

امید کو چاہنے کے لیے چند اسباب ضروری ہوتے ہیں۔ اس آیت کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ انسان کو اپنے عمل کی قبولیت پر یقین نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے پُر امید ہونا چاہیے، ایسی امید جو اسے اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنے پر منتج ہو کیونکہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے "وہ اللہ سے رحمت کی امید رکھتے ہیں"۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے اعمال سے دھوکے میں نہیں پڑتے اور نہ اپنے نیک کاموں کو اللہ کے ہاں اپنی حجت بناتے ہیں بلکہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

امید کا مفہوم:

مختصر منہاج القاصدین کے مولف امید کے مفہوم کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ

> "امید اپنی محبوب چیز کا خوشی سے انتظار کرنے کا نام ہے مگر اس کے لیے چند اسباب ضروری ہیں، لہٰذا امید کا اطلاق اس انتظار پر جائز ہو گا جس کے اسباب بندے کے اختیار میں ہوں۔ چنانچہ (اگر وہ یہ اسباب پورے کر لے تو) سوائے اس کے اختیار سے خارج چیزوں کے، رکاوٹوں اور نقصان دہ چیزوں کو ہٹانے کے لیے اللہ کے فضل کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہتا"۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ

> "پُر امیدی حدی خواں ہے جو دلوں کو محبوب کے ملک (اللہ تعالیٰ اور آخرت) کی طرف اکساتی رہتی ہے اوران کے سفر کو خوشگوار بناتی ہے۔ اور

یہ بھی کہا گیا ہے کہ پُر امیدی رب تعالیٰ کی سخاوت اور فضل کی بشارت اور اس کے کرم کو دیکھنے میں مسرت محسوس کرنا اور رب کی سخاوت پر یقین کا نام ہے۔ امید اور تمنا میں فرق یہ ہے کہ تمنا سستی کے ساتھ کی جاتی ہے جس میں آدمی کوشش اور جدوجہد نہیں کرتا جبکہ امید اپنی طاقت خرچ کرنے کے بعد توکل کے سہارے پر لگائی جاتی ہے۔ چنانچہ پہلے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص تمنا کرے کہ اس کے پاس زمین ہو جس میں وہ کاشتکاری کرے اور اس کی فصل کمائے اور دوسرے کی مثال ایسی ہے کہ آدمی اپنی زمین میں ہل چلائے، پھر بوائی کرے اور فصل کی امید رکھے۔ لہٰذا اہل معرفت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عمل کے بغیر امید صحیح نہیں"۔

احمد بن عاصم سے پوچھا گیا کہ بندے کی پُر امیدی کی کیا علامت ہے؟ آپ نے کہا کہ

> "وہ ایسا ہو کہ اگر اس پر (اللہ کی طرف سے) بہت احسان ہو تو شکر بجا لائے اس امید سے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ کی نعمتیں اور بڑھیں اور آخرت میں مغفرت ملے"۔

مختصر یہ کہ سالک اور عارف کے لیے پُر امیدی ضروری ہے یہاں تک کہ اگر لحہ بھر بھی اس سے جدا ہو تو ہلاک ہو جائے گا یا ہلاکت کے قریب پہنچ جائے گا۔

کیونکہ وہ ہر وقت اپنے کسی گناہ کی مغفرت کی امید میں ہو گا یا کسی کمزوری کی اصلاح کی آس میں یا استقامت کے حصول و دوام کا خواہش مند یا اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کے ہاں اچھے درجے کا خواستگار اور سالک ان امور سے کسی بھی وقت الگ نہیں ہوتا۔

اللہ رب العزت کی رحمت کی وسعت:

وہ سبب جو مؤمن کے دل میں امید پیدا کرنے کا باعث ہے اور جس سے امید بڑھتی اور قوی ہوتی ہے یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی رحمت کی وسعت کو پہچانے کیونکہ وہی تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا، سب کرم کرنے والوں سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر: ۵۳)
>
> "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! (میری طرف سے کہہ دو) کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ(الشوریٰ:۵)

''اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ زمین میں ہیں ان کے لیے معافی مانگتے رہتے ہیں۔ آگاہ رہو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم (بالکل بھی) گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں ختم کر دے اور تمہاری جگہ ایسی قوم پیدا کرے جو گناہ کرے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے اور وہ ان کو معاف فرمادے''۔(مسلم)

اور حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے تو اس کے لیے دس کے برابر ثواب ہے یا اس سے بھی زیادہ اور جو شخص ایک بدی کرے اس کے لیے اسی ایک بدی کا گناہ ہے یا میں اسے معاف کر دوں۔اور جو میری طرف ایک ہاتھ بڑھا، میں اس کی طرف ایک بالشت بڑھوں گا۔جو میری طرف ایک بالشت بڑھا، میں اس کی طرف ایک گز بڑھوں گا۔جو میری طرف چلتا ہوا آئے گا، میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آؤں گا۔جو مجھ سے زمین کے برابر گناہ لیے ملے اس حالت میں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں اس سے(اس کے گناہ کے برابر)مغفرت لیے ملوں گا''۔(مسلم)

اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم (جب) قیدیوں کو لیے (واپس مدینہ) آئے تو ان میں ایک عورت تھی جو دوڑتی پھرتی تھی۔ جب قیدیوں میں کسی بھی بچے کو دیکھتی تو اسے اُٹھا لیتی اور اپنے ساتھ چپکا لیتی اور اسے اپنا دودھ پلاتی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے کہا اللہ کی قسم بالکل نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ اپنے بندوں پر اس عورت کی نسبت زیادہ رحم کرنے والا ہے''۔(متفق علیہ)

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تخلیق کیا تو ایک کتاب میں لکھا جو اللہ کے پاس عرش پر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے''۔

صحیحین میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''معتدل رہو یا اس کے قریب تر رہو اور مسرور رہو، بے شک کسی آدمی کو اس کا عمل جنت میں نہ لے کر جائے گا''۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا کہ ''مجھے بھی نہیں البتہ یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے''۔

صحیحین میں ہی حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یا آدم! وہ کہیں گے لبیک وسعدیک (کچھ میں والخیر فی یدیک کے الفاظ بھی ملتے ہیں) تو آواز آئے گی کہ اللہ کا تمہیں حکم ہے کہ اپنی اولاد میں سے آگ کے لیے ایک جماعت نکالو۔ وہ کہیں گے کہ یہ آگ کے لیے جماعت کیا ہے؟ اللہ کا جواب ہو گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس دن حاملہ اپنا حمل چھوڑ دے گی اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے''۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ تَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَ مَا ہُمۡ بِسُکٰرٰی وَ لٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیۡدٌ(الحج:۲)

''اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی بڑا شدید ہو گا''۔

لوگوں پر یہ بات انتہائی بھاری ہوئی یہاں تک کہ ان کے چہرے متغیر ہو گئے۔ بعض روایات کے مطابق صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ ایک ہم میں سے کون ہو سکتا ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ نو سو ننانوے(۹۹۹) یاجوج ماجوج میں سے اور ایک تم میں سے اور پھر تم لوگوں (کی تعداد) باقی لوگوں میں ایسی ہے جیسی سفید بیل میں کچھ کالے بال یا کالے بیل میں چند سفید بال۔ پھر فرمایا کہ اور مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا ایک چوتھائی ہو گے، تو ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا کہ یا اہل جنت کا ایک تہائی تو ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا کہ اہل جنت کے نصف تو ہم نے اللہ اکبر کہا(بخاری ومسلم)(یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

ذکر اللہ کی برکات

مولانا فیصل نصیر

ما شيءٌ أعانَ موسٰى في التغلب على فرعون وجنوده، مثل ما أعانه الذِّكر: ﴿ولا تنيا في ذكري﴾ فما أعيى الأنبياءَ شيءٌ إلاّ وكان نصرهم بذكر الله

"کوئی چیز بھی فرعون اور اس کے لشکروں پر غالب آنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس طرح سے مددگار نہ ہوئی جیسا کہ اللہ کے ذکر نے ان کی مدد کی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اور میرے ذکر میں کمی نہ کرنا"۔ پس انبیاء علیہم السلام کی مدد کسی چیز سے نہ کی گئی مگر یہ کہ ان کو اللہ تعالی کے ذکر کے ساتھ نصرت ہوئی"۔

ذکر اللہ اکبر!

اللہ کے ذکر پر دوام مومن کے لیے سب سے پسندیدہ چیز ہوتی ہے جو اس کے لیے سعادت کی کنجی ہے، اس کو مشکلات سے نجات دلاتا ہے۔ آخرت میں درجے بلند کرتا ہے۔ اور اللہ کا قرب عطا کرتا ہے

الإبراهيم بن أدهم رحمه الله: أعلى الدرجات أن يكون ذكر الله عندك أحلى من العسل، وأشهى من الماء العذب الصافي...

"ابراھیم بن ادھم رحمہ اللہ نے فرمایا سب سے بلند درجہ ایمان یہ ہے کہ تمہارے لیے اللہ کا ذکر شہد سے بھی زیادہ میٹھا ذائقے دار ہو جائے اور تمہیں صاف شفاف شیریں پانی سے بھی زیادہ اس کا شوق لگ جائے"۔

دلوں کی سختی کا علاج:

جاء رجل إلى الحسن البصريرحمه الله :-فقال:ياأباسعيد أشكو إليك قسوة قلبي۔قال : أذبه بالذكر

"ایک شخص حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابو سعید! میں آپ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: اسے اللہ کے ذکر سے دور کرو"۔

سرسبز درختوں کی مانند:

قال حميد بن هلال رحمه الله : مثل ذاكر الله في السوق كمثل شجرة خضراء وسط شجر ميت

"حمید بن ھلال رحمہ اللہ نے فرمایا: بازار میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال اس سرسبز درخت کی طرح ہے جو سوکھے درختوں کے درمیان ہو"

ہر طرح کے مصائب میں اللہ کا ذکر:

أمورك فيها عسير ؟ دائماً قُل : اللهم يسر لي أمري واشرح لي صدري

"کیا تمہارے معاملات میں مشکلات ہیں؟ ہمیشہ کہو: اے اللہ میرے لیے میرا معاملہ آسان بنا دے اور میرے لیے میرا سینہ کھول دے"۔

غير موفق بحياتك؟دائماً قُل:وما توفيقي إلا باللّه عليه توكلت و إليه أنيب

کیا تمہاری زندگی کے غیر موافق ہیں؟ کہتے رہو: اور مجھے توفیق نہیں ہو سکتی تھی مگر یہ کہ اللہ کی طرف سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

حزين؟دائماً قُل:إنما اشكو بثي وحزني إلى اللّه .

غمگین ہو؟ کہتے جاؤ: بے شک میں اپنے غم و دکھ کا شکوہ صرف اللہ سے کرتا ہوں

قال ابن عثيمين رحمه الله:إذا أعياك الشئ وعجزت عنه قل:لا حول ولا قوة إلا بالله ۔فإن الله تعالى يعينك عليه وقيل:مافتحت مغاليق الأمور بمثل قول (لاحول ولا قوة إلا بالله)۔ولو يعلم صاحب الحاجه مافي هذه الكلمه من العون والتوفيق والسداد ماتركها

"ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا جب تم کسی چیز سے تھک ہار جاؤ اور عاجز آ جاؤ تو کہو لا حول ولا قوۃ الا باللہ (نہیں ہے طاقت اور قوت مگر اللہ ہی کی طرف سے) پھر اللہ تمہاری اس پر مدد کرے گا اور فرمایا کوئی بھی چیز بند امور کو ایسے نہیں کھولتی جیسا کہ یہ کلمہ (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) کھولتا ہے اور اگر صاحبِ حاجت جان لے جو اس کلمہ میں مدد، توفیق اور (حالات و اعمال کی) درستی میں سے ہے تو تم کبھی بھی اس کو (کہنا) ترک نہ کرو"۔

☆☆☆☆☆

گناہ تعریف، اقسام اور اس کے اثرات

مفتی عبد الکبیر فائز

اللہ رب العزت نے انسانوں کی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت و فرمانبر داری قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(ذاریات:۵۶)

"میں نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے"۔

البتہ کائنات پر گزرنے والے ادوار کے ساتھ ساتھ انسانوں کی تقسیم ہمارے سامنے آتی ہے، جس کا ذکر اللہ رب العزت کے اس ارشاد میں ہے:

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ(التغابن:۲)

"تم میں سے بعض کافر اور بعض مومن ہیں"۔

جنہوں نے اپنے نفس کو اللہ کا تابعدار بنایا وہ مومن ہیں اور جنہوں نے اپنے نفس کی اتباع کی اور اس کو اپنا معبود بنالیا وہ گناہ اور نافرمانی کے رستے پر چل نکلے!!!

گناہ کی تعریف:

گناہوں کو عربی میں "معاصی" کہتے ہیں اور معاصی "عصیان" سے نکلا ہو الفظ ہے جس کی معانی ہیں :"وهو ترك الطاعة "یعنی فرمانبر داری نہ کرنا!!!

ترك المأمورات وفعل المخطورات ،أو ترك ما اوجب الله ورسول

" ہر وہ کام کرنا جس سے روکا گیا ہو، اور ہر وہ کام چھوڑ دینا جس کا حکم دیا گیا ہو!!!"

اس معنی میں اللہ رب العزت کا یہ ارشاد گرامی ہے:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا(الجن:۲۳)

"(اب) جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نہ مانے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے!!!"۔

شرعی نصوص میں معصیت کے لیے دیگر الفاظ کا بھی استعمال ہوا ہے:الذنب، والخطئية،والسيئة،والاثم،والفسوق،والفساد،وغيرها!!!

گناہ کی اقسام:

شریعت کی نصوص سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ معاصی (گناہ) کی دو اقسام ہیں:

۱۔ کبیرہ ۲۔ صغیرہ

جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا(النساء:۳۱)

"اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے"۔

کبیرہ گناہ وہ ہیں کہ جن پر کوئی حد مقرر کی گئی ہو یا اس پر عذاب، لعنت، سزا، آگ کی وعید کی گئی۔ اور صغیرہ گناہ وہ جو کبائر کے علاوہ ہوں۔ صغیرہ گناہوں کا کفارہ اعمال صالحہ ہیں۔ البتہ صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا یا لاپرواہی سے کام لینا بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

لاكبيرة مع الاستغفار ولاصغيرة مع الإصرار(فتح البارى،رواه ابن جرير فى تفسيره وابن ابى حاتم فى تفسير)

"استغفار کے بعد کبیرہ گناہ باقی نہیں رہتا، اور اصرار (بار بار کرنا) کے ساتھ صغیرہ گناہ، صغیرہ نہیں رہتا۔ (بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے)"

البتہ کبیرہ گناہ کے کا ارتکاب کرنے والا نہ ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے اور نہ ایمان سے۔ سانس چلتے تک اس کی سچی توبہ اس کے گناہِ کبیرہ کا کفارہ ہو سکتی ہے اور موت کے بعد اس کا معاملہ اللہ رب العزت کی مشیت کے تحت ہے۔ وہ چاہے تو اسے معاف کر دے چاہے عذاب دے۔ البتہ کوئی بھی اہلِ اسلام کتنا ہی گناہ گار ہو ہمیشگی کی بنیاد پر جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا۔

گناہ کے اثرات:

ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "الفوائد" میں لکھتے ہیں کہ:

"سال ایک درخت کی مانند ہے۔ اور مہینے اس کی فروعات ہیں۔ اور دن اس کی شاخیں ہیں۔ اور گھنٹے اس کے پتوں کی مانند ہیں۔ اور سانسیں پھل کی مانند ہیں۔ پس جو لوگ اپنی سانسوں کو اللہ رب العزت کی اطاعت میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ اس درخت سے عمدہ اور میٹھا پھل کھاتے ہیں۔ اور جو لوگ اللہ رب العزت کی معصیت میں اپنی سانسوں کو صرف کرتے ہیں وہ لوگ برا پھل کھاتے ہیں"۔

گناہوں کے مختلف اثرات (نقصانات) اور نحوستوں کی شکل میں ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی پر ظاہر ہوتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (الروم: ۴۱)

”لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث ہی خشکی اور تری میں فساد پھیلتا ہے“۔

بلکہ حیوانات اور جمادات بھی ابنِ آدم کے کیے ہوئے گناہوں کا اثر محسوس کرتے ہیں۔

علمائے کرام نے قرآن کی آیات اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعے کے بعد مختلف اثرات کی تعیین کی ہے جو درج ذیل ہیں:

انفرادی زندگی پر مرتب ہونے والے اثرات:

ا۔ حرمان العلم:

یعنی علم سے محرومی گناہوں کا سب سے زیادہ نقصاندہ اور قبیح اثر ہے، علم سے محرومی کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں، مثلاً: علم سے دوری پیدا ہو جانا، یا حافظے کی کمزوری ۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ (البقرہ:٢٨٢)

”یعنی اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں علم دے گا“۔

اس آیت کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جو اللہ رب العزت سے نہیں ڈرتا اللہ اس شخص کو علم بھی نہیں دیتا۔ آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے اپنا حاصل کردہ علم بھول جاتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں نے اپنے استاذ وکیع الجراح رحمہ اللہ سے اپنے کمزور حافظے کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے گناہوں کو چھوڑنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ علم ایک نور ہے جو گناہ گار بندے کو حاصل نہیں ہوسکتا“۔ (الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع، للخطیب بغدادی)

اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے کہا تھا:

”اے محمد! میں تمہارا دینی علم میں مقام دیکھتا ہوں پس تم خاص طور پر گناہوں سے بچتے رہنا، یہ گناہ علم کو تلف کر دینے والے ہوتے ہیں“۔

اللہ رب العزت نے ڈانٹ والا انداز اپناتے ہوئے بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ(المائدۃ:١٣)

”جس چیز کی ان کو نصیحت کی گئی اس کا بہت سارا حصہ بھول گئے“۔

جس کا دل گناہوں سے پاک ہو قرآن سمجھنا اس کے لیے آسان ہوتا ہے۔ اور جس کا دل گناہوں میں لتھڑا ہوا ہو وہ قرآن کو سمجھنے سے بھی بعید (قاصر) ہے۔ ہمارے معاشرے میں علمی انحطاط کی ایک بڑی وجہ بڑھتے ہوئے گناہ ہیں۔ یہاں رُک کر ہمیں چاہئے کہ ہم اس پہلو پر غور کریں۔

۲۔ رزق سے محرومی:

رزق سے محرومی گناہوں کے اثرات میں سے ایک اہم اثر ہے۔ اور رزق سے محرومی کی ۲ صورتیں ہیں:

(الف) اصلاً مال کا ہی تلف ہو جانا۔

(ب) مال سے برکت کا اُٹھ جانا۔

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓي اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الاعراف:٩٦)

”اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا“۔

مسند احمد میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان العبد ليحرم الرزق بالذنب يصيبه

”بندہ گناہوں کی وجہ سے اس رزق سے محروم ہو جاتا ہے جو اس کو ملنا ہوتا ہے“۔

اسی طرح اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ(المائدۃ:٦٦)

”اور اگر یہ لوگ تورات وانجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے“۔

یعنی انہوں نے مُنزل من اللہ کو نافذ نہیں کیا اور اس کے پابند نہیں ہوئے تو اللہ رب العزت نے ان کے رزق کو ان پر تنگ کر دیا۔

گناہوں کے اثرات انسان کے چہرے پر سیاہی کی صورت ابھرتے ہیں۔ اور دل پر اندھیرے کی صورت میں۔ اور جسم پر کمزوری کی صورت میں۔ اور رزق میں کمی کی صورت میں نمایاں ہوتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاOوَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:٢،٣)

”اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو“۔

اللہ ہمیں سننے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆☆☆☆☆

آج کے نوجوان کو ہمدردی کی ضرورت ہے!

فیضان فیصل

معروف واقعہ ہے کہ ایک نوجوان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر زنا کی اجازت مانگی۔ لوگوں نے اسے کوسنا شروع کر دیا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قریب بلایا اور پوچھا کہ بیٹا! کیا تم اپنی ماں کے لیے بھی یہ چیز پسند کرتے ہو؟ کہنے لگا: ''نہیں اللہ کی قسم! کبھی نہیں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی، بہن، چچی، خالہ اور پھپھو کے متعلق بھی پوچھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

اللھم اغفر ذنبه، وطهر قلبه، وحصن فرجه!

''اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اور اس کا دل پاک کر دے، اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما''۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نوجوان نے کبھی کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کی! (مسند احمد:)

اس حدیث پر چند دن پہلے مدینہ منورہ کے ہر دلعزیز شیخ عبد الرزاق البدر نے درس دیا تو خود بھی روئے اور سامعین بھی روئے۔ میرا دل کیا کہ درس کا وہ حصہ آپ کے سامنے بھی رکھوں۔

شیخ کہتے ہیں:

''یہ تین دعائیں؛ انہیں لکھ لو! انہیں یاد کر لو! اور ان کا خوب اہتمام کرو! کہ اے اللہ فلاں کو بخش دے اور اس کا دل پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما!

میں پھر کہتا ہوں ان کلمات کو اپنے پاس لکھ لو اور یاد کر لو! کیونکہ نوجوان آج کل فتنوں کے دور سے گزر رہے ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ یہ جوان جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا اسے اتنے فتنوں کا سامنا ہو سکتا ہے جتنا آج کے نوجوان کو ہے!

اسی لیے آج کے نوجوان کو نیک لوگوں کی ہمدردی کی بہت ضرورت ہے۔ کوئی ہو جو اس پر شفقت کرے... اس سے محبت کا معاملہ کرے... اس کے لیے سچے دل سے دعا کرے!

باپ کی دعا بیٹے کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ ماں کی دعا بیٹے کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔ باپ اپنے بیٹے کے بارے یہ مت کہے کہ اللہ تجھے رسوا کرے، اللہ تیرا برا کرے، اللہ کی لعنت ہو تجھ پر! اپنے بیٹے کے خلاف شیطان کی مددمت کرے!

نوجوانوں کو ہمدردی کی ضرورت ہے! باپ کی ہمدردی ...ماں کی ہمدردی ... رشتہ داروں کی ہمدردی... دوستوں یاروں کی ہمدردی!

نوجوانوں کو دعاؤں کی ضرورت ہے۔ سچے دلوں سے نکلنے والی سچی دعاؤں کی۔ اللہ سے امید بھری دعاؤں کی کہ اے اللہ ان کے گناہ بخش دے، ان کے دل پاک کر دے، ان کی شرمگاہوں کی حفاظت فرما!

وہ نوجوان بھی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھا تو بہترین نصیحت، ہمدردی اور سچی دعا کی بدولت اس کے دل میں کچھ بھی نہیں تھا... سب ختم ہو گیا!! اس کے دل میں اس گناہ کی معمولی رغبت بھی نا تھی؛ ایسا گناہ جس سے دل لٹکے ہی رہتے ہیں اور جس کا فتنہ بہت ہی بڑا ہے!

اس کے دل میں کچھ بھی نا تھا...!

صرف تین چیزیں... ہمدردی، اچھی نصیحت اور سچی دعا! اور نتیجہ بہت عظیم ہے، بہت ہی عظیم!! اللہ کی قسم! آج کے نوجوان کو ضرورت ہے کہ کوئی ہو جو اس کے ساتھ نرمی برتے... کوئی تو سچے دل سے اس کے لیے دعا کرے... کوئی ہو جو اچھے طریقے سے انہیں نصیحت کرے انہیں سمجھائے... کوئی تو ہو جو ان کے خلاف شیطان کا مددگار نہ بنے!!''

شیخ کی یہ باتیں دل سے نکلی ہیں اور دل رکھنے والوں کے لیے نکلی ہیں!

بھائیو! مجھے لفظوں کے داؤ پیچ نہیں آتے۔ سادہ لفظوں میں میری گزارش ہے کہ خدا کے لیے کسی ایک گناہ گار کے ''خیر خواہ'' بن جائیں۔ اس کے دوست بن جائیں۔ اس کو اعتماد دیں کہ جب کبھی وہ گناہوں سے تھک جائے تو آپ کے پاس چلا آئے۔ اسے معلوم ہو کہ کوئی تو ہے جو میرے گناہوں کے اشتہار نہیں لگاتا! میں اسے جو بھی بتاؤں وہ مجھے ہی نصیحت کرتا ہے... اسے اپنائیت دیں۔ اس کے منہ سے آتی دُھویں کی بدبو برداشت کر لیں۔ اس کی کہانیاں تسلی سے سن لیں... اس کے لیے دعا کریں، فرشتے آپ کے لیے دعائیں کریں گے، ہر آن امید دلانے والے بن جائیں۔ وہ خود کسی دن نماز کے لیے آپ کے ساتھ چل پڑے گا! خدا کی قسم دو دفعہ گناہ گار کو سینے سے لگالو، اس کا گناہ آدھا مر جاتا ہے۔ اپنے مزعومہ تقوے کی سفید چادر کو گناہ گاروں کے لیے پھیلا دیں۔ یہ بہت بڑی نیکی ہے۔ بہت ہی بڑی! اتنی بڑی کہ اس کا بوجھ بڑے بڑے نیکوکار نہیں اٹھا سکتے!!

اور ضروری نہیں کہ یہ سب کرنے کے لیے آپ کو فرشتہ بننا پڑے گا۔ قطعاً نہیں... بس ایک احساس چاہیے کہ آج کے نوجوان کو ہمدردی کی ضرورت ہے!

☆☆☆☆☆

شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين

محمد وعلى آله وصحبه وذريته اجمعى،اما بعد:

گزشتہ دونشستوں میں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ مبارک پڑھ رہے ہیں کہ جس شخص میں تین صفات پائی جائیں وہ ایمان کی مٹھاس اور اس کا مزہ پا گیا۔

پہلی صفت یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو۔ اور یہ محبت اتنی زیادہ ہو کہ باقی تمام چیزوں سے، تمام جانداروں اور بے جانوں سے بڑھ کر یہ محبت ہو۔ دوسری صفت یہ کہ وہ محبت کرے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور بغض رکھے یا نفرت کرے تو اللہ تعالیٰ کے لیے۔

تیسری صفت یہ کہ

وان توقدوا نارا عظيما

''ایک بہت بڑی آگ جلائی جائے''

ويقعوا فيه

''اور وہ اُس میں گر جائے''

احب اليه

''یہ اُس کو زیادہ محبوب ہو، اِس بات سے کہ''

ان يشرك بالله شيئا

''وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے''۔

تو یہ تیسری صفت ہے کہ جو ایمان کی مٹھاس، اُس کی حلاوت اور مزہ پانے کے لیے اپنے اندر پیدا کرنا ہو گی۔ کہ ایمان پے جمنا اُس کو اتنا محبوب ہو کہ اُس پر جمے رہنے کے لیے وہ ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہو۔ اور کفر کی طرف پلٹنا، شرک کی طرف پلٹنا اس کے لیے یا اس میں جا کر گرنا۔ اس کو اتنا مبغوض ہو کہ اس سے بچنے کے لیے اس کو آگ میں بھی کودنا پڑے تو وہ بچنے کے لیے یہ کرنے کو تیار ہو۔

اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ آج کے دور میں وہ مجاہدین جو امریکی Hell fire میزائلوں کی آگ میں جھلسنے کو تیار ہیں۔ لیکن اس کے لیے تیار نہیں ہیں کہ امریکہ کو خدا تسلیم کریں اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں اس کو شریک کریں۔ ان شاء اللہ وہ اس حدیث کے مصداق ہیں۔ ان شاء اللہ وہ ایمان کی حلاوت اور مزہ پا رہے ہیں۔

تبھی اس پوری یلغار کے سامنے سالوں سے کھڑے ہیں اور اس کو برداشت کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ قیدی، جن کو جیلوں کے اندر بجلی کے کرنٹ لگائے جا رہے ہیں۔ اور جن پر طرح طرح کے تشدد کیے جا رہے ہیں۔ اور ان کو اس پہ مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ امریکہ اور اس کے غلاموں کی خدائی کو تسلیم کر لیں۔ اور وہ اس کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اور دین پہ ثابت قدم رہتے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ حدیث ان کے لیے بھی بشارت ہے۔ اور عملاً جو بھی ساتھی قید میں رہے اور چھوٹ کر آئے۔ واقعتاً ان سے سن کے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان کی مٹھاس اور مزہ نصیب فرماتے ہیں۔

اسی طرح آج امریکہ کے احکامات پر وہ افواج جو امریکہ کے کہنے پر مجاہدین کے اوپر مظالم توڑ رہی ہیں۔ جو اپنے جیٹ طیاروں سے، اپنے ہیلی کاپٹروں سے اور اپنے توپ خانوں سے، اپنی پوری قوت کے ساتھ ان کو کچلنے کے لیے لگی ہوئی ہیں، جو لوگ ان کا سامنا کر رہے ہیں، کسی اور وجہ سے سامنے نہیں کر رہے ہیں۔ کسی اور جرم کی سزا ان کو نہیں دی جا رہی سوائے اس کے انھوں نے شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو اللہ تعالیٰ کی زمین پر نافذ دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو یہ لوگ اِس سہارے پر کھڑے ہیں۔ اس سودے کو خوشی خوشی قبول کر رہے ہیں کہ ان کو اُس آگ میں جھلسنا، اپنے ٹکڑے ٹکڑے کروانا اور اپنی بستیوں کو برباد ہو جانا یہ سب قبول ہے۔ انصار میں سے ہوں یا مہاجرین میں سے لیکن اُنہیں اس کفر کے آگے سر جھکانا، اس غیر اللہ کے نظام کو قبول کرنا، یہ قبول نہیں ہے۔ تو ان شاء اللہ یہ بھی اس حدیث کے مصداق ہیں۔

آج امریکہ ہم سے یہی چاہتا ہے کہ اپنی خدائی منوائے، ہم سے یہ منوائے کہ حاکمیت اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے بلکہ حاکمیت عوام کی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم سے منوائے کہ قانون سازی کا حق اللہ تعالیٰ کے سوا پارلیمان کو بھی حاصل ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ ہم سے یہ بات منوائے، یہ سیکولر عقیدہ منوائے کہ انسان کو وحی کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لیے اس کی عقل کافی ہے اور اس کی خواہشات کافی ہیں رہ نمائی دینے کے لیے، وہی اس کو ہدایت دینے کے لیے کافی ہے۔ جو ان سارے عقیدوں کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں، اور جو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو عبد تصور کرتے ہیں۔ اور اس عبدیت پر قائم رہنے پر فخر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا غلام اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اور خوشی خوشی اس مقام کو قبول کرتے ہیں اور اس سے پیچھے ہٹنے پر بھی تیار نہیں ہوتے ہیں۔ ان شاء اللہ وہ ایمان کی یہ حلاوت پا رہے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے ہی یہ مٹھاس ان کو ملتی ہے تو وہ ساری دنیا کی ہوا کے برخلاف چلنے کے قابل ہو پاتے ہیں۔

اپنے سینوں کے اندر ایسا ایمان پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اس کا ایک پکا سودا کر لیا جائے۔ کہ ہم ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا شرک کرنے پر، اللہ تعالیٰ کی شان میں کسی بھی قسم کی گستاخی کرنے پر، اللہ تعالیٰ کے احکامات سے ذرہ برابر روگردانی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے چاہے اس کی خاطر ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں، چاہے ساری دنیا بھر مخالف ہو جائے۔ چاہے اس کی خاطر طعنے سننے پڑیں۔ چاہے دنیا ہمیں پاگل کہے لیکن ہم نے اس کے اوپر کھڑے رہنا ہے۔ یہ نہیں کریں گے تو ایمان کی بنیادی مٹھاس اور لذت ہی نصیب نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر یہ صفت پیدا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ ایمان اتنا محبوب کر دیں۔ اور کفر شرک کی ایسی نفرت کہ جیسا صحابہ رضی اللہ عنہ کا اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ:۔

> وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ (الحجرات:۷)
>
> ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان کو مزّین کر دیا، خوبصورت بنا دیا۔ تمہیں اس سے محبت ہو گی“۔

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ

> ”ایمان کو اتنا محبوب کر دیا تمہارے سینوں کے اندر“
>
> كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ
>
> ”اور کفر و فسوق، معصیت، نافرمانی اللہ تعالیٰ کی، اس سے تمہارے اندر کراہت پیدا ہو گئی ہے“۔

ایسا نہیں ہے۔ تم اس کو عقلاً ایک حکم، جائز حکم سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کر رہے ہو۔ اور نفس اس کے خلاف جا کر رہا ہے۔ بلکہ تمہارے دل کی رغبت بھی اس کی ساتھ شامل ہو گئی ہے یعنی تمہیں وہ برائیاں بری لگنے لگی ہیں۔ ایسا نہیں کہ تم برائیوں کی طرف لپکتے ہو۔ برائیوں سے کراہت پیدا ہو گی۔ یہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ایسی کراہت ہمارے اندر پیدا فرما دے۔ شیطان گناہوں کو کتنا مزین کر کے پیش کرے ان سے نفرت ہوتی ہو۔ ہمیں ان سے کراہت ہوتی ہو۔ طبعاً بھی ہم ان سے دور بھاگیں ہماری طبیعت بھی اس کی طرف مائل نہ ہو۔

یہ تین صفات ہیں۔ پیارے بھائیو! یہ جس کے اندر پیدا ہو گئی اس نے اپنی توحید کو مکمل کر لیا۔ اس نے ایمان کا مزہ پا لیا۔ اور جو ہم نے دوسری صفت پڑھی اس کے ذیل میں محبت اللہ تعالیٰ کے لیے اور نفرت بھی اللہ تعالیٰ کے لیے، اس پہ ایک حدیث آتی ہے

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِ يْمَانَ

”جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے نفرت کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے منع کیا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا“۔

اس کی شرح میں ملّا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ:

> ”یہ چار چیزوں کا ذکر اس لیے کیا کیوں کہ یہ چار چیزیں وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنا سب سے مشکل ہوتا ہے۔ یہ چاروں چیزیں وہ ہیں جن میں انسان کی رغبت اُس میں اس درجے پر شامل ہوتی ہے خواہش کا اس درجے میں دخل ہوتا ہے کہ اس کو جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر لیا۔ اس نے گویا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر لیا۔ تو وہ جب یہ چار چیزیں خالص کرے گا تو وہ پھر باقی چیزیں بھی خالص کرے گا۔ محبت اور نفرت یہ چیزیں ایسی ہیں کہ انسان کی خواہش کا اس میں بہت عمل دخل ہے۔ انسان اپنی ذات کے لیے اور اپنے مفاد کے لیے بھی یہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اسی طرح دینا اور روکنا یا خرچ کرنا یا کسی سے ہاتھ روک لینا، کسی کے اوپر سب کچھ لُٹا دینا اور کسی سے جڑنا اور کسی سے کٹنا، اس سب کچھ میں انسان کی رغبت کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ تو جو اس کو خالص کرے تو پھر اُمید ہے کہ ”تکلم للہ“ وہ بولے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سکون اختیار کرے گا، تو اللہ تعالیٰ کے لیے وہ چلے گا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے رُکے گا۔ اور یوں اس کی پوری زندگی اس آیت کا نمونہ بن جائے گی“۔
>
> قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام:۱۶۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی مٹھاس اور حلاوت نصیب فرمائے۔ اہل ایمان کی جو صفات اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں وہ ہمارے اندر پیدا فرما دے۔ آمین

سبحنک اللھم وبحمدک نستغفرک ونتوب الیک

☆☆☆☆☆

مجھے اب کسی بات کی فکر نہیں

ڈاکٹر شاہ فیض

آج سیدنا سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پڑھا ویسے تو یہ مکمل واقعہ ہمیں اپنی آنے والی نسلوں تک منتقل کرنا چاہیے لیکن سیدنا سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے اشعار قابل مطالعہ ہیں منہج سلف، عقیدہ، ایمان، توکل، صبر، محبت الٰہی اور محبت رسول اللہ... سب کچھ ہی ان اشعار میں ہے لیں آپ بھی یہ اشعار پڑھیں لیکن رکیں پہلے فقیہ محدث صحابی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خوبصورت تعبیر میں ان اشعار کا پس منظر جان لیں پھر یہ اشعار امید ہے کہ مدتوں آپ کے دل و دماغ میں بسے رہیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ آدمیوں کی ایک جماعت کو جاسوسی کی غرض سے بھیجا، ان کا امیر عاصم بن ثابت انصاریؓ کو بنایا۔ یہ لوگ جب مکہ اور عسفان کے درمیان "هَدَّه" نامی مقام پر پہنچے تو قبیلہ ھذیل کی ایک شاخ بنو لحیان کے لوگوں کو ان کی اطلاع ہو گئی۔ ان کے ایک سو کے قریب تیر انداز ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ایک جگہ انہیں کھجوروں کی کچھ گٹھلیاں پڑی ہوئی ملیں۔ ان گٹھلیوں کو دیکھ کر انہوں نے کہا:

"یہ تو یثرب کے کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں"۔

چنانچہ اب انہوں نے ان صحابہ کرامؓ کے قدموں کے نشانات کو سامنے رکھ کر ان کا پیچھا شروع کر دیا اور سیدنا عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں کو جب ان مشرکین کا پتہ چلا تو وہ ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گئے، مشرکین نے اس ٹیلے کا گھراو کر لیا اور کہا: ٹیلے سے نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو، ہم تم سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔

اس کے جواب میں سیدنا عاصمؓ یوں گویا ہوئے:

"جہاں تک میرا معاملہ ہے تو اللہ کی قسم! میں تو کسی کافر سے عہد و میثاق کر کے ٹیلے سے نہیں اتروں گا۔ اے اللہ! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری اطلاع فرما دیجئے۔"

ان کا یہ اعلان سن کر مشرکین نے تیر برسانا شروع کر دیئے، جس کے نتیجے میں سیدنا عاصمؓ سمیت سات صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔ باقی تین ان سے معاہدہ کر کے نیچے اتر آئے، جن میں ایک سیدنا خبیبؓ، دوسرے زیدؓ بن دَثِنہ اور ایک تیسرے صحابیؓ تھے۔ مشرکین نے جب ان پر قابو پا لیا تو فوراً انہیں باندھنے لگے، یہ دیکھ کر وہ تیسرے صحابی بولے:

"هٰذَا اَوَّلُ غَدرٍ، وَاللّٰهِ لَا اَصبَحُكُم، اِنَّ لِي بِهٰولَآءِ لَأُسوَةً"

"یہ پہلا دھوکہ ہے، اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا، میرے لیے ان سات شہداء کے طرز عمل میں بہترین نمونہ ہے"۔

مشرکین نے بڑا زور لگایا کہ کسی طرح آپؓ کو ساتھ لے جائیں، لیکن آپؓ نہ مانے، آخر تنگ آ کر انہوں نے آپؓ کو شہید کر دیا، باقی دو صحابہ سیدنا خبیبؓ اور زید بن دثنہؓ کو وہ اپنے ساتھ لے گئے اور انہیں مشرکین مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔

سیدنا خبیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خریدا، کیونکہ حارث بن عامر کو غزوۂ بدر میں سیدنا خبیبؓ ہی نے قتل کیا تھا، کئی دن تک تو آپؓ ان کے پاس قید رہے، پھر بالآخر انہوں نے آپؓ کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس فیصلے کے بعد سیدنا خبیبؓ نے شہادت کے لیے تیاری شروع کر دی، اسی دوران انہوں نے حارث بن عامر کی ایک بیٹی سے "اُسترا" لیا تاکہ صفائی وغیرہ کر لیں۔ اس عورت کا ایک چھوٹا بچہ چلتا چلتا سیدنا خبیبؓ کے پاس آ گیا۔ آپؓ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا اور استرا ابھی آپؓ کے ہاتھ میں تھا۔ بچے کی ماں کی جب اس منظر پر نظر پڑی تو اس کے ہوش اُڑ گئے اس کی یہ گھبراہٹ اور پریشانی دیکھ کر سیدنا خبیبؓ نے فرمایا:

"کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ نہیں! میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ یہ گھٹیا کام کروں"۔

بعد میں وہ عورت سیدنا خبیبؓ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کرتی تھی:

"اللہ کی قسم! میں نے سیدنا خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا، ایک دن میں نے ان کو دیکھا کہ وہ انگوروں کا گچھا لیے اس سے کھا رہے ہیں، حالانکہ وہ لوہے میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں تو مکہ میں کھجوریں بھی نہیں تھیں"۔

بہر حال وہ انہیں "حرم" سے باہر لے گئے تا کہ انہیں "حل" میں لے کر جا کر قتل کریں، سیدنا خبیبؓ نے انہیں کہا:

"مجھے ذرا چھوڑو تا کہ میں دو رکعت نماز پڑھ سکوں۔"

انہوں نے چھوڑ دیا، آپؓ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر ارشاد فرمایا:

"اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم میرے بارے میں یہ گمان کرو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو مزید نماز پڑھتا۔ اے اللہ! ان کو شمار کر کے رکھنا اور ان سب کو قتل کر دینا اور ان میں سے ایک بھی باقی نہ چھوڑنا"۔

اس کے بعد آپؓ نے کچھ اشعار پڑھے، جن میں سے دو اشعار تو بہت مشہور ہیں لیکن ہم آج آپ کے لیے تمام اشعار لکھتے ہیں!

لَقَد جَمَعَ الاَحزَابُ حَولِی وَاَلَّبُوا

قَبَائِلَهُم وَاستَجمَعُوا کُلَّ مَجمَعِ

لشکر میرے ارد گرد جمع ہو چکے اور انہوں نے اپنے قبیلوں کو اور جس کسی کو جمع کر سکتے تھے جمع کر لیا۔

وَقَد قَرَّبُوا اَبنَائَ هُم وَنِسَائَ هُم

وَقُرِّبتُ مِن جِذعٍ طَوِیلٍ مُّمَنَّعِ

اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی قریب لے آئے اور مجھے بھی ایک مضبوط، لمبے کھجور کے تنے کے قریب کر دیا گیا۔

وَکُلُّهُم یُبدِی العَدَاوَةَ جَاهِداً

عَلَیَّ، لِاَنِّی فِی وَثَاقٍ بِمَضیَعِ

سب کے سب میرے خلاف تگ و دو کر رہے ہیں اور مجھ سے دشمنی کا اظہار کر رہے ہیں، کیونکہ میں بندھنوں میں جکڑا، فنا ہونے والا ہوں۔

اِلیٰ اللّٰهِ اَشکُوغُربَتِی بَعدَ کُربَتِی

وَمَا جَمَعَ الاَحزَابُ لِی عِندَ مَصرَعِی

اللہ ہی سے میں اپنی تکلیف اور غریب الوطنی کا شکوہ کرتا ہوں اور ان لشکروں کا جو میرے قتل کا تماشہ دیکھنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔

فَذَا العَرشِ صَبَّرنِی عَلٰی مَا اَصَابَنِی

فَقَد بَضَعُوا لَحمِی وَقَد ضَلَّ مَطمَعِی

عرش والے نے ہی مجھے میری تکلیف پر صبر کی توفیق دی ہے، ورنہ یہ لوگ تو میرا گوشت تک کاٹ چکے اور میری امید تک ختم ہو چکی۔

وَذَالِکَ فِی ذَاتِ الاِلٰهِ وَاِن یَّشَاء

یُبَارِک عَلٰی اَوصَالِ شِلوٍ مُّمَزَّعِ

اور میری یہ قربانی ذات باری تعالیٰ کی خاطر ہے، اگر وہ چاہے تو جدا جدا کیے ہوئے اعضاء کے جوڑوں میں برکت ڈال دے۔

وَقَد عَرَضُوا بِالکُفرِ وَالمَوتُ دُونَهٗ

وَقَد ذَرَفَت عَینَایَ مِن غَیرِ مَدمَعِ

انہوں نے (مجھ پر) کفر پیش کیا، جبکہ موت اس سے بہتر ہے اور میری آنکھیں بغیر آنسوؤں کے بہہ رہی ہیں۔

وَمَابِی حَذَارُ المَوتِ، اِنِّی لَمَیِّتٌ

وَلٰکِن حَذَارِی حَرُّنَارٍ تَلَفَّعُ

مجھے موت کا کوئی ڈر نہیں، کیونکہ میں نے مرنا تو ہے ہی، لیکن مجھے شعلے اُٹھاتی آگ کی تپش اور حرارت ڈرا رہی ہے۔

فَلَستُ بِمُبدٍ لِلعَدُوِّ تَخَشُّعاً

وَلَا جَزَعاً، اِنِّی اِلیٰ اللّٰهِ مَرجَعِی

میں دشمن کے سامنے نہ جھکوں گا، نہ جزع فزع کروں گا، کیونکہ میں اپنے اللہ کی طرف جا رہا ہوں۔

وَلَستُ اُبَالِی حِینَ اُقتَلُ مُسلِماً

عَلٰی اَیِّ جَنبٍ کَانَ لِلّٰهِ مَصرَعِی

اور جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ کے نام پر میں کس پہلو کے بل قتل کیا جاتا ہوں۔

اس کے بعد حارث بن عامر کا بیٹا، ابو سروعہ عقبہ بن حارث آگے بڑھا اور اس نے آپؓ کو شہید کر ڈالا۔

رضی اللہ عنہ

☆☆☆☆☆

نجات کا راستہ

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

شیخ اسامہ بن لادنؒ نے فلسطینی بھائیوں سے فرمایا:

”ہم انہیں کہتے ہیں، تمہارے بیٹوں کا خون ہمارے بیٹوں کے خون کی طرح ہے، اور تمہارا خون ہمارے خون کی طرح ہے۔ خون کا بدلہ خون ہے اور تباہی کا بدلہ تباہی ہے۔ اس عظیم اللہ کو ہم گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم کبھی بھی تمہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ کامل فتح نہ ملے یا ہم بھی اس شہادت کا مزہ نہ چکھ لیں جس کا مزہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے چکھا تھا“۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

بسم اللہ والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ و آلہ و صحبہ و من والاہ

تمام دنیا میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا دل چاہتا ہے کہ آج میں ”عرب بہار“ کے بارے میں کچھ باتیں کروں، جس کے بارے میں بہت سی کوششیں کی گئیں کہ اپنے مقاصد کے لیے اس کو دعوت اور جہاد کا متبادل قرار دیں، ان میں ایک یہ تھی کہ ان انقلابات میں عوامی غیض وغضب کے سیلاب کا رُخ کچھ سودے بازی اور کچھ اصولوں سے دستبرداری کے جوہڑ کی جانب موڑیں تاکہ اتنی دیر مجرموں کے اس ٹولے کو مزید سانس لینے کا موقع مل سکے، اور وہ اپنے پتوں کو ترتیب دے سکے، تاکہ نئے سرے سے اپنے ایجنٹوں کو دوبارہ مسلط کر سکے، اور پہلے سے بھی زیادہ زور و ظلم ڈھائیں۔ تیونس، مصر، لیبیا سے ہوتے ہوئے یمن اور شام تک عوامی غصے کے اس طوفان کے آٹھ سال بعد کیا نتیجہ نکلا؟ اور کیسے نکلا؟ اور کیسے ممکن ہو گا کہ ہم موجودہ صورت حال سے نجات کا راستہ پائیں۔ یہ اہم ترین سوالات ہیں، ہمیں کھل کر ان کا سامنا کرنا چاہئے، یہ ایک بھاری ذمہ داری ہے، ضروری ہے کہ امت اس کو اٹھانے کے لیے متحد ہو جائے۔

یہ بات کہ اس عوامی طوفان (جس کو ”عرب بہار“ کا نام دیا گیا) کا نتیجہ کیا نکلا؟ تو یہ محتاج بیان نہیں ہے، شکست اور ناکامی ہی حصے میں آئی، اور انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ شکست اور ناکامی ان بہت سارے لوگوں کے ہاتھوں ہمارے حصے میں آئی جو عوام کے کندھوں پر چڑھ کر نعرے لگاتے تھے، اور عالمی طاغوتی طاقتوں نے ان میں سے متعدد کو امت مسلمہ کو دھوکہ دینے، سبز باغ دکھانے اور ذلیل کرنے کے لیے استعمال کیا۔ اس کی واضح مثال تیونس میں ”تحریک نہضہ“ ہے، جسے قدیم اور بگڑے ہوئے نظام کے لیے ایک پُل اور زینے کے طور پر استعمال کیا گیا، اور مسلم عوام کو دھوکہ دے کر وہی پرانا نظام تیونس میں ایک بار پھر لوٹ آیا، جو مسلمانوں کا سخت ترین دشمن اور مجرم نظام تھا۔

تیونسی صدر باجی قائد سبسی کا کہنا ہے:

”میراث میں برابری اہم ترین ہے، اس موضوع پر ہم نے قطعی فیصلہ کیا ہے، سب سے پہلے انفرادی قوانین کو بدلنا چاہئے، کیونکہ اس کا دین کے ساتھ یا قرآن کے ساتھ یا قرآنی آیات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، ہمارے ہاں آئین کی عملداری ہے، قوانین ہی کی حکمرانی ہے، ہم ایک شہری حکومت میں جی رہے ہیں، اور یہ کہنا کہ تیونسی حکومت کا سرچشمہ دین ہے نا صرف غلطی ہے بلکہ فاش غلطی ہے، یہ بات اس طرح باقی نہیں رہے گی“۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

تحریک نہضہ ان تمام جرائم میں شریک رہی ہے، پھر اس نے اپنا نقاب الٹ دیا، اور اپنی حقیقت واضح کر دی کہ فی الحقیقت وہ ایک سیکولر تحریک ہے۔

مصر میں اخوانی اور سلفیوں کو پیچھے دھکیلنے کے لیے قاہرہ کے میدانوں میں فوجی ٹینکوں کی یوں منظر کشی کی گئی کہ گویا یہ عوام کے نجات دہندہ ہیں، اور اس حقیقت کو چھپا لیا گیا کہ یہ مظاہرین پر گولیاں برسانے کے حکم کی تعمیل کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ جن کے بارے میں امریکہ سمجھتا تھا کہ انہیں جنرل سیسی کے ہاتھوں دو سال کی مہلت دی جائے، اور سیسی وہ تھا جسے اخوان اپنا بندہ سمجھتے تھے۔

یمن میں عوامی غیظ و غضب، خلیجی سودے بازوں کے بازار میں پریشان حالی کا شکار ہو گیا، اور تمام فریقین دو باتوں پر متفق ہو گئے، پہلی بات یہ کہ ہم عوامی غصے کی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کریں۔ اور دوسری بات یہ کہ امریکہ کو اتنی جگہ دی جائے کہ وہ جزیرۃ العرب کے مجاہدین اور عوام کے خلاف جرائم کا ارتکاب کرے۔

شیخ قاسم الریمی حفظہ اللہ:

”اگر بعض فریق نہ ہوتے تو یہ انقلاب شروع ہی میں ختم ہو جاتا“۔

”اصلاح پارٹی کے ایک یمنی عہدیدار ”عبد الرحمن بافضل“ نے کہا:

”میں کہتا ہوں کہ اپوزیشن آنے والی حکومت میں اپنے نمائندے ظاہر کریں، جو کم سے کم نصف ہوں، اور ان میں سے صدر بھی ہوں جو عبوری طور پر ہوں، اور ایک عبوری پارلیمنٹ بنائیں، اور مذاکرات کے لیے کوشش کریں، مغرب کے ساتھ مذاکرات کریں، خود امریکہ کے ساتھ مذاکرات کریں، اور سعودیہ کے ساتھ کریں، اگر ہم ان دونوں کو ملانا چاہتے ہیں، امریکہ جس کے بارے میں علی عبد اللہ صالح (سابق یمنی صدر) کہتا تھا کہ میں امریکہ کو ختم کروں گا، آل سعود کے شاہ عبد اللہ کو ختم کروں گا، یہ لوگ جائیں اور ان کے سامنے کھل کر بات رکھیں کہ ہم کون

ہیں اور کیا چاہتے ہیں، اور مملکت کے ساتھ ہمارے تعلقات کی نوعیت کیا ہو گی، امریکہ جائیں اور دیکھیں کہ امریکہ 'یمن سے کیا چاہتا ہے؟ ہم حاضر ہیں''۔

شیخ قاسم الریمی حفظہ اللہ:

''اپوزیشن امریکہ اور سعودیہ کے ساتھ مذاکرات اور کچھ چیزوں سے دستبرداری میں شریک ہوئی، اسی عمل نے علی صالح کے نظام کو مزید کچھ وقت دے دیا''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

لیبیا میں نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں امریکہ کا پرانا ایجنٹ ''جنرل حفتر'' آدھے سے زیادہ ملک پر برسرِ اقتدار آیا، یہاں انقلاب کی کوششیں بھی راہ گم کر بیٹھیں، جس میں بہت سے فریقوں نے امت مسلمہ کو دھوکہ دینا چاہا کہ انقلاب کامیاب ہو گیا، اور افسوس کی بات یہ کہ یہ سب سرکردہ مجرموں کی سرپرستی سے ہوا، اس سے بھی زیادہ افسوس اس پر ہے کہ اس شیطانی منصوبے نے بھی (جس کا لیبیا سامنا کر رہا ہے) اسلام کی طرف منسوب جماعتوں کو اسلام کے کلمے، شریعت کی حاکمیت اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور کفار سے برأت پر پھر بھی متحد نہ ہونے دیا۔

شیخ ابو مصعب عبد الودود حفظہ اللہ:

''میرے راستے اور عقیدے کے مجاہد ساتھیو! یہ کفریہ قومیں اپنے اپنے ملکوں سے تمہارے خلاف متحد ہو کر آگئی ہیں، تمہاری قوت توڑنے کے لیے یہ اپنے اختلافات کو بھلا چکی ہیں، تو تم کب تک منتشر اور متفرق رہو گے؟ انانیت اور غفلت نے ہمیں وحدت اور اجتماعیت کی بجائے شکست اور تفریق اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ کیا ہم صبح شام اللہ کا یہ ارشاد نہیں پڑھتے:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ

''یقیناً اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح صف بنا کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں''۔

کیا ہم نے اپنے گھر اور گھر والوں کو اللہ کی محبت کے حصول کے لیے نہیں چھوڑا ہے؟ تو پھر ہمیں کیا ہوا کہ ہمیں الگ الگ لڑنے پر اصرار ہے؟ نہ تو ہم عمارت ہیں اور نہ سیسہ پلائی دیوار ہی بن پا رہے ہیں۔ سو اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو! اور اپنی طرف سے خیر دکھاؤ، اور یہ بھی جان لو کہ اجتماعیت کے ناپسندیدہ کام بھی انتشار کے پسندیدہ کاموں سے بہتر ہیں۔ اور تم ہی لوگ ہو جو اللہ تعالیٰ کے بعد یتیموں، بیواؤں، کمزوروں اور ظلم و جبر کے قید خانوں میں قید لوگوں کی امید ہو''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

شام جہاں مسلم عوام یہ کہتے ہوئے نکلے ''قائدنا للأبد، سیدنا محمد'' ہمیشہ کے لیے ہمارے رہبر و رہنما سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ انقلاب بھی شمال مغربی شام کی طرف سمٹ آیا، جس کو خوشی ہے وہ خوش ہے اور جو ناراض ہے وہ ناراض ہے۔ ترکی سیکولر حکمرانوں کے قبضے میں ہے۔ اسلامی عوام کا یہ غیظ و غضب وہیں پر ہی سمٹ گیا جبکہ مجاہدین کے لشکر دمشق کی جانب کھینچے جا رہے تھے، بہت سارے ابراہیم البدری (البغدادی) پر الزام لگاتے ہیں کہ جہادی اقدام میں یہ رکاوٹ بنے، لیکن بہت افسوس کے ساتھ جس سے دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ابراہیم البدری کے گروہ کی حرکتیں ایک وبا کی صورت اختیار کر گئیں جس میں سبھی ایک دوسرے کے خلاف لڑے، اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ ان پر بھی الزامات لگے جو فتنوں سے بچنے کے لیے ایک طرف ہو گئے، اور افسوس بہت سارے لوگ موہوم امید پر اقتدار تک پہنچنے کے لیے اس آگ میں کود پڑے، سیکولر ترکی کے فوجی ناکوں کی نگرانی میں اور دین و دنیا پر حملہ آور دشمن کی آنکھوں کے نیچے اقتدار کے سراب کے پیچھے۔

شیخ ابو عبیدہ احمد عمر حفظہ اللہ:

''شام میں موجود میرے مسلمان بھائیو! تمہارا مبارک جہاد ایک خطرناک مرحلے سے گزر رہا ہے، اور ایک تاریخی موڑ پر کھڑا ہے جس کے اثرات دور رس ہیں، اس جہاد اور اس کے لیے گرنے والے خون کی، کھلواڑ کرنے والوں سے حفاظت تمہاری گردن میں امانت ہے، یہ ذمہ داری اٹھانے اور پوری طرح ادا کرنے کی اللہ تمہاری مدد کرے۔ بہت سارے شیطانی منصوبے جو تمہارے خلاف ریاض، دوحہ، انقرہ، جنیوا اور آستانہ کے ہوٹلوں میں بن رہے ہیں۔ تمہیں پھانسنے کے لیے بہت سے جال اور پھندے تیار کئے جا رہے ہیں، اللہ کے راستے پر چلنے میں رکاوٹ بننے کے لیے کانٹے بچھائے جا رہے ہیں۔ میں اپنی بات کا اختتام شیخ ابو یحیی اللیبیؒ کی بات پر کرتا ہوں جو انہوں نے صومالیہ میں جیش العسرۃ کے بھائیوں کو پیغام کی صورت میں دی تھی۔ ہم سب کو ان باتوں سے نصیحت حاصل کرنے اور اس کے مضمون سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے''۔

شیخ ابو یحیی اللیبی رحمہ اللہ:

صومالیہ میں موجود جیش العسرۃ کے بہادرو! اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل اعتماد کرو، اسی کے قبضے میں ہر شے کے خزانے ہیں، عزت اس کے لیے، اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے لیے ہے۔ اور مشرق یا مغرب کی طرف مدد کے لیے دیکھنے سے پرہیز کرو، نہ کسی ملک کی امداد پر خوش ہو جاؤ، نہ کفر کے اماموں کی بظاہر دھوکہ کھانے پر خوش ہونا، جو دل میں کچھ رکھتے ہیں اور ظاہر میں کچھ اور کرتے ہیں۔ کوئی مصلحت انہیں تمہارے ساتھ کھڑے ہونے پر مجبور کرے، یا یہ تمہارا مسئلہ کسی فورم پر اٹھالیں تو کبھی بھی ان پر حد سے زیادہ اعتماد نہ کرنا، اللہ کی قسم جو بغض اور نفرت یہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ کسی بھی طور ان ظالم حبشیوں سے کم نہیں ہے۔ مصلحت ختم ہو گی یہ لوگ دوست سے دشمن ہو جائیں گے، دانت نکال کر اپنی حقیقت دکھائیں گے۔ تب تم ان کے علاوہ دوسروں کو ڈھونڈو گے، چنانچہ ساری محنت ضائع ہو جائے گی اور قوت منتشر ہو جائے گی، بلکہ دشمنیاں پھیل جائیں گی، اور تمہاری حالت اس شخص کی طرح ہو جائے گی جو گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے آگ کی پناہ لے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (العنکبوت:۴۱)

"جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے رکھوالے بنا رکھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے کوئی گھر بنالیا ہو۔ اور کھلی بات ہے کہ تمام گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ جانتے!"

لہٰذا ان میں سے کسی کو اپنا ایسا رازدار مت بناؤ کہ جن سے تم اپنے امور کے متعلق مشورے کرو، انہیں اپنے رازوں سے واقف کراؤ، اپنے مسائل ان سے باندھو کہ وہ ان پر جیسے چاہیں سیاست کریں اور تمہیں جہاں چاہیں لے جائیں، جتنی چاہیں تمہیں مہلت دیں، اور ان سب کے بعد تم تاویلات اور توازن کے دعوے کرتے رہو تو اپنا جہاد اور اپنی محنت ان کی چوکھٹ پر کھو بیٹھو گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ (آل عمران :۱۱۸)

"اے ایمان والو! اپنے سے باہر کے کسی شخص کو رازدار نہ بناؤ، یہ لوگ تمہاری بدخواہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ ان کی دلی خواہش یہ ہے کہ تم تکلیف اٹھاؤ۔ بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو چکا ہے، اور جو کچھ (عداوت) ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں وہ کہیں زیادہ ہے۔ ہم نے پتے کی باتیں تمہیں کھول کھول کر بتادی ہیں، بشرطیکہ تم سمجھ سے کام لو"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

یہ ہے اس منظر کی تصویر جو عرب بہار کے بعد کے انجام کا ہے۔ ایسا انجام کیوں ہوا؟ اس کے اسباب متعدد ہیں البتہ میں ان میں سے اختصار کے ساتھ چند پر اکتفا کرتا ہوں۔

ناکامی کے اسباب میں اہم ترین سبب ولاء اور براء کے عقیدے کو پیشِ نظر نہ رکھنا ہے۔ اور عقیدے کی اس بنیاد کا پسِ پشت جانا ہے جو اس ظالم، مجرم اور شریعت سے خارج نظام کے ساتھ جہاد کی بنیاد ہے۔

مصر کی عوامی بیداری کی چند تصویریں:

حسبنا الله و نعم الوكيل، حسبی الله و نعم الوكيل۔

یہ کم سے کم وہ ہے جو یہ ہم پر چلاتے ہیں، پانچ مر گئے اور مزید بھی ہیں۔

شیخ الازہر:

"یہ تم پر گولیاں چلاتے ہیں، تمہارا کوئی حال نہیں، گولیاں چلاتے ہیں، اور تم مر جاتے ہو شہید بن کر، شہید ہو جاؤ، کوئی مسئلہ نہیں۔ لیکن یہ ہماری جنگ نہیں ہے۔ اللہ کی قسم یہ ہماری جنگ نہیں ہے۔ اللہ کی قسم یہ ہمارے دشمن نہیں ہیں۔ اللہ کی قسم یہ ہمارے دشمن نہیں ہیں۔ ہمارا مقصود و منزل ایک ہی ہے۔ ہم اپنی رائے کو امن کے ساتھ پیش کرتے ہیں، کیا اس طرح نہیں ہے؟ کس لیے ہم آئے ہیں؟ یہ ہمارے دشمن نہیں ہیں۔ امن کے ساتھ اپنی جگہ رہو۔ یہ ہے اسلام"۔

مصری حکومت کا ایک شخص:

"بہت وقت بیت گیا، منظر بدل گیا، کچھ لوگ فجر کے وقت آ رہے ہیں اور ان کا سامنا فورسز سے ہو جاتا ہے، وہ انہیں بتاتے ہیں کہ اس خاردار تار سے آگے جانا ممنوع ہے، انہیں پانی دیتے ہیں، یہ قصہ میں تمہیں بتاتا ہوں، یہاں سے گولیاں چلنا شروع ہو جاتی ہیں، ہمارے ہاں ملکی قانون، مصری قانون اور عرفی قانون ہے، جس میں دو باتیں ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ مظاہرین کے لیے ایک جگہ اور وقت ضروری ہے، اور مظاہرہ کی کارروائی معلوم ہوتی ہے، کہ وہ کسی تشدد، اسلحے اور خطرہ بنے بغیر ہوتی ہے۔ مظاہرین میں سے جب کوئی اسلحہ کی طرف جاتا ہے، یہ اس کی آنکھوں کے درمیان مارتا ہے، حضرات! آپ نے سنا میں نے کیا کہا؟ اس کی آنکھوں کے درمیان مارتا ہے، زخمی نہیں کرتا ہے، مارتا ہے، یہ ہمیں قانون بتاتا ہے"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

ناکامی کے اہم اسباب میں سے ایک یہ تھا کہ سیکولر آئین کے تحت انتخابات میں حصہ لے کر مقابلہ کیا گیا، انقلاب کا مقصد پورا ہونے سے پہلے یہ انتخابات کے میدان میں اتر گئے۔ انقلاب کا مقصود مسلمانوں کے ہاں بہت واضح ہے، جس پر کوئی سودا نہیں ہو سکتا وہ شریعت کا قیام ہے، انہوں نے مخالف شریعت سیکولر آئین ہی کو اپنا فیصل بنایا، تاکہ اپنے زعم کے مطابق شریعت پر فیصلہ کرنے کا ہدف حاصل کریں۔ چنانچہ اس کا طبعی نتیجہ یہی نکلنا تھا کہ اقتدار سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اور شریعت کا قیام بھی نہ ہو سکا۔ سیکولر قانون کے تحت انتخابات میں داخل ہونے کے فتاوی بھی جاری کئے گئے، جن میں مصلحت و مفسدہ سے ہٹ کر ہم آہنگی اور لچک کے نام پر بودی دلیلیں پیش کی گئیں۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ جنھوں نے یہ فتاویٰ جاری کئے انہوں نے عوامی غصے کو یوں ضائع کرنے، بکھیرنے اور خسارے کی دلدل میں گم کرنے پر کوئی معذرت نہیں کی۔ یہ ایک مفروضہ ہی رہا کہ مذکورہ لوگ بہادری سے کام لے کر امت کے سامنے کھلے عام یہ اعلان کریں گے کہ ہم نے ہی امت کو اس غلط راستے پر ڈالنے پر آمادہ کیا تھا۔ انہوں نے ابھی تک کوئی معذرت نہیں کی بلکہ میرا گمان ہے کہ اگر یہ دوبارہ ایسا موقع پائیں گے تو ناکامی کا یہی راستہ اختیار کریں گے۔

ناکامی کے اسباب میں ایک سبب سیکولر، لادین اور مغربی ایجنٹوں کے ساتھ اتحاد تھا، ان کے ذریعے اپنی قوت و کثرت میں اضافے کے لیے ان کے جھنڈے تلے آنا، ان کے لیے دستبرداری اور شریعت مخالف امور میں ان کی موافقت نے یہ دن دکھایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ لوگ صہیونی اور امریکی فوج کی جانب چلے گئے اور اپنے حقیقی چہرے سے نقاب الٹ دیا، کہ ان کا مقصد اسلام کی جانب اٹھنے والا ہر قدم روکنا ہے چاہے وہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو۔ ان کے مٹانے کی ہر کوشش کو وہ خوش آمدید کہتے ہیں، تب یہ آزادی اور جمہوریت کے نعرے بھی بھول جاتے ہیں۔

بی بی سی کا جنرل سیسی سے انٹرویو:

صحافی: "کوئی اندازہ ہے کہ آپ نے کتنے سیاسی قیدیوں کو گرفتار کیا ہو گا؟"

سیسی: ہمارے ہاں کوئی سیاسی قیدی نہیں ہے، آزادی رائے کی بنیاد پر کوئی گرفتار نہیں ہے، ہم تو ان انتہاپسندوں کے خلاف کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے ہیں جو لوگوں پر اپنی رائے ٹھونسنا چاہتے ہیں، ابھی ان کا مقدمہ ایک منصف عدالت کے تحت چل رہا ہے، جس میں کئی سال لگ سکتے ہیں، لیکن یہ ایک قانونی راستہ ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے۔

صحافی: جناب صدر! انسانی حقوق کی تنظیمیں کہتی ہیں کہ آپ کے پاس آج ساٹھ ہزار سیاسی قید موجود ہیں۔

سیسی: مجھے علم نہیں کہ یہ اعداد و شمار وہ کہاں سے لائے، میں نے آپ کو کہہ دیا کہ ہمارے ہاں کوئی سیاسی قیدی نہیں ہے، جو قید ہیں وہ ایک اقلیت ہے جو اپنی انتہاپسندانہ رائے دوسروں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی تعداد جتنی بھی ہو ہمیں اس سے صرفِ نظر کرنا چاہئے۔

صحافی: الاخوان المسلمون بھی ایک سیاسی بلاک ہے جو آپ کی مخالف ہے، آپ نے ہی انہیں مجرم گردانا ہے؟

سیسی: نہیں، نہیں، ہم تو ان اسلامی انتہا پسندوں کے خلاف ہیں جو اسلحہ اٹھاتے ہیں، انہیں (اخوان المسلمون کو) تو عوام کے درمیان زندگی گزارنے پر خوش آمدید کہتے ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ یہ اسلحہ اٹھائیں اور مصری معیشت کو تباہ کر دیں۔

صحافی: جناب صدر! میں نے آپ کے چند شہریوں سے بات کی ہے وہ آپ کو "صدر" نہیں مانتے، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ ایک فوجی ڈکٹیٹر ہیں۔

سیسی: مجھے نہیں علم وہ کون ہیں جن کے ساتھ آپ کی بات ہوئی ہے۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

ناکامی کے اسباب میں سے ایک سبب پوری طرح کنٹرول حاصل کرنے سے پہلے ہی اقتدار کے حصول کا جنون بھی تھا۔ مختلف جگہوں، گوداموں، مراکز، شہروں اور بستیوں پر قبضہ کرنے میں جلدی سے کام لیا گیا، گوریلا جنگ چھوڑ دی گئی، اور پلوں اور دوسری رکاوٹوں پر جنگ میں مشغول ہو گئے، ہر ایک چاہتا تھا کہ دوسروں سے پہلے وہ غنیمت حاصل کرے، اور ہر اس چیز پر قبضہ کرے جس کا کوئی دفاع کرنے والا نہیں، ہر کوئی اس کوشش میں تھا کہ وہ ایک قابض کے روپ میں نظر آئے۔ اگرچہ وہ روپ بہروپ ہو، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن کے خلاف اُٹھنے والے اسلحے کا رخ اپنے بھائی کی جانب ہو گیا۔ لہٰذا الٰہی اصول پورا ہو گیا: وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا "آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ ناکام ہو جاؤ گے"۔ نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ یہی نکلا کہ یہ دشمن کی میدانی فوجوں، بمباری اور تباہی کا ہدف بن گئے، چنانچہ ایک ایک کر کے سارے شہر اور علاقے سقوط کر گئے۔ اب مذاکرات دشمن کے ساتھ ان علاقوں سے انخلا کرنے پر ہونے لگے جن کی مجاہدین حفاظت نہیں کر سکتے تھے، کیونکہ انہیں اپنی اور اپنے گھر والوں کی زندگی بچانی تھی، اور بجائے اس کے کہ مجاہدین جنگ کے ذریعے دشمن پر اپنا ارادہ لازم کرتے، ان کمزوروں کی طرح گوریلا جنگ لڑتے جو دشمن پر حملہ آور ہو کر چھپ جاتے جن کا کوئی ٹھکانہ دشمن کو معلوم نہیں ہوتا تھا، نہ وہ ان پر بمباری کر سکتا تھا، الٹا یہ ہونے لگا کہ دشمن اپنی شرائط مجاہدین سے منوانے لگا، اور وہ مقامی قوتیں جن کے بارے میں یہ گمان تھا کہ یہ مجاہدین کی دوست ہیں وہی غیروں کے ساتھ مذاکرات کرنے لگیں، اور بجائے اس کے کہ دشمن، مختلف ممالک اور ثالثی کرنے والے

مجاہدین کے پاس مظلوموں کی جنگ اور خونریزی روکنے کے لیے مذاکرات کرتے، مجاہدین ہی دشمن اور مختلف ممالک کے احکامات ماننے لگ گئے، ان سب کی وجہ یہ تھی کہ مجاہدین کی اکثر قیادتیں جعلی اقتدار اور قبضے پر راضی ہو گئیں اور دشمن کے سامنے کمزور رہیں اور اُس سے جنگ سے بھاگنے لگیں۔

میں یہاں ہر جگہ کے اپنے مسلمان بھائیوں کو ایک تاریخی مفید مثال دینا چاہتا ہوں، وہ پاکستان کی مجاہدین کے ساتھ سیاست ہے، تاکہ سیکولر ممالک کا مسلمانوں کے امور میں دخل اندازی کا خطرہ ہمیں سمجھ میں آجائے، پاکستان نے افغان مجاہدین کو جو کچھ دیا ہے ترکی اور خلیجی ممالک نے اس کا دسواں حصہ بھی نہیں دیا ہو گا، روس کے خلاف جنگ ختم ہونے کے بعد پاکستان نے عرب اور دوسرے مجاہدین کے ساتھ کیا کیا؟ پھر امریکی صلیبی حملے کے وقت پاکستان نے امارت اسلامیہ، عرب اور دوسرے مہاجرین کے ساتھ کیا کیا؟ جواب واضح ہے، میں نہیں چاہتا کہ میں غلط سمجھا جاؤں، میں یہاں کسی کو نہ سزا دے سکتا ہوں نہ کسی کی صفائی پیش کرتا ہوں بلکہ میں ایک حقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں، تاکہ ہمیں یہ علم ہو کہ اس مشکل سے ہم کیسے خلاصی حاصل کر سکتے ہیں؟

عرب بہار کے انقلابات کی ناکامی کی ایک وجہ اس حقیقت سے چشم پوشی کرنا ہے کہ یہ راستہ لمبا اور مشکل ہے، اس میں باطل اور طاغوت کے ساتھ مل کر زندگی نہیں گزاری جا سکتی، اس راستے میں بہت قربانیوں کی ضرورت ہے، ہجرت، دربدری کی زندگی، قتل اور قید کے لیے تیار رہنا پڑتا ہے، نصرت ان پارٹیوں کے طریقے پر کبھی بھی نہیں مل سکتی جنہوں نے اپنے کارکنوں کی تربیت تنخواہوں اور مراعات پر کی ہے، ہاں طاغوت کے ساتھ صلح جوئی قائم رکھتے ہوئے کچھ دینی مظاہر پر کاربند ہیں۔ جن جماعتوں نے اپنے کارکنوں کی تربیت اس طور پر کی ہے کہ طاغوت کے ساتھ اس کے قوانین کے نیچے اور اس کی امن فورسز کے تحت زندگی گزار کر بھی اسلام کی مدد ہو سکتی ہے۔ افسوس انہوں نے انقلاب کو ناکام کر دیا ہے۔ باطل سے اپنے دفاع، مقابلہ کرنے اور طاغوت کو مجرم گردانے میں ان کے طریق کار عاجز ہو گئے ہیں، جن گروہوں نے اپنے کارکنوں کی تربیت طاغوت سے عدم بیزاری پر کی ہے، وہ دنیا و آخرت کے خسارے کی جانب اپنے کارکنوں کو لے جا رہے ہیں۔

طاغوت کے ساتھ مل کر زندگی گزارنے کی ایک صورت وہ ہے جس میں متعدد داعی حضرات پڑ چکے ہیں، اور خاص کر جزیرۃ العرب میں...ان کا خیال یہ ہے کہ قابض باطل کے ساتھ مصالحت اس کے ساتھ مقابلے کی بہ نسبت زیادہ مفید ہے، بہت سارے جہاد روکنے، مجاہدین کی برائی کرنے اور ولی الامر (چاہے وہ کوئی شیطان صفت کیوں نہ ہو) کی اطاعت کی طرف دعوت دینے جیسے بھنور میں بھی پھنس چکے ہیں، تاکہ اپنے آپ کو ان سے محفوظ کر سکیں جو نہ کسی عہد کی پرواہ کرتے ہیں نہ کسی وعدے کی، یہاں تک کہ وہ طاغوت انہیں پکڑ لیتا ہے جس کے بارے میں ان کا گمان تھا کہ اس کے ساتھ صلح کرنا جنگ سے بہتر ہے۔

ناکامی کے اسباب میں ایک یہ تھا کہ ایسے گروہ بھی تھے جو اسلامی عمل کا ذریعہ بنے، اور انہوں نے انقلاب سے فائدہ اٹھانے کی کوششیں کیں، اور انہوں نے ایسے فتاویٰ سے رہنمائی حاصل کی جو مسلمانوں کے لیے مسلمانوں کے خلاف امریکی فوج میں لڑنا جائز قرار دیتے ہیں، وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ مظاہرے اللہ کے ذکر سے غافل کر دینے والی چیز ہیں، حاکم وقت کو مقدس سمجھتے ہیں، یہ خیال کرتے ہیں کہ "وطن" مسلمانوں اور غیروں کے درمیان ایک معاہدے پر قائم ہوتا ہے، اور ضروری نہیں کہ شریعت ہی اقتدارِ اعلیٰ کی حق دار ہو بلکہ وطنیت اور جمہوریت بھی ہو سکتی ہے۔ بگڑے ہوئے یہ خیالات ہی ہزیمت کا بیج ہیں، ان کے داعیوں نے عوامی غصے کا راستہ کھوٹا کر دیا، کیونکہ انہوں نے ان لوگوں کو جو امت کی قیادت دعوت، جہاد اور قتال کے ذریعے کرنا چاہتے تھے کمزور کر دیا، اور افسوس کے ساتھ ان سب میں ایک مشترک وجہ جو پائی گئی وہ مغربی نظام کے سامنے نفسیاتی شکست ہے۔

ناکامی کے اسباب میں ایک سبب اپنے پیروکاروں کے ذہن میں یہ بات ڈالنا کہ صلح کے وسائل کے ساتھ فتح اور غلبہ ممکن ہے، یہ بات تاریخی حقائق اور اصولِ زندگی کے بالکل خلاف ہے، بلکہ ان سب سے پہلے یہ اس سنت الٰہیہ کے خلاف ہے، جو ہم نے قرآن اور سنت مطہرہ سے سمجھی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا (البقرة:٢١٧)
>
> "اور یہ (کافر) تم لوگوں سے برابر جنگ کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو یہ تم کو تمہارا دین چھوڑنے پر آمادہ کریں"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

> وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (الانفال:٣٩)
>
> "اور (مسلمانو!) ان کافروں سے لڑتے رہو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، اور دین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے"

لہٰذا ہر انقلاب کی کامیابی کے لیے مسلح تصادم ضروری ہے، تاکہ سابقہ نظام کی جڑ اُکھڑ جائے، ورنہ سابقہ نظام پہلے سے بھی بدتر، بگڑی ہوئی گندی صورت میں دوبارہ لوٹ آئے گا۔

ایک بھائی کا تبصرہ کتاب: رياح الصراع ورياح التغيير "جنگ کی ہوائیں اور تبدیلی کی ہوائیں":

"تبدیلی کی شروعات عموماً ایک پُرامن انقلاب سے ہوتی ہیں، جس کو لے کر کھڑے ہونے والوں کے حلق 'زندگی کا حق، آزادی اور اجتماعی انصاف مانگتے مانگتے خشک ہو جاتے ہیں، لیکن بہت جلد ہی اس کی انتہا تشدد اور سنگدلی کے ساتھ ہوتی ہے۔ زور وزبردستی کے تمام وسائل کے ذریعے، ذلت و تحقیر کے تمام طریقوں کے ساتھ، بلکہ کبھی دھوکہ اور تشدد اکٹھے کیا جاتا ہے، چنانچہ یہ تبدیلی مغلوب ہو کر پگھل جاتی ہے لیکن اس خون کی وجہ سے دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے جو اس کے لیے بہا تھا اور اس سے اس کو غذا ملی تھی۔ دشمن کو یہ آزما چکا ہوتا ہے اور اس کا مقابلہ کرنے کی تیاری کر چکا ہوتا ہے، مسلح بیداری سے لے کر گوریلا جنگ تک ہر متشدد طریقے سے۔ جب یہ دوبارہ لوٹ آتی ہے تب یہ اس نظام کے لیے رحم اور نرمی کے جذبات سے خالی ہوتی ہے، جس نظام نے اسے ذبح کر دیا تھا۔ تب یہ سارے پیوند لگانے والوں کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دیتی ہے، اس حال میں واپس لوٹ آتی ہے کہ باطل کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر شاخوں سمیت جلا دیتی ہے، آخری پتے تک۔ اس لیے لوٹ آتی ہے تاکہ اپنا درخت اگائے، وہ درخت جو انقلاب اٹھانے والے لوگوں کے خون سے سیراب ہو اور ہوتا رہے، اور جس کا پھل ان کے مخلص بیٹے چُنیں، جو اس کے ایک دانے کو بھی گندے ہاتھوں میں نہیں جانے دینا چاہتے، وہ گندے لوگ جو ان کے مسائل کو لے کر سوداگری کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ انقلابات تبدیلی کے لیے آتے ہیں پیوند کاری کے لیے نہیں۔ انقلابات چلتے ہیں تاکہ انسان کی تعمیر اور اس کے نظریے کی بنیاد پڑ جائے، انقلابات اور بغاوتیں معیشت، عدالت اور معاشرے سب کے نظام میں تبدیلی لاتی ہیں، مسلح جدوجہد کے بغیر کسی معاشرے کی تبدیلی ممکن نہیں ہے، مسلح جنگ کے بغیر نظام کے ہتھیار ڈالنے کا کوئی امکان نہیں ہے، جس طرح اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ بغاوت کے خلاف جنگ کے بغیر کسی نظام کو شکست تسلیم ہو۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

انقلاب کی ناکامی کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان لوگوں کے لیے ڈالروں اور ریالوں کے منہ کھول دیے گئے جو ہر ولی الامر کی اطاعت کرتے ہیں، چاہے وہ ٹیلی وژن پر زنا ہی کیوں نہ کرے، اور چاہے وہ ملک اور خلقِ خدا کو امریکہ اور اسرائیل کے ہاتھوں کیوں نہ بیچے، چاہے وہ صلیب کے بندوں، پتھروں، گائے و درخت کے پجاریوں کے ساتھ وحدتِ ادیان کا داعی کیوں نہ ہو، اور چاہے وہ بدکاری کو بزورِ بازو کیوں نہ نافذ کرے۔

عبد العزیز الریس:

"آپ سوچیں اگر ایک حاکم یا بادشاہ یا صدر ٹیلی وژن پر بیٹھ کر براہ راست زنا کرتا اور شراب پیتا ہے ہمارا اس کے بارے میں کیا موقف ہو گا؟ فرض کریں ایسا ہوتا ہے تو ہمارا اس کے بارے میں شرعی موقف کیا ہو گا؟ جب وہ آپ کے سامنے ہو تو آپ بلند آواز سے اس پر نکیر کریں گے، سب کے سامنے، ہاں مصلحت کی رعایت کرتے ہوئے، لیکن اگر آپ اس کے پیچھے کھڑے ہوں، تو آپ اس کا نہ نام لیں گے اور نہ ایسے طریقے سے نکیر کریں گے جو لوگوں کو اس کے خلاف برانگیختہ کرے، آپ کہیں گے کہ زنا بہت پھیل گیا اور ٹیلی وژن پر ہو رہا ہے، اللہ سے ڈرو اور یہ حرام کام چھوڑ دو، اس کے بعد آپ ولی الامر کی اطاعت کی طرف دعوت دیتے ہیں، لوگوں کے دلوں کو اس کے لیے مجتمع کرتے ہیں، اگرچہ وہ روزانہ آدھا گھنٹہ ٹی وی پر بیٹھ کر بدکاری کرتا ہو"۔

علی المالکی:

"جو بات ولی الامر سمجھتا ہے وہی صحیح ہے، بلکہ بعض اہلِ علم کی کتابوں میں آیا ہے کہ اگر کوئی ولی الامر مناسب سمجھے کہ ایک تہائی عوام کو بچانے کے لیے وہ ایک تہائی عوام کو قتل کرے تو شریعت اس کو اجازت دیتی ہے"۔

عائض القرنی:

"یہ (اوباما) ہمارے پاس ملاقات کے لیے آئے گا اور یہ ہمارا مہمان بنے گا، ہم اسے کہیں گے: کیا ہی مبارک گھڑی ہے، اے ابو حسین (اوباما)! اے ہمارے مہمان! ہزار بار خوش آمدید، اگر آپ ہمارے ساتھ ملاقات کریں تو آپ دیکھیں گے کہ ہم مہمان اور آپ گھر والے ہیں، ابو حسین کو خوش آمدید کہنا ضروری ہے کیونکہ اس کے آباؤ اجداد مسلمان تھے، یہ افریقی ملک کینیا سے تعلق رکھتا ہے جس کی جڑوں میں اسلامی مملکت تھی، ایک جذبہ لے کر آیا ہے، تہذیب و شائستگی نرمی، عقل و دانش اور حکمت عملی لے کر آ رہا ہے، ہم اس کے ساتھ قدم قدم پر چلیں گے، گفتگو کریں گے، دکھاوا بھی کریں گے، خوشامد سے بھی کام لیں گے، مباحثہ بھی کریں گے، اور میں نے اخبار "شرق الاوسط" میں منگل کے دن ایک پیغام لکھا جس میں میں نے اس کے نام کی تفصیلات سمیت لکھا اہلاً وسہلاً باراک اوباما، اور میں نصیحت کرتا ہوں اپنے بھائیوں کو جنہوں نے لکھا اور لکھیں گے کہ یہ تم پر ہنستا ہے، یہ تمہارے اوپر اس قوت کی وجہ سے ہنستا ہے جو تمہارے پاس ہے، ان عظیم امکانیات کی وجہ سے جو تمہارے پاس ہیں۔ آج ہمارے

ساتھ بش کا طریقہ مفید نہیں ہے۔ اور نہ باراک اوباما کا طریق مفید ہے، ہمارے لیے کیا مفید ہے؟ مجھے بتاؤ کیا مفید ہے؟ نہ ہمیں بش کے طریق نے راضی کیا، اور نہ ہی اوباما کے طریق کار نے، مردہ کے بارے میں برائی بیان کرنا حرام ہے، بش نے ہمیں مارا، تکلیف دی لیکن ہم سیدھے نہیں ہوئے، یہ آیا ہے نرم انداز گفتگو کے ساتھ اور اس نے بھی ہمیں چھوڑ دیا"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

یہ وہ گروہ ہیں جو دین وعقیدے پر غیرت سے محروم ہیں، انقلاب نے ان کے حقیقی چہرے سے نقاب ہٹا دیا ہے، کہ یہ دین کے سوداگر ہیں، اور طاغوت اور بڑے مجرموں کے مددگار ہیں۔

شیخ انور العولقی رحمہ اللہ:

"آج امریکی ایسا اسلام نہیں چاہتے جو امت کے مسائل کی بات کرے، نہ وہ ایسا اسلام چاہتے ہیں جو جہاد، شریعت کی حاکمیت اور ولا وبراء کی طرف دعوت دیتا ہو، یہ لوگ نہیں چاہتے کہ اسلام کے یہ دروازے کھل جائیں اور کوئی ان کی طرف دعوت دے۔ یہ لوگ امریکی اسلام، لبرل، جمہوری، صلح جو اور شہری اسلام چاہتے ہیں، جیسا کہ انہوں نے اس کی بات پھیلائی ہے اپنی رپورٹوں میں، جیسا کہ رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ میں ہے۔ عزت اور انصاف کے مطالبے کی فقہ بھی ہمارے پاس ہے اور عاجزی وانکساری کی فقہ بھی ہمارے پاس ہے۔

سی آئی اے کا ایک اہم عہدیدار کہتا ہے کہ جب ہمارے سامنے ملا عمر کھڑا ہوا تو ہم نے اس کے لیے ملا بریڈلی کھڑا کیا، "بریڈلی" یہ ایک امریکی نام ہے، دوسرے الفاظ میں وہ یوں کہنا چاہتا ہے کہ اگر تمہارے پاس سچے علما ہیں تو ہمارے پاس بھی علما ہیں لیکن جعلی، تم ملا عمر کو اٹھاؤ گے تو ہم اپنے یہاں ملا بریڈلی کو اٹھائیں گے، عالمِ اسلام میں قلب وذہن کا یہ سخت ترین معرکہ ہے، امریکہ کی کوشش ہے کہ جعلی اسلام کو رواج دے، جیسا کہ ان سے پہلے بھی ان کے بڑوں نے کیا تھا، انہوں نے یہودیت اور عیسائیت میں تحریف کر دی تھی، اور آج یہ اسلام میں تحریف کرنا چاہتے ہیں، لیکن اللہ عزوجل کا دین محفوظ ہے"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

تو اب مختصر الفاظ میں خلاصی کا راستہ کیا ہے؟

خلاصی کا راستہ ان تمام اسباب سے پرہیز کرنا ہے جن کا میں نے تذکرہ کیا، مختصر الفاظ میں امت کے قلوب میں عقیدے کی بنیاد کو مضبوط کرنا، ولا اور براء کے عقیدے کو زندہ کرنا، شریعت کی حاکمیت کی یقین دہانی، سیکولر آئین کے تحت کسی بھی سیاسی عمل میں حصہ نہ لینا، بلکہ سب سے پہلے تو شریعت کی حاکمیت کے نفاذ کے لیے کوشش کرنا، جب یہ نافذ ہو جائے تب امت کے علما اور سربرآوردہ لوگ امت کی نمائندگی اور شوریٰ کے احیا کے لیے ایک شرعی اور عملی راستہ نکال لیں گے۔

نصرت کے اسباب میں سے ایک سبب اقتدار کا تصور چھوڑ کر گوریلا جنگ کی جانب لوٹنا ہے، مجاہدین کو متحد کرنا تاکہ دشمن کو کمزور کیا جائے، اور مسلمان امریکی آلہ کاروں کے قبضے سے نجات حاصل کریں۔ وہی آلۂ کار جن کے ملک امریکی چھاؤنیوں کے قبضے میں ہیں، جو امریکہ کے ساتھ اتحاد میں شامل ہیں، جو امریکی جھنڈے تلے لڑتے ہیں، اور اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم رکھتے ہیں۔ نصرت کے اسباب میں سے ایک سبب کمزور اور شکست خوردہ لوگوں کے فتاویٰ کو درخورِ اعتنا نہ سمجھنا بھی ہے، جو شریعت کو بڑے مجرمین کے نظام کے موافق کرنا چاہتے ہیں، نیز ان کمزور قیادتوں سے بھی بچنا جو امت کو شکست اور مجرم نظام کے سامنے تسلیم کروانے کی جانب لے جانا چاہتے ہیں۔

نصرت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ امت کے شعور کو اس بات پر بیدار کیا جائے کہ اللہ کی نصرت صلح کے اسباب میں نہیں آسکتی، نہ طاغوت کے ساتھ مل کر زندگی گزارنے میں، نہ اس کے نظام کے تحت زندگی گزارنے میں، بلکہ دعوت، جہاد، قتال، ہجرت، صبر اور قربانی کے ذریعے ہی آسکتی ہے۔

شیخ عاصم عمر حفظہ اللہ:

"اللہ تعالیٰ نے اس امت پر جہاد کو اس لیے فرض کیا تاکہ کفر کی ناک کو مٹی میں رگڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس کا باطل مقابلہ نہیں کر سکتا فرمایا:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ

"اور (مسلمانو!) ان کافروں سے لڑتے رہو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، اور دین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے"۔

ایک دو سال یا چند سالوں کے لیے نہیں بلکہ تب تک جب تک فتنہ ختم نہ ہو اور دین سارا اللہ کا نہ ہو جائے، تاکہ کفر کا زور ٹوٹ جائے اور اسلام کے علاوہ سارے سارے نظام مغلوب ہو جائیں۔ مکمل شریعت نافذ ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ

"کہ دین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے"

یعنی نظام کامل طور پر اللہ کے لیے ہو جائے، اس کی رضا کے مطابق جیسا کہ قرآن میں ہے، اس طرح نہیں کہ کچھ اسلام ہو اور کچھ کفر، بلکہ سب کا سب اللہ کا ہو جائے۔ لہٰذا سب جان لیں کہ ہم اور دنیا کے تمام مجاہدین اس

وقت تک سکون سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کفر کی طاقت نہ ٹوٹے اور اس کی قوت کمزور نہ ہو جائے، اور جب تک اللہ کی کتاب قرآن کریم نافذ نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لیے بھیجا ہے کہ ہر نظام کو جڑ سے اُکھاڑ دیں، پھر قرآنی نظام کا درخت لگائیں تاکہ اس کا سایہ پوری دنیا پر ہو۔ پس اے میرے مجاہد بھائیو! اگر تم اللہ کی رضا چاہتے ہو تو یہ قتال جاری رہنا چاہئے، اگر تم کفر کی سرکشی توڑنا چاہتے ہو تو قتال جاری رہنا چاہئے، اگر تم چاہتے ہو کہ دین کی تنفیذ ہو تو جہاد کی صدا مسلسل بلند رہنی چاہئے، اگر تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عزت محفوظ دیکھنا چاہتے ہو تو یہ قتال کبھی رکنا نہیں چاہئے، سست رفتار نہ ہونا، یا تو ہمارے سر گریں گے، اعضا کٹ کر بکھر جائیں گے جیسا کہ ہمارے اساتذہ اور ساتھیوں کے ہوئے، اور یا اللہ ہم پر کرم کر کے فتح سے نوازے گا۔ رب کعبہ کی قسم فتح' دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسلک ہے، اور دین نے ہمیشہ باقی رہنا ہے"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

نصرت کے اسباب میں سے ایک سبب دین کے سوداگروں، بدکار حاکموں کے پیروکاروں، اسرائیل کے اتحادیوں، وحدت ادیان کے داعیوں کو بے نقاب کرنا ہے، وزارت اوقاف، فتویٰ اور "ازہر" کی مشیخیت میں اقتدار کی پگڑیوں کو رسوا کرنا ہے۔ یقیناً اب ہمیں ایک ہمہ گیر جنگ کی ضرورت ہے، ایسے جہاد کی جو اپنے عمل، گفتگو، سیاسی و فکری عمل کے ذریعے ہو جس کی بنیاد احکامِ شریعت ہوں۔

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ:

"اے امت مسلمہ کے بیٹو! تمہارے سامنے ایک خطرناک دوراہا ہے، امت کو بیدار کرنے کا ایک تاریخی موقع ہے، مغربی اقتدار، خودساختہ قوانین اور حکام کی خواہشات کی بندھن سے آزادی کے لیے۔ بہت بڑا گناہ اور بہت بڑی جہالت ہو گی اگر یہ موقع ضائع ہو جائے جس کے لیے کئی دہائیوں سے امت منتظر ہے۔ اسے غنیمت سمجھو اور ان بتوں کو توڑ کر رکھ دو، ایمان وعدل کو قائم کرو، اس جگہ میں یہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایک ایسی مجلس کا قیام جو مسلم عوام کو ان کے سارے امور میں مشورہ پیش کرے شرعاً واجب ہے، خصوصاً ان باغیرت لوگوں پر جنہوں نے اس ظالم نظام کو ختم کرنے کی ضرورت کا ذکر سب سے پہلے کیا تھا اور انہیں مسلم عوام میں وسیع اعتماد بھی حاصل ہے۔ ان پر لازم ہے کہ اس پر منصوبے پر کام کا آغاز کریں اور جلد ہی اس کا اعلان کریں، ظالم حکام کے قابو سے دور رہتے ہوئے، کارروائیوں کے لیے ایک دیوان بنائیں جو مختلف واقعات کے ہم رکاب ہوں، ایسے متوازی خطوط پر چلتے ہوئے جو امت کے تمام ضرورتوں میں رہنمائی کریں، اور اس امت کے اہلِ عقل کی تجاویز سے بھی استفادہ کریں، علمی قابلیت ولیاقت کے مراکز اور اہلِ دانش ومعرفت سے بھی مدد لیں، ان عوام کی خلاصی کے لیے جو جابر حکام کو ہٹانا اور اپنے بچوں کو قتل سے بچانا چاہتے ہوں۔ ان عوام کی رہنمائی بھی کریں جنہوں نے اپنے حاکموں یا اس کی حکومت کے بعض ارکان کو ہٹا دیا ہے، انقلاب کی حمایت کے لیے مطلوب خطوط کے ذریعے اور اس کے اہداف کو پانے کے لیے۔ اسی طرح ان عوام کے ساتھ تعاون بھی جہاں ابھی تک انقلاب کا آغاز نہیں ہوا، تاکہ اس کے آغاز اور آغاز سے پہلے کے لوازم کی تعیین ہو۔ تاخیر اس موقع کو ضائع کر دے گی، اور اپنے وقت سے پہلے اقدام کی وجہ سے نقصانات زیادہ اٹھانے پڑیں گے۔ اور میرا گمان ہے کہ تبدیلی کی ہوائیں پورے عالمِ اسلام میں عنقریب چلنے والی ہیں ان شاء اللہ۔ سو جوانوں پر لازم ہے کہ کام کے لیے لازمی تیاری کرلیں، اور اہلِ تجربہ، صادقین کے ساتھ 'جو نامکمل حل اور ظالموں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنے والوں سے دور رہتے ہیں' ساتھ مشورہ کریں اور اس سے پہلے کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ کہا جاتا ہے کہ بہادروں کی بہادری سے پہلے صحیح رائے کا درجہ ہے اور بہادری کا مقام اس کے بعد ہے"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

ہمیں صفوی رافضی دشمن کا سامنا ہے، جو مشرق و مغرب میں آگے بڑھنا چاہتا ہے، اور ہمیں امریکی و اسرائیلی دشمن کا بھی سامنا ہے جو فلسطین پر قابض ہے اور عالم اسلام کے قلب پر اس کی معدنیات اور پانی پر قبضہ کرنا چاہتا ہے، ہمیں روسی دشمن کا بھی سامنا ہے جو ہمارے ملکوں پر قبضے کی امید میں ہے، فرانس جیسے صلیبیوں کی ماں کا بھی سامنا ہے، ملحد چین اور مشرک ہندوؤں کا بھی سامنا ہے، ہمیں غیروں کے ایجنٹ حکام اور ان کے مخالف شریعت بگڑے نظاموں کا بھی سامنا ہے، اس لیے امت کی تمام جماعتوں کو اس جہادی معرکے میں اکٹھا کرنے کی ہمیں ضرورت ہے، مجاہدین ہی اس امت کی ڈھال ہیں، اور باعمل علما ہی اس امت کے قائد و رہبر ہیں، یہ ایک عظیم معرکہ ہے جس میں سارے مخلصین کی محنتوں کی ضرورت ہے۔

شیخ ناصر الوحیشی رحمہ اللہ:

"ہم یوں نہیں کہتے کہ صرف القاعدہ کے علما، القاعدہ ہو یا غیر القاعدہ، جب علما کسی مسئلے کا کوئی حکم بیان کریں تو القاعدہ اور غیر القاعدہ سب پر اہلِ علم کو سننا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر لبیک کہنا ضروری ہے، اور یہ بھی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی منشا سمجھیں، القاعدہ ہو یا غیر القاعدہ سب پر، اہلِ علم اللہ کے فضل سے بہت ہیں، نوجوانوں پر لازم ہے کہ وہ اہلِ علم سے استفادہ کریں، ہاں اہلِ علم میں بھی غلطی ہو سکتی ہے مثلاً اس عالم میں "اِرجاء" ہے، تو اس سے میراث کا علم سیکھو، کوئی دوسرا علم سیکھو ایمان کے باب کے علاوہ۔ یہاں ایک گروہ ہے جو بزبانِ حال یوں کہتا ہے کہ میں علم کو معطل کرنا چاہتا ہوں میں صرف عالم پر تنقید نہیں کرتا بلکہ میں علم اور علما کو ختم کرنا چاہتا ہوں، سب علما جاہل ہیں، یہ ان کا مفہوم ہے۔ یہ خبیث منصوبہ ہے ہم سب کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ جو شخص لوگوں کو، امت کو، علم اور علما کو نقصان پہنچا کر انہیں ختم کرنا چاہتا ہے ایسا شخص خبیث ہے، ہمارے ہاں ایسا کوئی عالم نہیں جس میں کوئی غلطی نہ ہو، جب ہم ان علما کو چھوڑ دیں گے تو دین ضائع ہو جائے گا، پھر ہمیں فتویٰ کون دے گا؟ جاہل! جو کل ذمہ دار بنا ہے اور اس نے بندوق اٹھالی ہے، کیا وہ ہمیں فتوی دے گا؟ میں عالم نہیں ہوں، اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! ہم علما سے رہنمائی لیتے ہیں، واللہ! میں جب غور کرتا ہوں کسی بات میں، میں اس کی تحقیق کرتا ہوں لیکن وہ وسوسہ ہوتا ہے، یہ بات درست ہے یا نہیں ہے؟ ورنہ تو ہم لوگ بغیر علم کے گمراہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا لازمی ہے کہ ہم علما سے پوچھیں، میں شیخ ابراہیم، شیخ حارث سے بہت استفسارات کرتا ہوں۔ یہ ہمارے لیے کان اور آنکھوں کی مانند ہیں۔ اللہ سے دعا ہے ان کو قبول کرے اور ان پر رحم کرے، ان کے درجات کو بلند کرے، میری انہوں نے بہت رہنمائی کی ہے اور بہت کچھ سکھایا ہے، جزاہم اللہ خیرا، ہم علما سے سیکھتے ہیں، شیخ ابو قتادہ، شیخ ابو محمد سے فتویٰ مانگتے ہیں، بہت سارے علما ہیں جن سے ہم خط و کتابت کے ذریعے فتویٰ مانگتے ہیں، اور میں نہیں کہتا کہ صرف یہی ہیں، بلکہ واللہ ہم یمن کے مشہور علما سے پوچھتے تھے، شیخ عمرانی، شیخ سالم مکبل سمیت بہت سارے علما کے ساتھ خط و کتابت کا تعلق ہے"۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

اس معرکے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم کلمۂ توحید پر متحد ہو جائیں، مجاہدین اس امت کے ہر شریف، حریت پسند شخص کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں، ہم پوری امت کو اس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ وہ مجاہدین کے بارے میں اس جھوٹ کی تصدیق نہ کریں جس کی حکومتیں اور اس کے مددگار و مقرب لوگ ترویج کرتے ہیں۔

ایک کلپ:

میں تمہیں دیکھتا ہوں اور تمہاری کثرت کو دیکھتا ہوں، شاید تم مجھ سے چاہتے ہو کہ میں تفصیل سے تمہیں اپنے اچانک سفر کے بارے میں بتاؤں، میں معذرت کرتا ہوں، لیکن میں اس کے بارے میں تفصیل کے ساتھ نہیں بتا سکتا، ہم صحابہ کرام کے ساتھ ہوں گے، اور میں مختصراً تمہیں کہتا ہوں کہ جو تم نوجوانوں کے بارے میں سنتے ہو کہ یہ انصار الشریعۃ کے ہیں، یہ لوگ یقیناً شریعت کے سچے مددگار ہیں، ان کے بارے میں پھیلائی جانے والی باتیں خود غرضی پر مبنی ہیں، جو حقیقت دیکھنا چاہتے ہیں وہ یہاں آئیں۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

مجاہدین بھی غلطی سے پاک نہیں ہیں، لیکن اکثر باتیں ان کے خلاف گھڑ کر بنائی گئی ہیں، ان میں سے ایک بات یہ ہے جو دشمن میڈیا کوشش کرتا ہے کہ ہمارے اور ابراہیم البدری کے گروہ کے درمیان تعلق پیدا کرے، حالانکہ ہم ان کی اصلاح چاہتے تھے، جب ہم ان سے مایوس ہوگئے تو ہم نے تعلق توڑ دیا، پھر ہم ان کے جھوٹ اور انحراف کو کھولتے رہے، ہم شریعت اور شوریٰ کی حاکمیت کی دعوت دیتے ہیں، اور وہ خلافتِ نبوت پر جھوٹ بولتے ہیں، ان کا گمان ہے کہ یہ ایک مجہول اقلیت اور تکفیر و تفجیر کی بنیاد پر قائم ہوگی، ہم اس قرآنی منہج کی اتباع کرتے ہیں جو صراحت کے ساتھ قرآن میں مومنوں کی صفت بتائی گئی ہے:

وأَمْرُهُمْ شُورىٰ بَيْنَهُمْ

"امت کے معاملات امت کے درمیان مشورے سے ہوں گے"

جبکہ یہ لوگ امت کو کہتے ہیں کہ تمہارے معاملات ہمارے مشورے سے ہوں گے۔ ہم مسلمانوں کی حرمتوں کے احترام کے قائل ہیں، جبکہ یہ کہتے ہیں کہ جو ہماری بیعت نہیں کرتا ہم اس سے لڑیں گے اور جس سے ہم لڑیں اس کی تکفیر کریں گے۔

آخر میں میں اپنے اور تمام مسلمانوں کو رجوع کی دعوت دیتا ہوں، شکست اور ناکامی کے راستوں سے بچنے کی دعوت، اور ایک نئے مرحلے کے آغاز کی جو ہر پہلو سے دعوت اور جہاد پر قائم ہوگا، اور ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد ہوں گے۔

وآخردعواناأن الحمد لله رب العالمين

وصل الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

☆☆☆☆☆

دینی سیاسی جماعتوں کے نام–کونوا انصار اللہ

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

استدعا: وطن عزیز میں ہر آئے روز کے ساتھ دین مغلوب جبکہ مغربیت اور لادینیت ایک نہ تھمنے والے طوفان کی صورت میں مسلسل غالب ہو رہی ہے، نتیجتاً ہماری محبوب قوم اس دنیا میں بھی شریعت کی برکتوں سے محروم، انتہائی تنگی اور بے سکونی کی زندگی گزار رہی ہے اور خدشہ ہے کہ آخرت میں بھی وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضگی اور ناکامی ونامرادی کا سامنا ہو، سیاسی دینی جماعتوں سے وابستہ ہمارے بھائی اس طوفان کے مقابل کیوں مکمل طور پر غیر مؤثر ہیں؟ پھر وہ کیا مطلوب اور آسان راہ عمل ہے کہ جس پر چل کر اللہ کے دین کی مدد ہو سکتی ہے؟

اس مختصر سے پیغام میں ان امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، دینی سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہر قائد اور کارکن تک یہ پیغام پہنچانے کی استدعا ہے۔

جمہوری سیاست...اہل دین کی طاقت کا سبب ہے یا...کمزوری کا؟!!

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

عزیز اہل دین بھائیو اور بزرگو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جمہوریت میں اہلِ دین کی شمولیت کیا ان کی تقویت کا باعث ہے یا کمزوری کا؟ دوسرا یہ کہ کیا کوئی نظام جمہوریت کے ذریعے سے تبدیل ہو سکتا ہے؟ ان دو نکات پر ان شاء اللہ اس نشست میں بات ہو گی، اللہ اپنی رضا والے راستے اور عمل کی طرف ہم سب کی رہنمائی فرمائے، آمین۔

عزیز بھائیو!

ہمارے دینی سیاسی حلقوں کا موقف ہے کہ انتخابی سیاست نے انہیں تقویت دی ہے۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ قرارداد مقاصد اگر یہاں پاس ہوئی ہے، قادیانیوں کو اگر کافر قرار دیا گیا ہے اور ۷۳ء کا آئین وجود میں آیا ہے، کہ جس میں اللہ کی حاکمیت کا اقرار کیا گیا ہے اور یقین دہانی بھی دی گئی ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنے گا، تو یہ سب کارنامے انتخابی سیاست کا ثمرہ ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اول تو یہ سب کارنامے نہیں ہیں بلکہ یہ اس نظام کے دجل پر مبنی نمائشی اقدامات ہیں، اس لیے کہ ان تمام تر اقدامات کے باوجود نفاذِ شریعت کی طرف کوئی ایک قدم آگے نہیں بڑھایا جاسکا، بلکہ عملاً ہم وہاں سے بھی کہیں پیچھے چلے گئے ہیں جہاں سے سفر شروع ہوا تھا۔ کیوں...؟ اس لیے کہ پاکستان کی تاریخ اور اس کی موجودہ صورت حال شاہد ہے کہ ان اقدامات کے سبب اہلِ دین کی قوت تحلیل ہوئی ہے، انہیں جمہوری بھول بھلیوں میں پھنسایا گیا ہے، منکرات روکنے اور معروف رائج کرنے کے میدان میں وہ آج مکمل طور پر غیر مؤثر بن گئے ہیں اور باطل کی سطوت اور غلبہ میں پہلے سے کہیں زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

عزیز بھائیو و بزرگو!

پہلے ان اقدامات کے نمائشی ہونے پر بات کرتے ہیں۔ قرارداد مقاصد کو لیجئے اس میں کہا گیا ہے کہ حاکمیت اللہ کو حاصل ہے اور کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنے گا مگر ۵۶، ۶۲ اور پھر ۷۳ کے آئین بناتے وقت اور بعد میں اس میں ترامیم کے دوران قرآن و سنت کی طرف بالکل التفات ہی نہیں کیا گیا، کئی اہم شقیں قرآن و سنت کے صریح خلاف ہیں، پھر کئی شقیں ایسے چور دروازے فراہم کرتی ہیں کہ جن کے نتیجے میں یہاں ایسا نظام قانون رائج ہے کہ جو لادینیت کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور اسلامی شقوں کو عملاً غیر مؤثر کرتا ہے۔ جب اس تضاد کا سبب پوچھا گیا تو جواب ملا... کہ یہ قرارداد مقاصد اور اسلام مخالف شقیں سب برابر حیثیت کی ہیں، کوئی ایک دوسری کو ختم نہیں کر سکتی، کسی ایک کو دوسری شق پر برتری حاصل نہیں ہے، ہر دو قسم کو پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت نے پاس کیا ہے اور پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت ہی تبدیلی لانے کا حق رکھتی ہے! گویا کیا جائز ہے اور کیا ناجائز، کیا حلال ہے اور کیا حرام اس کا فیصلہ پارلیمنٹ کرتی ہے۔ اس کا اس کے علاوہ کیا مطلب ہے کہ یہاں اللہ کی حاکمیت نہیں ہے، شریعت کی حاکمیت نہیں ہے بلکہ دو تہائی پارلیمنٹ کی حاکمیت ہے۔ اللہ کے احکامات کو ماننے اور انہیں نافذ کرنے کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ یہ اللہ کے احکامات ہیں بلکہ اس کے لیے اراکین اسمبلی کی رضامندی ضروری ہے، اگر تو ان کی خواہش نفس پر وہ پورے اترے، اور ان کی طرف سے ان احکامات کو سند منظوری عطا ہوئی تو ٹھیک ہے قانون بن جائے گا ورنہ شریعت کے مقابل ان نام نہاد عوامی نمائندوں کی خواہش ہی یہاں حاکم ہو گی۔ قادیانیوں کا معاملہ دیکھیے، قادیانی زندیق ہیں، اسلام کے نام پر اپنا کفر پھیلاتے ہیں اور شرعاً انہیں اسلامی ملک

میں رہنے کا کوئی حق نہیں مگر یہاں انہیں کافر قرار دیا گیا اور اقلیتوں کے حقوق سے نواز کر ان کی بھرپور حفاظت کی گئی۔ آج وہ اپنے علاوہ سب کو کافر کہتے ہیں، اہم حکومتی مناصب پر فائز ہیں اور کھلم کھلا اپنا یہ کفر 'اسلام کے نام پر پھیلا رہے ہیں۔ غرض یہ تمام اقدامات دراصل اسلام کے ساتھ مذاق اور اہل دین کے ساتھ دھوکہ ہیں اور اس دھوکے کا مقصد اس کے سوا کوئی نہیں کہ اس کے ذریعے سے اہل دین کو نظام باطل کا وفادار و محافظ بنایا جائے اور نفاذ اسلام اور منکرات روکنے کی کسی بھی سنجیدہ تحریک سے انہیں روک دیا جائے۔

عزیز بھائیو! یہ حقائق ہیں مگر بات آگے بڑھانے کی خاطر...اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ یہ اہل دین کی فتوحات ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ فتوحات آپ کو انتخابی سیاست نے دی ہیں؟ آپ نے زیادہ ووٹ لیے، تو آئین ان شقوں سے مزین ہوا، یا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے؟، حقیقت یہ ہے کہ یہ برائے نام تبدیلیاں بھی اس وقت آپ لا سکے جب آپ عوام کو نہی عن المنکر کے عنوان سے سڑکوں پر لے آئے، انہوں نے نفاذ شریعت کی خاطر گولی اور لاٹھی کھائی اور حکمرانوں کے راستے میں وہ رکاوٹ بنے۔ ان کامیابیوں کا باعث پارلیمنٹ میں آپ کی عددی قوت نہیں تھی، بلکہ پارلیمنٹ سے باہر آپ کی یہ احتجاجی مزاحمت ہی تھی کہ جس سے حکمران طبقہ کچھ دو کچھ لو پر مجبور ہوا۔ قرارداد مقاصد جب ۱۹۴۹ء میں پاس ہوئی تو اس وقت آپ کی کتنی سیٹیں تھیں؟ اس وقت تو دستور ساز اسمبلی میں آپ کے پاس صرف ایک سیٹ تھی۔ ۱۹۷۳ء کا آئین بنا تو اس وقت آپ کی جماعتیں بدترین شکست سے دوچار تھیں، پھر نظام مصطفی کے نفاذ کے نام سے آپ نے نہی عن المنکر کی جو تحریک چلائی تھی اس کا خوف ہی تھا کہ آئین میں یہ اسلامی دفعات شامل کی گئیں ...اور یہ دفعات کس کے ہاتھوں شامل ہوئیں؟ کس نے ۷۳ کا یہ نام نہاد اسلامی آئین منظور کروایا؟ اس دھوکے کی 'سعادت' اس وزیر اعظم اور اس کی پارٹی کو حاصل ہے جس کی دین دشمنی اور مکاری پر آپ سب متفق ہیں۔ اس طرح قادیانیوں کو جب کافر قرار دیا گیا تو اس وقت پارلیمنٹ میں آپ کی کتنی تعداد تھی!؟ اس وقت آپ کی تعداد برائے نام تھی، مگر آپ کا مطالبہ مانا گیا، اسمبلی کے اندر آپ کے نظریاتی و سیاسی مخالفین نے آپ ہی کے حق میں ووٹ ڈالے۔ اب آپ بتائیں، ان مخالفین نے آپ کی حمایت کیوں کی؟ کیوں آپ کے سامنے یہ گھٹنے ٹیکے گئے؟ گھٹنے جو ٹیکے گئے... تو یہ "ختم نبوت" تحریک کے سبب اور "ختم نبوت" کی تحریک بیلٹ بکس کی تحریک نہیں تھی، یہ صندوقچیوں میں کاغذ ڈلوانے کی مہم نہیں تھی، بلکہ یہ نہی عن المنکر کی تحریک تھی، یہ وہ تحریک تھی جس میں عوام نے قربانی دی، خون پیش کیا اور ایک ایک دن میں کئی مسلمان شہید ہوئے۔

دوسری طرف اس کا اُلٹ دیکھیے، ایک وقت ایسا بھی آیا جب آپ کے پاس اپنی تاریخ کی سب سے زیادہ سیٹیں تھیں، ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں آپ نے قومی اسمبلی کی ۶۳ سیٹیں حاصل کیں، سرحد میں مکمل طور پر آپ کی حکومت تھی اور بلوچستان کی حکومت آپ کی شراکت کے سبب قائم تھی۔ یہ ایسی فتح تھی جو نہ پہلے کبھی ملی، اور نہ آئندہ اس کا امکان ہے۔ اب اس وقت نفاذِ اسلام کی طرف آپ نے کون سی پیش رفت کی؟ کیا کوئی ایک قانونی اور آئینی اصلاح آپ کر سکے؟...

سچ یہ ہے کہ یہ کامیابی بھی آپ کو افغانستان پر امریکی حملے اور امارت اسلامیہ کے سقوط کے سبب ملی تھی، عوام سراپا احتجاج تھی، سرحد، قبائل اور بلوچستان کی عوام میں غم و غصہ تھا اور ان حالات میں جرنیلوں کے لیے پاکستان کی زمین پر امریکہ کی خدمت آسان نہیں تھی، لہٰذا اس احتجاج کو ٹھنڈا کرنا ضروری تھا، اسی فضا میں یہ الیکشن ہوا، اس میں طالبان طرز کی حکومت قائم کرنے کے وعدے کیے گئے اور عوام نے بھی اس نعرے پر آپ کی حمایت کی۔ لیکن جب آپ ایوانوں میں پہنچے تو احتجاج پھر احتجاج نہیں رہا، ان پانچ سالوں میں پھر حکومت اور فوج نے بدترین جرائم کیے، جس پارلیمنٹ میں آپ کی بڑی تعداد تھی، اس میں حقوق نسواں کے تحفظ کے نام سے وہ بل پاس ہوا جسے خود آپ نے زنا بل کا نام دیا اور جس کی بدولت زنا بالرضا عملاً کوئی قانونی جرم نہیں رہا، اسی دوران بدکاری، فحاشی اور دین بیزاری کو میڈیا میں ترویج ملی، لبرل ازم اور روشن خیالی کے مظاہرے ریاستی سرپرستی میں ہونے لگے، پاکستانی فوج امریکہ کی دست و بازو بنی، یہاں ہر اہم شہر میں سی آئی اے کے مراکز قائم ہوئے، شہر شہر امریکیوں کے ہاتھوں اہل دین کی گرفتاریاں ہونے لگیں، پاکستان سے افغانستان پر ۵۷ ہزار فضائی حملے ہوئے، نصرتِ جہاد کے جرم میں قبائلی مسلمانوں پر آگ و بارود کی بارش شروع ہوئی، نیٹو کنٹینرز ہماری سڑکوں سے ہماری حفاظت میں افغانستان جانے لگے، لال مسجد کا وہ اندوہناک واقعہ ہوا جس میں ہماری بہنیں اور بیٹیاں فاسفورس بموں سے جلائی گئیں، مگر اس سب کچھ کے راستے میں کیا آپ کوئی ایک رکاوٹ کھڑی کر سکے؟ ایک مکمل خاموشی تھی، کیوں؟ سبب واضح ہے، پارلیمنٹ کی یہ سیٹیں تھیں جو ہاتھوں کی ہتھکڑیاں اور پاؤں کی بیڑیاں ثابت ہوئیں۔ وزارتوں اور

سیٹوں کے سبب زبانوں تک پر تالے لگ گئے ۔ یوں منکر روکنے اور باطل کے سامنے ڈٹنے کی جو طاقت تھی وہ باطل کے سامنے مداہنت، پھر مفاہمت اور بالآخر تعاون میں تبدیل ہو گئی......

یہ اس جمہوری راستے کے حقائق ہیں اور ان جیسے دیگر سب حقائق واضح کرتے ہیں کہ اہل دین کی طاقت جمہوری سیاست میں بالکل نہیں ہے، جمہوری سیاست وہ قوت دیتی نہیں بلکہ چھینتی ہے جس سے دین کا دفاع ہو اور بے دینوں اور دین دشمنوں کا راستہ روکا جاسکے۔ اس کے برعکس عوام کو نیکی کے دفاع میں اٹھانا، منکر کے راستے میں حائل کرنا اور انہیں قربانی کے بے لوث جذبے سے سرشار رکھنا یہ وہ عمل ہے جو دینی جماعتوں کو بغیر کسی شک وشبہ کے طاقت بخشتا ہے۔

عزیز بھائیو!

پھر دنیا بھر کی تاریخ دیکھیے، یہ ایک حقیقت ہے کہ جمہوریت کے اندر انتقال اقتدار ہوتا ہے، افراد کے چہرے تو بدل جاتے ہیں مگر اس سے جبر و قوت پر مبنی پہلے سے مسلط نظام بھی تبدیل ہو، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ نظام کی تبدیلی، یعنی اوپر سے لے کر نیچے تک مکمل ایک نیا نظام لایا جائے اور پہلے سے مسلط طبقات اور افکار سے چھٹکارا حاصل ہو، یہ ووٹوں کی گنتی سے نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے، اس کے لیے ایک ایسی قوت درکار ہوتی ہے، ایسی طاقت جمع کرنی ہوتی ہے جو باطل کے تسلط کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔ اسلامی تاریخ آپ کے سامنے ہے، سیرت ہمارے لیے نمونہ عمل ہے، مشرکین مکہ جب حق کی مخالفت پر ڈٹے رہے اور غلبہ اسلام کی راہ میں رکاوٹ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالغ رائے دہی سے مکہ پر فتح نہیں پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قوت جمع فرمائی، بدر واحد سے گزرے اور آخر کار فتح مکہ کا وہ موقع آیا جب رکاوٹ ہٹ گئی اور لوگ جوق در جوق پھر اسلام میں داخل ہوئے۔

عزیز بھائیو! تکوینی اصول ہے کہ مخالف قوت کا مقابلہ قوت سے ہوتا ہے، اللہ نے امور کائنات چلانے کے لیے یہی اصول مقرر کیا ہے اور یہ مسلمان اور کافر سب کے لیے ایک اصول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم کفر میں بھی جو بڑی تبدیلیاں آئی ہیں، یہ خالی خولی افکار یا پر امن جدوجہد سے نہیں آئیں، افکار کے ساتھ قوت جب استعمال ہوئی تو رکاوٹیں ہٹیں اور تبدیلی آئی۔ انقلاب فرانس کو دیکھیے، یہ وہ واقعہ ہے کہ جس سے وہاں جمہوری نظام قائم ہوا۔ مگر کیا یہ جمہوری نظام بھی ووٹوں کی گنتی سے لایا گیا؟ کیا یہ عدم تشدد کی پالیسی کے سبب یہ تبدیلی آئی؟ نہیں، مسلط طبقات کے ساتھ ٹکرایا گیا، جانیں دی گئیں اور تب کہیں جا کر نیا نظام قائم ہوا۔ ہمارے پڑوس میں رافضی انقلاب بھی آپ کے سامنے ہے، یہاں بھی ووٹوں کی گنتی سے پچھلا نظام نہیں ہٹا، بلکہ یہ قوت تھی، انقلاب تھا کہ جس کے سبب تبدیلی آئی۔

ہمارا پاکستانی نظام اگر وجود میں آیا ہے تو یہاں سن ۷۴ء میں ووٹوں کی گنتی سے یہ قائم نہیں ہوا، ۷۴ء میں نظام بدلا ہی نہیں ہے بلکہ پہلے سے قائم نظام کے اندر انتقال اقتدار ہوا ہے، اس سال محض چہرے بدلے ہیں، نظام وہی کا وہی رہا، فوج، تعلیم، سیاست اور قانون سارا نظام وہی انگریزی رہا۔ نیا نظام اگر برصغیر میں قائم ہوا ہے تو یہ انگریزوں نے قائم کیا ہے، اور انگریز نے افہام و تفہیم، مذاکرات یا پر امن ذرائع سے اپنا نظام قائم نہیں کیا۔ اس نے قوت و طاقت کا استعمال کیا، بندوق اور بارود سے ہر اس رکاوٹ کو گرا پھینکا جو اس کے راستے میں حائل ہوئی اور تب کہیں جا کر اپنا نظام ہمارے اوپر مسلط کر سکا۔ لہٰذا مقصد ہمارا یہ ہے کہ یہ عقل، تاریخ اور اسلام ہر پیمانے سے بالکل غلط بات ہے کہ جبر وطاقت کی بنیاد پر کوئی باطل نظام مسلط ہو، پھر وہ جمہوری جدوجہد کے ذریعے تبدیل ہو اور اس کی جگہ اس کا بالکل اُلٹ رحمانی عدل پر مبنی اسلامی نظام قائم ہو۔

عزیز بھائیو! اب ایسے میں آپ کا کوئی خیر خواہ آپ کو نظام باطل ہی کی کھینچی گئی ان لکیروں پر حرکت کرنے، جمہوریت ہی کے ساتھ چمٹنے اور اسی کا ساتھ وفادار رہنے کی تاکید اگر کرتا ہے، تو انتہائی معذرت کے ساتھ ہم عرض کریں گے کہ ایسے ناصحین اس نظامِ باطل کی عظمت اور غلبے کو ایک مسلم حقیقت کے طور پر تسلیم کر چکے ہیں اور ہمیں خدشہ ہے کہ ان کے دلوں میں خیر کے فروغ اور شر کی روک تھام کا عزم بھی شاید اب نہیں رہا ہے، یہ عزم اور ارادہ اگر ہوتا تو حقائق تسلیم کیے جاتے اور بصیرت وبصارت کی بنیاد پر صحیح راستہ اپنایا جاتا۔

اب عزیز بھائیو! حل کیا ہے؟ شریعت کو کیا مطلوب ہے اور وہ کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے کہ جس پر چل کر ہم خود بھی بے دینی سے بچ سکیں اور اپنی قوم کو بھی شریعت کی برکتوں سے بہرہ ور کر سکیں۔ اس موضوع پر ان شاء اللہ اگلی اور آخری نشست میں بات ہو گی۔

جزاكم الله خيرًا

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

☆☆☆☆☆

نفاذِ شریعت کا خواب اب خواب نہیں رہا بلکہ حقیقی روپ دھار رہا ہے

انٹرویو استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

ادارہ السحاب برصغیر آج جماعۃ قائدۃ الجہاد برصغیر کے ترجمان استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ سے گفتگو کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ طویل عرصے سے اس ملاقات کے لیے کوششیں جاری تھیں لیکن کچھ نامساعد حالات کی وجہ سے اس خواہش کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچایا جاسکا۔ القاعدہ برصغیر کے قیام کے بعد چونکہ یہ پہلا انٹرویو ہے اس لیے سوالات کی کثرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس انٹرویو کو متعدد نشستوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ آج اس سلسلے کی پہلی نشست ہے۔

ادارہ: برصغیر میں اسلامی اور جہادی تحریک کچھ نئی نہیں، آپ کے خیال میں موجودہ تحریک جہاد کی برصغیر کی اسلامی اور جہادی تحریک کے ساتھ کیا نسبت ہے؟

استاد اسامہ محمود: انگریز نے جب برصغیر کے اکثر علاقوں سے شریعت ختم کر دی تو اس وقت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے ۱۸۰۶ء میں ایک فتویٰ دیا تھا کہ ''برصغیر دارالاسلام نہیں رہا، یہ دارالحرب ہے''۔ اس تاریخی فتوے کی روشنی میں سید احمد شہید رحمہ اللہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی تحریک 'تحریکِ مجاہدین بپا ہوئی، اسی طرح ۱۸۵۷ء میں جو یہاں کے مسلمانوں نے علمائے کرام کی سرپرستی میں جنگ آزادی لڑی، اس جنگ میں اس فتوے کا عمل دخل تھا، اسی طرح تحریک شیخ الہند رحمہ اللہ جیسی دیگر جہادی تحریکیں بھی اس فتوے کی روشنی میں وجود میں آئیں۔ تو شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے برصغیر کے دارالحرب ہونے کا یہ جو فتویٰ دیا تھا، یہ فتویٰ آج بھی قائم ہے۔ اس لیے کہ اس کے اسباب پورے برصغیر میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ آج پورے برصغیر میں کہیں پر بھی شریعت نافذ نہیں ہے بلکہ برصغیر کے چپہ چپہ پر شریعت کے دشمنوں کا راج ہے۔ برصغیر پر مشرکین یا ملحدین اور صلیبی کافروں کے لادین غلاموں کی حکومت ہے۔ لہٰذا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کا فتویٰ اسی طرح واجب العمل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سید احمد شہید رحمہ اللہ نے جس مہم اور تحریک کا آغاز کیا تھا یعنی وہ تحریک جس کی خاطر ہزاروں علمائے کرام دہلی میں پھانسیاں چڑھ گئے اور جس تحریک کی بعد میں شیخ الہند رحمہ اللہ نے بھی توثیق کی تھی، تو یہ تحریک برصغیر میں کبھی بھی ختم نہیں ہوئی بلکہ یہ اس پوری تاریخ میں جاری رہی۔ بنگال' بنگلہ دیش میں حاجی شریعت اللہ رحمہ اللہ کے جانشین، تو پاکستان کے قبائلی علاقوں میں فقیر اپی، حاجی تورنگزئی، ملا پاوندہ رحمھم اللہ جیسے مشہور نام اسی تحریکِ مجاہدین سے تعلق رکھتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی یہ تحریک یہاں قبائل میں جاری رہی۔ نفاذِ شریعت کا وعدہ جب یہاں کے حکمرانوں نے ایفا نہیں کیا تو فقیر اپی رحمہ اللہ نفاذِ شریعت کا مطالبہ لے کر میدان میں اُترے اور آپ نے تحریک کا آغاز کیا اور اسی جرم میں پاکستانی ایئر فورس نے اپنے انگریز سربراہ وائس ایئر مارشل ایلن کی سربراہی میں اپنی پہلی بمباری اسی تحریک کے ایک اجتماع پر کی۔ غرض یہ تحریک جاری رہی، نشیب و فراز ضرور اس پر آئے اور تحریکوں پر نشیب و فراز اس طرح آتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ کوئی واقعہ یا حالات اسی تحریک کو اس کی پرانی بنیادوں پر نئے عزم کے ساتھ دوبارہ اُٹھا دے۔ امریکہ جب یہاں آیا اور پاکستانی فوج نے تحریکِ جہاد اور اسلام کے خلاف اعلانیہ جنگ شروع کی اور جب اس فوج کا اصل روپ سب پر واضح ہوا تو یہاں تحریکِ مجاہدین بھی نئے عزم کے ساتھ اُنھی بنیادوں پر، اُنھی مقاصد کو سامنے رکھ کر دوبارہ کھڑی ہو گئی یعنی وہ بنیادیں، وہ مقاصد جو سید احمد شہیدؒ نے اپنی تحریک کے لیے رکھے تھے۔

اب یہاں سے تحریکِ جہاد برصغیر کا ایک نیا باب شروع ہوا تو گویا ہم مجاہدین' برصغیر میں سید احمد شہید رحمہ اللہ کی تحریک ہی کا تسلسل ہیں۔ اللہ ہمیں صحیح معنوں میں سیدؒ کے ورثا ثابت فرمائے۔ سید احمد شہیدؒ کا مقصد و ہدف کہ برصغیر کو اسلام کے دشمنوں سے آزادی دلائی جائے اور شریعت کا نفاذ یہاں ہو، یہی ہمارا بھی مقصد ہے۔ اسی طرح آپؒ کا طریقۂ کار دعوت اور جہاد تھا اور یہی ہمارا بھی راستہ ہے، ہمارا بھی منہج ہے۔ اس لیے ہم برصغیر کے اندر سید احمد شہیدؒ کی تحریک 'تحریکِ مجاہدین ہی کا ان شاء اللہ تسلسل ہیں۔ اللہ اس تحریک کا حق ادا کرنے کی ہمیں توفیق دے اور اللہ یہاں کے مسلمانوں کے لیے ہماری اس تحریک کو بھی سیدؒ کی تحریک کی طرح بابرکت ثابت فرمائے۔ آمین

ادارہ: برصغیر سے عالمی منظر نامے کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ آپ نے ذکر کیا کہ القاعدہ برصغیر کا اہم ہدف امارت اسلامی افغانستان کی تقویت ہے، امریکہ کی افغانستان میں جنگ کا آغاز ہوئے ۱۷ سال گزر چکے ہیں۔ آپ کے خیال میں آج ۱۷ سال بعد امارت اسلامیہ افغانستان کہاں کھڑی ہے؟

استاد اسامہ محمود: آج الحمدللہ امارت اسلامی افغانستان کا یہ قافلہ کامیابی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ امریکی اتحاد کا حملہ ہوئے ۱۷ سال بیت گئے، اس عرصے میں وقت کے فرعون نے ہر قوت آزمائی، ایٹم بم کے علاوہ اس کے تُرکش میں جو کچھ بھی تھا اس نے یہاں خالی کر دیا۔ ڈالر بھی خوب پھینکے گئے اور ضمیروں کی دکانیں اس نے سجائیں، جو کچھ اس کے بس میں تھا سب اس نے آزمایا مگر الحمدللہ یہ سب بے سود ثابت ہوا۔ اللہ نے امیر المومنین ملا محمد عمرؒ کا اپنے رب پر وہ گمان سچا کر دکھایا جب آپ نے فرمایا کہ

"بش ہمارے ساتھ شکست کا وعدہ کرتا ہے جبکہ اللہ ہم سے فتح کا وعدہ کرتا ہے، دیکھتے ہیں کس کا وعدہ سچا ہے"۔

الحمدللہ امریکہ کا وعدہ جھوٹا تھا اور اللہ کا وعدہ سچا تھا اور سچا ہے۔ بس اللہ ہمیں اپنے رب کے ساتھ اپنے وعدوں میں سچا کر دکھائے اور اللہ ہمیں جہاد کے اس راستے پر استقامت دے۔ تو امارت اسلامی کے قافلے کو، امت مسلمہ کے مجاہدین اور مسلمانوں کو اللہ نے فتح دے دی اور امریکہ کو شکست ہوئی اور اس شکست کو پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔

ادارہ: آپ موجودہ صورتحال کو کن بنیادوں پر امریکہ کی شکست کے مترادف سمجھتے ہیں؟

استاد اسامہ محمود: دیکھیے امریکہ یہاں کچھ اہداف سامنے رکھ کر آیا تھا، یہاں اس کے آنے کے کچھ مقاصد تھے۔ اب کیا وہ اہداف اور مقاصد حاصل ہوئے اور تکمیل ہوئی اور آج وہ ان مقاصد کے علاوہ کوئی نئی بات کر رہا ہے یا وہ آج بھی وہاں کھڑا ہے جہاں سے اس نے سفر شروع کیا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اپنے اہداف کے حصول میں مکمل طور پر ناکام رہا ہے۔

ادارہ: افغانستان میں امریکی اتحاد کے اہداف کیا تھے اور اگر امریکہ اپنے اہداف کے حصول میں ناکام رہا ہے تو اس ناکامی کے اثرات کیا ہیں؟

استاد: دیکھیں پہلا ہدف تحریک جہاد کو ختم کرنا تھا اور ان میں سرفہرست امارت اسلامی افغانستان اور القاعدہ کو ختم کرنا تھا۔ اب کیا تحریک جہاد ختم ہوئی؟ الحمدللہ افغانستان میں یہ تحریک آج بھی قائم ہے، مجاہدین امیر المومنین شیخ ہبت اللہ حفظہ اللہ کی امارت میں متحد اور متفق ہیں۔ قافلۂ جہاد قوی سے قوی تر ہے اور آدھے سے زیادہ افغانستان پر الحمدللہ مجاہدین کا قبضہ ہے، فتوحات در فتوحات ہو رہی ہیں۔ مجاہدین کے زیر اثر علاقوں میں امریکی فوج اور چور لٹیروں پر مشتمل اس کے جو مقامی آلہ کار ہیں 'ملی فوج' وہ قدم نہیں رکھ سکتی ہے۔ آخری چارہ آج ان کے پاس بمباری رہ گیا ہے مگر بمباریوں سے زمینیں قبضہ نہیں کی جاتیں، بمباریوں سے حکومتیں نہیں کی جاتیں، حکومت کرنے کے لیے زمین پر اُترنا ہوتا ہے اور الحمدللہ یہ اُن کے بس میں نہیں ہے۔ پھر یہ بھی دیکھیے جس تحریکِ جہاد کو قندھار اور تورا بورا میں دفنانے ابرہہ کا لشکر آیا تھا، الحمدللہ وہ مبارک تحریک پوری دنیا میں پھیل گئی اور سایہ دار درخت بن کر شرق اور غرب میں کئی خطوں کے اندر اہلِ ایمان کے سینوں اور آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی ہے۔ آج امریکہ کے سامنے صرف افغانستان نہیں ہے بلکہ یمن، صومال، لیبیا، شام، تیونس، الجزائر، مالی اور برصغیر سمیت پوری دنیا ہے جہاں الحمدللہ نظام کفر کے مقابل یہ جہادی تحریک کھڑی ہے اور اللہ کے فضل سے وسیع و عریض علاقوں پر توحید کا پرچم بھی لہرا رہا ہے۔

دوسرا ہدف جس کے لیے یہاں یہ امریکی اتحاد آیا تھا وہ شریعت کا خاتمہ تھا۔ پہلی بات یہ ہے کہ شریعت سے ان کی دشمنی کیا ہے، شریعت سے ان کو چڑ کیوں ہے؟ تو حقیقت یہ ہے کہ جہاں شریعت ہو گی وہاں اللہ کے غلام پیدا ہوں گے، وہاں ظلم سے نفرت اور عدل سے محبت ہو گی، وہاں ان کے ظالمانہ اور فسادی تہذیب سے نفرت جنم لے گی، اس لیے انھیں دنیا کے کسی بھی گوشے میں شریعت برداشت نہیں ہے، تو یہاں آنے کا مقصد بھی شریعت کا خاتمہ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا شریعت ختم ہو گئی؟ جس کے لیے یہ آئے تھے اور ان کی وہ گندی اور شیطانی تہذیب یہاں رائج ہو گئی؟ آج بھی جن علاقوں پر مجاہدین کا تسلط ہے وہاں الحمدللہ شریعت پر عمل ہے۔ کفر کا فسادی نظام، وہ جو ان کی مغربی تہذیب ہے، گندا جوہڑ ہے اس کا نام و نشان بھی آپ کو نہیں ملے گا اور یہ صرف افغانستان کا حال نہیں ہے بلکہ جہاں جہاں دنیا کے دیگر خطوں کے میں جہاں اللہ نے مجاہدین کو مفتوحہ علاقے دیے ہیں، فتوحات سے اللہ نے ان کو نوازا ہے، وہاں شریعت کا خواب الحمدللہ شرمندۂ تعبیر ہوتا نظر آرہا ہے۔

امریکی حملے کا تیسرا ہدف یہاں کی عوام کو غلام بنانا تھا کہ امریکہ جس چیز کو خیر کہے، یہاں کی عوام بھی اسے خیر سمجھے اور جس چیز کو امریکہ شر بتائے، یہاں کی عوام بھی اس کے شر ہونے کا یقین رکھے۔ تو کیا یہاں کی عوام نے یہ غلامی قبول کی؟ الحمدللہ یہاں کی عوام آج امریکہ کی دشمن ہے، یہاں کی عوام مجاہدین پر جان دیتی ہے، یہ مجاہدین کو اپنی جان و مال اور دین کا محافظ سمجھتی ہے اور ہر وہ قوت جو ان کے دین اور مقدسات کی دشمن ہو اُسے اِن مجاہد اور غیور عوام کی عداوت کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

چوتھا ہدف ان ظالموں نے اپنے آپ کو محفوظ بنانا تھا یعنی یہ ظالم ظلم سے تو اپنا ہاتھ نہیں روک رہے، افغانستان سے فلسطین، شام اور یمن تک ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بچوں کو قتل کر رہے ہیں مگر اس کے باوجود یہ اپنی حفاظت کا خواب دیکھتے ہیں تو الحمدللہ آج امریکہ اور اس کے اتحادی پہلے سے کہیں زیادہ غیر محفوظ ہیں۔ ۱۷ سال گزر گئے اور اس کے باوجود بھی آج ان کے سامنے بڑا چیلنج اپنا تحفظ ہے۔ اپنے بجٹ کا 'امریکہ کی بات کروں کہ امریکہ اپنے بجٹ کا ایک خطیر حصہ اپنے اور اپنے اتحادیوں کے تحفظ پر خرچ کر رہا ہے۔ اس کے باوجود بھی یعنی کہ نیویارک، مانچسٹر اور پیرس اس آگ کی تپش اور چنگاریوں سے محفوظ نہیں ہو سکا جو انہوں نے خود ہمارے گھروں میں لگائی تھی۔

تو یہ ناکامیاں ہی ناکامیاں ہیں جن کو دیکھ کر امریکی قوم دم بخود حیران و پریشان کھڑی ہے۔ اس کے پاس آج کوئی ایسا پتہ نہیں رہا جسے اس نے استعمال نہیں کیا ہو۔ ایک احمق آدمی کا امریکی صدر بن جانا اس کیفیت کی بہترین عکاسی کرتا ہے کہ یعنی کہاں وہ امریکہ

کہ جس کا صدر جہاں جائے دودھ اور شہد کی نہریں بہانے کی اس سے امیدیں وابستہ کی جاتی تھیں، کہاں آج کا دن کہ امریکی صدر اپنا عہدہ سنبھالتے ہی اپنے اتحادیوں کے ساتھ ایک ایک پائی کے حساب کی باتیں کرتا ہے اور قومی بجٹ میں کمی لاتا ہے اور ''سب سے پہلے امریکہ ''کا نعرہ لگاتا ہے۔ کل امریکہ کو عالمی سیاست میں روس کی مداخلت برداشت نہیں ہوتی تھی جبکہ آج کفر اور اسلام کی جنگ میں اس سے درپردہ بلکہ اعلانیہ مدد لی جاتی ہے، یہ سب یہ ظاہر کرتا ہے کہ اب امریکہ وہ امریکہ نہیں رہا، اس کی شکست واضح ہے۔ الحمدللہ امریکہ کی یہ شکست اب صرف مجاہدین کا دعویٰ نہیں بلکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی طرف سے بھی یہ اعتراف سنائی دیتا ہے۔

ادارہ: تو اس صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ امریکہ عنقریب امت مسلمہ کے خلاف اپنے جرائم سے باز آجائے گا؟

استاد اسامہ محمود: دیکھیے امریکی مظالم کی فہرست بہت طویل ہے۔ اب وہ ہٹنا بھی چاہے تو اس کے کرتوت اس کا پیچھا کریں گے۔ امریکہ کو اپنی تباہی نظر آرہی ہے اسی لیے اس کی بدحواسی میں اضافہ ہوا ہے۔ ایک احمق کو صدر بنانے کے بعد جس طرح اس نے یمن، شام اور افغانستان میں عام شہریوں پر بمباریاں کیں، یہ اس کی بدحواسی کی نشانی ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ اپنی اس بدحواسی میں یہ مزید ایسے اقدامات اٹھالے جو مستقبل قریب میں اسے بھگتنا پڑے۔ ہاں پہلے اور اب کی اس جنگ میں فرق ہے یعنی پہلے عالم اسلام کو فتح کرنے کے لیے امریکہ لڑ رہا تھا جبکہ آج یہ ختم ہونے کے خوف سے اپنے بچاؤ کے لیے لڑ رہا ہے۔ پہلے اسے اپنی قوت اور سب کچھ کر گزرنے کا زُعم تھا مگر آج اسے اپنی قوت کے محدود ہونے کا اور اپنی شکست کا احساس ہے اور اسے گرتی ہوئی ساکھ کی فکر ہے۔ تو اللہ سے امید ہے کہ امریکہ کی قسمت میں عافیت اور بچاؤ نہیں ہے۔ امت مسلمہ کی قربانیاں اور اس کی جہادی ضربوں تلے ان شاء اللہ تعالیٰ دب کر ختم ہو گا۔

ادارہ: امریکہ کی شکست اور پس قدمی کے امت مسلمہ پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟

استاد اسامہ محمود: حقیقت یہ ہے کہ آج امت مسلمہ تحریک جہاد کی صورت میں عزت، عروج اور فتح کے جس سفر پر گامزن ہے، یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ یہ انتہائی غیر معمولی دور ہے۔ اس کا احساس ہر مسلمان کو ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ادوار کا تقابل ذرا دیکھیے، ایک وہ دور تھا جہاں شریعت کے نفاذ کی ساری امیدیں دَم توڑ رہیں تھیں، ہر طرف ظلم و فساد کا راج تھا، ان شیاطین کی لوٹ کھسوٹ عروج پر تھی۔ ارض قدس اور دیگر اسلامی مقبوضات کی آزادی کے لیے کوئی ایسی قوت 'اُمت کی سطح پر موجود نہیں تھی۔ عالمی نظام ظلم مکمل طور پر امت کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھا، جہاں بھی نظریں دوڑاتے مغرب کا پروردہ حکمران طبقہ اورانھی کی محافظ اور غلام افواج دکھائی دیتی تھی۔ مسلمانوں کے دین اور دنیا کو ان ظالموں کے ہاتھوں سے بچانے والی کوئی طاقت نہیں تھی... تو ایک یہ دور تھا جو مایوسی کا دور تھا، زوال کا دور تھا، انتہائی پریشانی کا دور تھا اور ایک آج کا یہ دور ہے کہ الحمدللہ امت بحیثیت امت اپنے دشمن کے سامنے کھڑی ہے، ڈٹی ہوئی ہے اور وہ بھی اس کے، مغرب کے کفار کے عطا کردہ، پسندیدہ میدان میں نہیں بلکہ اس میدان میں یہ امت کھڑی ہے جس سے دنیا کے ان غلاموں کی جاتی ہے یعنی وہ میدان جس سے بچنے کے لیے عالمی کفر نے کتنے وسائل لگائے، امت مسلمہ کے اندر اس نے کیسی کیسی تحریکات، افکار اور شخصیات متعارف کرائیں تاکہ مسلمانوں کو میدانِ قتال میں اُترنے سے پہلے روک سکے مگر ان کے سارے مکر، ساری سازشیں رائیگاں ثابت ہوئیں اور آج اس سب کچھ کے باوجود امت میدان جہاد میں کھڑی ہے۔

پھر یہ بھی دیکھیے کہ اس میدان میں بھی ان ظالموں کے مقابل امت کی طرف سے کون کھڑے ہیں؟ وہ افواج نہیں کھڑی ہیں جو تنخواہ، پلاٹ اور ترقی اپنا مقصد حیات سمجھتی ہیں، وہ تو سب کی سب ان کی غلام بن کر مسلمانوں کے خلاف لڑ رہیں ہیں۔ ان کے مقابل آج وہ ابطال کھڑے ہیں جو امت کو نہیں لُوٹ رہے ہیں بلکہ امت کی خیر خواہی کے لیے اپنا سب کچھ اس امت پر لُٹا رہے ہیں۔ تو الحمدللہ نفاذ شریعت، آزادی، عزت اور اسلام کے عروج کا خواب محض کو اب نہیں رہا بلکہ الحمدللہ عالمی تحریک جہاد کی صورت میں یہ سب خواب آج پورے ہوتے نظر آرہے ہیں۔

ادارہ: عالمی کفر کے مقابلے میں امت مسلمہ کی اس کامیابی کے کیا اسباب ہیں؟؟؟

استاد اسامہ محمود: اللہ پر توکل اور تمام غیر شرعی راستوں کو چھوڑ کر شرعی راستہ، اللہ کا عطا کردہ شرعی راستہ اپنانا اس کامیابی کا پہلا سبب رہا۔ آج حقوق لینے کے جو قانونی اور جمہوری راستے بتائے جاتے ہیں یہ سب کفر کے تراشیدہ اور شیطانی راستے ہیں، ان پر چل کر نہ پہلے مسلمانوں کو ان کے حقوق ملے ہیں اور نہ آئندہ کبھی ملیں گے۔ دینی جماعتوں کے ہمارے بھائی جب اور جہاں بھی ان راستوں پر چلے ہیں، بھول بھلیوں میں بھٹک گئے۔ یعنی جب ہم یہ بات کرتے ہیں تو ان کی خیر خواہی کی بنیاد پر کرتے ہیں، ہمیں افسوس ہے کہ یہ جماعتیں ان راستوں پر چل کر خود بھی دین سے دور ہو گئیں۔ یعنی آج حال یہ ہے کہ نفاذِ شریعت کے لیے سنجیدہ کوشش تو بہت دور کی بات ہے، محض نفاذِ شریعت کا مطالبہ کرنا بھی ان کے نصیب میں جمہوریت نے نہیں چھوڑا۔ یعنی جہاں ماضی میں پہلے نفاذِ شریعت کے نام پر ملک گیر تحریکیں چلائی جاتی تھیں اور منکرات روکنے کے لیے عوامی مظاہروں کی قیادت کی جاتی تھی، آج ان کی جگہ جمہوری حقوق، انسانی حقوق یا نام نہاد ملکی اور قومی مفاد

جیسی مبہم اور باطل اصطلاحات کا شور و غوغا تو ضرور ہے مگر جاہلیت کے خلاف اسلام کو جو مزاحمت مطلوب ہے اس کا عشر عشیر بھی آپ کو نہیں ملے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس راستے پر امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اللہ تعالیٰ کے لیے دوستی اور اللہ تعالیٰ کے لیے دشمنی جیسے فرائض بھی اس راستے کے اصولوں کے مترادف قرار دیئے جاتے ہوں تو ایسے راستے سے کون سی خیر بر آمد ہو سکتی ہے؟ غرض روس کی شکست ہو اور امارتِ اسلامی افغانستان کا قیام اور اس کے مبارک قافلے کا تسلسل اور فتوحات ہوں...اس طرح دنیا کے دیگر خطوں میں تحریک جہاد کا پھیلنا اور اس کی کامیابیاں...پھر شریعت کے نفاذ کا خواب شرمندۂ تعبیر دکھائی دینا...ان سب کامرانیوں کا پہلا سبب ان غیر شرعی راستوں کو چھوڑنا اور نبوی منہج' شرعی راستہ یعنی دعوت و جہاد کے منہج کو دانتوں سے پکڑنا ثابت ہوا ہے۔

دوسرا سبب عالم اسلام پر قابض ریاستی افواج کی غلامی سے تحریک جہاد کا اپنے آپ کو آزاد کرانا ہے، یہ افواج ظاہر ہے خود عالمی کفر کی غلام اور شریعت کی سب سے پہلی دشمن ہے۔ ان کا جینا مرنا تو ان کے مفادات کی خاطر ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے تسلط سے تحریکِ جہاد کی آزادی انتہائی ضروری تھی۔ ماضی کے تجارب نے یہ حقیقت سمجھا دی تھی کہ ان افواج کے ہاتھوں میں اپنی باگ ڈور برداشت کرنا جہاد کی ناکامی کے مترادف ہے۔ برصغیر سے عالمِ عرب تک کی تاریخ یہی سبق دیتی ہے۔ اسی لیے اس دفعہ تحریکِ جہاد نے ان افواج کو اپنی مجبوری نہیں بنایا اور زمامِ کار کو اپنے ہی ہاتھ رکھا۔

ہاں تیسرا سبب عالمی کفر کے سر امریکہ پر ضرب لگانا اور اسے میدان جنگ میں گھسیٹنا ثابت ہوا۔ پہلے یہ محفوظ تھا، سفاک، ظالم اور یہ خونخوار دشمن' دور بیٹھ کر اپنے آلہ کاروں کے ذریعے سے مسلمانوں پر مظالم ڈھاتا تھا، اسے کوئی چنگاری نہیں پڑتی تھی مگر اب کی بار اسے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لیے اپنا یہ خون اور اپنے ہی وسائل جنگ کی اس آگ میں جھونکنے پڑے۔ تو گیارہ ستمبر کے مبارک حملے ظالم اور جابروں کے مقابل مظلوموں کی جنگ کا ایک کامیاب اسلوب اور ایک مؤثر دعوت ثابت ہوئے۔ اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے امت کھڑی ہوئی جس سے امریکہ کو اپنا کھوکھلا پن چھپانا مشکل ثابت ہو گیا ہے۔ الحمدللہ خدائی کا دعوے دار امریکہ آج خدا کے مجاہد بندوں کے آگے خود کو عاجز دیکھ رہا ہے۔ اللہ سے امید ہے ان شاء اللہ 'امریکہ مزید کچھ عرصہ جہادی ضربوں تلے رہا اور ان شاءاللہ ضرور رہے گا تو یہ تھک کر گر جائے گا۔

اسی طرح یہ پہلو بھی آپ کے سامنے ہو کہ امریکہ جب پیچھے بیٹھ کر عالمِ اسلام میں اپنے آلہ کاروں کے ذریعے کام لیتا تھا تو یہ آلہ کار دھوکہ اور فریب کے ذریعے سے اپنی غلامی اور خباثت پر پردہ ڈالتے تھے اور اپنے آپ کو امت کا نجات دہندہ، قومی نجات دہندہ اور ہیروز بتاتے تھے، مگر اب وہ جب امریکہ پر حملے ہوئے تو امریکہ ان ضربوں کے باعث کھل کر سامنے جب آ گیا تو یہاں ان غلام افواج اور ان کے پروردہ حکام کو علی الاعلان کفر یا اسلام میں سے کسی ایک خیمے کا انتخاب کرنا پڑا۔ یوں مسلمانوں کو، مسلمان عوام کو دوست اور دشمن کی پہچان آسان ہو گئی۔

چوتھا سبب اس کامیابی کا جو سبب رہا وہ یہ کہ آج کی تحریک جہاد علمائے حق سے الحمدللہ رہنمائی لیتی ہے تا آنکہ یہ سابق اسلامی تحریکات کا بھی اپنے آپ کو تسلسل سمجھتی ہے۔ ان کے تجارب سے جہاں اس نے اپنوں کے ساتھ تعاون سیکھا، وہاں دشمنوں کی سازشوں اور چالوں کو بھی اس نے سمجھا اور الحمدللہ اس صفت سے اللہ نے اسے وہ پختگی دی جس سے امت میں اس کی جڑیں مضبوط ہوں اور فتنوں کا مقابلہ کر سکے۔ آج جماعت الدولہ کا فتنہ ہمارے سامنے ہے کہ کیسے تحریک جہاد نے اس گمراہ کن فکر اور فاسد طوفان کا مقابلہ کیا اور جہاد کو تباہی سے بچایا۔ تو الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ چار بڑے اسباب رہے اگرچہ سب سے اصل اور اول اور اہم سبب اللہ تعالیٰ پر توکل ہے، شریعت کا اتباع ہے، نصرت کے لیے صرف اللہ کی طرف دیکھنا ہے اور اللہ کی غیبی تائید ہے۔ تو ان اسباب کو استعمال کرتے ہوئے امت مسلمہ اس مرحلے سے نکل آئی جہاں وہ غلامی میں دھنستی جا رہی تھی اور اب الحمدللہ کامیابی کی طرف، نفاذ شریعت کی طرف، آزادی، عزت اور عروج کی طرف ان شاء اللہ اس کا سفر جاری ہے اور اس پر اول و آخر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اس راستے پر رہنمائی پر ہمیں اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی کی اور امت کی رہنمائی کی اور مجاہدین کی رہنمائی کے اس رستے کی۔ اللہ تعالی ہمیں، پوری امت کو اپنی رضا کے اس راستے پر صبر و استقامت دے۔

ادارہ: جزاکم اللہ خیرا... ناظرین یہاں اس قسط کا اختتام کرتے ہیں، اگلی نشست میں ان شاء اللہ جہاد کشمیر اور تحریک آزادی کشمیر سے متعلق گفتگو ہو گی۔ اس نشست میں القاعدہ برصغیر کے جہاد کشمیر سے متعلق مؤقف اور لائحہ عمل پر بات ہو گی، تب تک کے لیے اجازت چاہتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

توحید اور حاکمیت لازم و ملزوم ہیں!

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

شیخ ایمن الظواہری کی کتاب رسالة فی تأكيد تلازم الحاكمية والتوحيد کا اردو ترجمہ مجلہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شروع کیا جارہا ہے۔ یہ اس سلسلہ کی پہلی قسط ہے جس میں کتاب کے مقدمہ کا ترجمہ قارئین کی نذر ہے۔[ادارہ]

بند گانِ خدا کا اپنے رب کے سامنے "سرِ تسلیم" خم کر دینے کا مسئلہ باوجود طویل عرصہ گزرنے کے ہر زمانے میں ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔ اس زمانے میں بھی اس مسئلہ کی اہمیت واضح ہے، اہلِ حق کے سامنے بھی یہ مسئلہ واضح اور ظاہر کر دینا چاہئے تاکہ وہ اس متعلق پوری طرح یکسو ہو جائیں، کیونکہ انہیں بھی اسی معرکے میں اترنا ہے جس میں ہر زمانے کے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو اترنا ہوتا تھا۔ نیز یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ واقعات اور مثالوں سے یہ بھی جان لیں کہ حق و باطل کا معرکہ وہی ہے جو شروع سے چلا آرہا ہے، جب سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور تب تک رہے گا جب تک اللہ ان سب کو فنا کر کے ان کا وارث نہیں بن جاتا۔ یہ ایک ہی معرکہ ہے، اس کا ہدف بھی ایک ہے اس معرکے کے میدان بھی متعین ہیں اور اس کے فریق بھی معلوم ہیں، اگرچہ اس کی صورتیں بدلتی رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُو اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنۡهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنۡهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيهِ الضَّلَالَةُ فَسِيْرُوْا فِي الاَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ المُكَذِّبِيْنَ(النحل،۳۶)

"واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اور طاغوت سے اجتناب کرو، پھر ان میں سے کچھ وہ نکلے جن کو اللہ نے ہدایت دے دی، اور کچھ ایسے تھے جن پر گمراہی مسلط ہو گئی۔ تو ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ (پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۔ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا (الفرقان،۳۱)

"ہم نے اسی طرح مجرم لوگوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے۔ اور تمہارا رب ہدایت دینے اور مدد کرنے کے لیے کافی ہے"۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۔ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۔ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ(الشوریٰ،۱۳)

"اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا، اور جو (اے پیغمبر!) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے، اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ (پھر بھی) مشرکین کو وہ بات بہت گراں گزرتی ہے جس کی طرف تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے، چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، اور جو کوئی اس سے لو لگاتا ہے، اسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے"۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ(ہود:۱۲۰)

"اور گذشتہ پیغمبروں کے واقعات میں وہ سارے واقعات ہم تمہیں سنا رہے ہیں جن سے ہم تمہارے دل کو تقویت پہنچائیں، اور ان واقعات کے ضمن میں تمہارے پاس جو بات آئی ہے وہ خود بھی حق ہے، اور تمام مومنوں کے لیے نصیحت اور یاد دہانی بھی ہے"۔

ایک جگہ فرمایا:

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ(ہود:۴۹)

"یہ غیب کی باتیں ہیں جو ہم تمہیں وحی کے ذریعے بتارہے ہیں۔ یہ باتیں نہ تم اس سے پہلے جانتے تھے، نہ تمہاری قوم۔ لہٰذا صبر سے کام لو، اور آخری انجام متقیوں ہی کے حق میں ہو گا"۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ(ہود،۸۷)

"وہ کہنے لگے اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہمارے باپ دادا جن کی عبادت کرتے آئے تھے، ہم انہیں بھی چھوڑ دیں، اور

اپنے مال و دولت کے بارے میں جو کچھ ہم چاہیں وہ بھی نہ کریں؟ واقعی تم تو بڑے عقل مند، نیک چلن آدمی ہو"۔

قرآن کریم نے اس مرکزی مسئلے میں اپنے وسیع تناظر اور قطعی انداز کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی اس دائمی معرکے کے دونوں فریقوں کو خوب واضح کیا ہے، اور انہیں مثالوں کے ذریعے مضبوط بنادیا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَ اسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًاOفَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا فِيۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَ يُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا(النساء:۶۵،۶۴)

"اور ہم نے کوئی رسول اس کے سوا کسی اور مقصد کے لیے نہیں بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان پاتے۔ نہیں، (اے پیغمبر!) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اس کے آگے مکمل طور پر سر تسلیم خم کردیں۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّ نُوۡرٌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَ اخۡشَوۡنِ وَ لَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ وَ مَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَOوَ كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ۙ وَ الۡعَيۡنَ بِالۡعَيۡنِ وَ الۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَ الۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الۡجُرُوۡحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَOوَ قَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ ۖ وَ اٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ فِيۡهِ هُدًى وَّ نُوۡرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَOوَ لۡيَحۡكُمۡ اَهۡلُ الۡاِنۡجِيۡلِ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ ؕ وَ مَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَOوَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ وَ مُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الۡحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ شِرۡعَةً وَّ مِنۡهَاجًا ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنۡ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰٮكُمۡ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَيۡرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ(المائدہ ۴۴تا۴۸)

"بے شک ہم نے تورات نازل کی تھی، جس میں ہدایت تھی اور نور تھا۔ تمام نبی جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے، اسی کے مطابق یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے، اور تمام اللہ والے اور علما بھی (اسی پر عمل کرتے رہے) کیونکہ ان کو اللہ کی کتاب کا محافظ بنایا گیا تھا۔ اور وہ اس کے گواہ تھے۔ لہٰذا (اے یہودیو!) تم لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو، اور تھوڑی سی قیمت لینے کی خاطر میری آیتوں کا سودا نہ کیا کرو۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ کافر ہیں۔ اور ہم نے (اس تورات میں) ان کے لیے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت، اور زخموں کا بھی (اسی طرح) بدلہ لیا جائے۔ ہاں جو شخص اس (بدلے) کو معاف کردے تو یہ اس کے لیے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ ظالم ہیں۔ اور ہم نے ان (پیغمبروں) کے بعد عیسیٰ بن مریم کو اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والا بنا کر بھیجا، اور ہم نے ان کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا، اور جو اپنے سے پہلی کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والی اور متقیوں کے لیے سراپا ہدایت و نصیحت بن کر آئی تھی۔ اور انجیل والوں کو چاہئے کہ اللہ نے اس میں جو کچھ نازل کیا ہے، اس کے مطابق فیصلہ کریں، اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کری وہ لوگ فاسق ہیں۔ اور (اے رسول!) ہم نے تم پر بھی حق پر مشتمل کتاب نازل کی ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی نگہبان ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کے درمیان اسی حکم کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور جو حق بات تمہارے پاس آگئی ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ہم نے ایک (الگ) شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا، لیکن (الگ شریعتیں اس لیے دیں) تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔ لہٰذا نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اللہ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ اس وقت وہ تمہیں وہ باتیں بتائے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے"۔

البتہ قاری یہ سوچ سکتا ہے کہ "حاکمیت" کے اس مسئلے پر ایک جدید رسالے کی کیا ضرورت تھی؟ اور متقدمین ومتاخرین میں جلیل القدر علما کی اس باب میں مستقل تصنیفات میں یہ رسالہ کیا اضافہ کرپائے گا؟ یہ ایک اہم سوال ہے اور اس کا جواب اس رسالے کے مقصد کو بھی کھول دے گا۔ مصنف کے نزدیک (اس اہم مسئلے میں جس نے صدیاں گزرنے کے باوجود اپنی اہمیت کھوئی نہیں ہے) اس رسالے کی تصنیف سے مقصود ان علمائے کرام کی کتابوں کا تکرار نہیں ہے، کیونکہ یہ عقیدے کا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے لیے کتابُ اللہ اتاری گئی، انبیاء علیہم السلام کو بھیجا گیا اور اہلِ حق واہلِ باطل کے درمیان عداوت کا آغاز ہوا۔ یہ رسالہ لکھنے والے کا مقصد گذشتہ علما کی تصنیفات میں کوئی اضافہ کرنا نہیں ہے بلکہ کچھ دوسرے اہم امور ہیں، جن میں:

پہلا: صہیونی اور صلیبی دشمن کی امتِ مسلمہ کے ساتھ جنگ... جو قدیم بھی ہے اور جدید بھی... صرف عسکری یا سیاسی میدان میں نہیں لڑی جارہی ہے، بلکہ ان سب سے پہلے اور ان سب کے ساتھ ہی یہ جنگ نظریے اور کردار کی سطح پر بھی لڑی جارہی ہے، یہ جنگ امت کے عقیدے کے خلاف بھی ہے خصوصاً اس عنوان پر کہ حاکمیت کس کی ہو گی؟ لہٰذا امت کے لیے "قانون سازی کے حق" کا معرکہ اہم ترین معرکہ ہے۔ اس پر مرتب ہونے والے اثرات بہت دوررس ہیں۔ جس میں ناکام ہونے کی وجہ سے وہ امت جو آخری امت ہے، پیغامِ توحید کی علمبردار ہے، انسانیت پر گواہ ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والی ہے ان کی بجائے ایک بگڑی ہوئی، پریشان حال، ذلیل ورسوا اور خانہ جنگی کی شکار امت بن جائے گی۔

دوسرا: ہمارے دشمن نے اس معرکے میں مربوط اتحاد تشکیل دے رکھا ہے۔ اس نے صرف لڑنے والی فوجوں، قرضہ دینے والے بینکوں اور لوٹنے والی کمپنیوں پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس نے ظالم وجابر حکمرانوں، تنخواہ دار صحافیوں، گمراہ دانشوروں، ظالم ججوں اور ان سب سے خطرناک درباری علما اور موجودہ دور کے مرجئہ کی صورت میں ہمارے معاشرے میں نفوذ کررکھا ہے۔ لہٰذا یہ رسالہ انہی دونوں اندرونی وبیرونی دشمنوں کے گٹھ جوڑ اور ان کے اہداف کو بیان کرنے کے لیے ہے۔

اس طرح اس رسالے کا مقصد جس طرح... موجودہ زمانے کے دائرے میں رہتے ہوئے... اس جنگ کے دونوں فریقوں کی نشاندہی ہے... جس جنگ کا ہدف قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اس کے سوا کسی کا نہیں ہے۔ یہ بھی ہے کہ ان دشمنانِ اسلام کے چہرے سے نقاب ہٹا دیا جائے جو "مسئلہ حاکمیت" کی اہمیت گھٹا کر صلیبی وصہیونی دشمن اور ان کے کٹھ پتلی حکمرانوں کے مقاصد پورا کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۚ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۚ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (المنافقون، ۴)

"جب تم ان کو دیکھو تو ان کے ڈیل ڈول تمہیں بہت اچھے لگیں، اور اگر وہ بات کریں تو تم ان کی باتیں سنتے رہ جاؤ، ان کی مثال ایسی ہے جیسے یہ لکڑیاں ہیں جو کسی سہارے سے لگی رکھی ہیں۔ یہ ہر چیخ وپکار کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہی ہیں جو (تمہارے) دشمن ہیں، اس لیے ان سے ہوشیار رہو۔ اللہ کی مار ہو ان پر! یہ کہاں اوندھے چلے جارہے ہیں؟"

اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر... ایسی جنگ میں جو اہلِ ایمان واہلِ کفر کے درمیان روزِ اول سے لڑی جارہی ہے... اہلِ حق کو ان کا اور ان کے دشمنوں کا مقام بتلانا ہے، جس جنگ کا مرکزی نقطہ "اللہ تعالیٰ کے لیے حق قانون سازی" کو تسلیم کرانا ہے۔ نیز مکار دشمن کی نظروں سے بچانا بھی ہے، جو مسلمانوں کی صفیں اُلٹ دینا چاہتے ہیں تاکہ صلیبی وصہیونی لشکر ان کا صفایا کرسکیں، اور یہ سب کچھ ذلیل دنیا کے چند ٹکڑوں کے لیے کیا جاتا ہے۔

اس رسالے میں خیر وہدایت کا جو سامان ہے وہ اسی ذات کا فضل ہے جو احسان وکرم کا مالک ہے، اور جو کچھ اس میں اس کے علاوہ ہے وہ لکھنے والے کے نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَ مَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ (ہود: ۸۸)

"میرا مقصد اپنی استطاعت کی حد تک اصلاح کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور مجھے جو کچھ توفیق ہوتی ہے، صرف اللہ کی مدد سے ہوتی ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے، اور اسی کی طرف میں (ہر معاملے میں) رجوع کرتا ہوں"۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين
و صلى الله على سيدنا محمد و آله و صحبه وسلم۔

ایمن الظواہری

جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ / اگست ۲۰۰۳ء

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

توحید حاکمیت اور شریعت محمدی میں باہمی تعلق

شیخ ابو عمرو عبدالحکیم حسان رحمہ اللہ

یہ بات بداہتاً دین سے ثابت ہے کہ دین اسلام میں داخل ہونے کا صحیح راستہ یہی ہے کہ اللہ پر ایمان کے ساتھ ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے۔ اس لیے کہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دی جائے۔ اسی لیے جس نے شہادتین کا اقرار نہیں کیا یا دونوں میں سے ایک کا نہیں کیا ایک کا کرلیا تو وہ مسلمان نہیں ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ اس اقرار کی قدرت نہ رکھتا ہو مثلاً گونگا ہو یا تلفظ کی ادائیگی (بوجہ عربی حروف سے ناواقفیت) نہ کرسکتا ہو۔ جو علماء کہتے ہیں کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کی گواہی سے مسلمان ہوجاتا ہے وہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت پر دلالت کرتا ہے اسی لیے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”اہل سنت محدثین، فقہاء اور متکلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ مومن جس پر اہل قبلہ ہونے کا حکم لگتا ہو اور جس کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہو کہ وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا اس سے مراد صرف وہ مومن ہے جس نے دل سے اسلام کا پختہ عقیدہ رکھا ایسا عقیدہ جو شکوک سے پاک ہو اور اس نے شہادتین کا اقرار بھی کیا ہو۔ اگر ان دونوں میں سے صرف ایک پر اکتفا کرچکا ہو تو وہ سرے سے اہل قبلہ ہی نہیں ہے۔ البتہ جو آدمی زبان کی خرابی کی وجہ سے شہادتین کا اقرار نہ کرسکتا ہو یا موت جلد آجانے کی وجہ سے اس کو موقع نہ مل سکا ہو یا کسی اور وجہ سے اقرار نہیں کرسکا تو (وہ مستثنیٰ ہے) وہ مومن شمار ہوگا اور اگر کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ پر ہی اکتفا کرتا ہے اور محمد رسول اللہ کا اقرار نہیں کرتا تو ہمارے اور علما کے مذہب میں مشہور قول یہی ہے کہ ایسا شخص مسلمان نہیں ہے۔ ہمارے کچھ ساتھی کہتے ہیں کہ مسلمان تو ہے البتہ اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ محمد رسول اللہ کی شہادت بھی دے اگر اس نے انکار کردیا تو مرتد ہے اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے لی جاتی ہے جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
>
> ”مجھے حکم ملا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ دیں جب یہ کہہ دیں تو مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان بچالیں گے مگر اس کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے“۔ (بخاری، مسلم، نسائی)۔
>
> جمہور کے نزدیک یہ حدیث شہادتین کے اقرار پر محمول ہے (یعنی صرف لا الٰہ کے ذکر سے پورا کلمہ شہادت مراد ہے) ایک کے ذکر سے دوسرے کا ذکر ضروری نہیں ہوتا اس لیے کہ دونوں باہم مربوط و مشہور ہیں (شرح مسلم للنووی: ۱/ ۱۹۴)۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی و رسول ہونے پر رضامندی کی حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی خبروں کی تصدیق کی جائے، انہیں قبول کیا جائے، ان کے آگے سر تسلیم خم کیا جائے اور ان کی لائی ہوئی شریعت وہدایت سے ہی فیصلے کرائے جائیں۔ اب جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت واحکام کو قبول نہ کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی رہنمائی کے بجائے کہیں اور سے رہنمائی لیتا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو پسند نہیں کرتا یا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے ان پر ایمان لانے والا شمار نہیں ہوگا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

> ”اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مکمل اطاعت کی جائے، انہیں اس طرح تسلیم کیا جائے کہ اپنی جان سے بھی زیادہ انہیں اہمیت دی جائے، ہدایت صرف انہی کے دیے ہوئے کلمات (احکام) سے لی جائے، فیصلہ صرف انہی کی طرف لیجایا جائے اور ان کے حکم کے خلاف کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔ ان کے علاوہ کسی کے حکم کو پسند نہ کیا جائے نہ رب کے اسماء میں نہ صفات وافعال میں نہ دیگر امور مثلاً ایمان کے حقائق و، متعلقات میں نہ احکام ظاہری وباطنی میں نہ ان معاملات میں کسی اور کے حکم کو لیا جائے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ہی اپنایا

جائے (مدارج السالکین شرح منازل السائرین لابن قیم رحمہ اللہ : ۱۱۸/۲)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو اپنانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ایمان کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ نے قسم کھاکر فرمایا ہے کہ جب تک کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ہر معاملے میں فیصلہ کن نہ مان لے وہ مومن نہیں ہو سکتا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ہر معاملے میں فیصلہ کن نہ مان لے وہ مومن نہیں ہو سکتا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے اور شریعت سے اپنے دل میں تنگی بھی محسوس نہ کرے بلکہ اسے دل وجان سے تسلیم بھی کرے:

فَلاَ وَ رَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:۶۵)

”تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافی معاملات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور پھر آپ کے فیصلے سے یہ اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں اسے مکمل طور پر تسلیم کرلیں“۔

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ نے اپنی مقدس ذات کی قسم کھاکر کہا ہے کہ کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امور میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لے جو فیصلہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کردیں وہی حق ہے اس کی ظاہری و باطنی طور پر اتباع کرنا ضروری ہے اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے:

ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(النساء:۶۵)

”اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اس فیصلے کو مکمل طور پر تسلیم کرلیں“۔

یعنی جب آپ کو فیصلہ کرنے والا مان لیں اور ظاہری کے ساتھ ساتھ باطنی طور پر بھی آپ کی اطاعت کرلیں تو اپنے دلوں میں آپ کے فیصلے سے تنگی محسوس نہ کریں اور اسے بغیر کسی رکاوٹ وتردد کے قبول کرلیں کسی قسم کی مخالفت نہ کریں۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

لایؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے مطابق نہ ہو جائیں“۔(تفسیر ابن کثیر:۱/۷۸۷، بیہقی، طبرانی، ابن ابی عاصم فی السنۃ، ابن بطی فی الآبانۃ، قاسم بن عساکر فی طرق الاربعین سب نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے الفاظ بیہقی کے ہیں)

شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ نے ان لوگوں کے ایمان کی نفی کی ہے جو اپنے امور میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرنے والا تسلیم نہیں کرتے اور یہ نفی تاکیداً کی ہے کہ قسم کھاکر حرف نفی ذکر کیا ہے۔

فَلاَ وَ رَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:۶۵)

”تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافی معاملات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں اور پھر آپ کے فیصلے سے یہ اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں اسے مکمل طور پر تسلیم کرلیں“۔

اللہ نے صرف اسی بات کو کافی نہیں سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرنے والا تسلیم کرلیں بلکہ یہ بھی ضروری قرار دیا کہ دل میں اس فیصلے سے تنگی محسوس نہ کریں:

ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

”بلکہ اسے شرح صدر کے ساتھ بغیر کسی ترشی وتنگی کے قبول کریں“۔

پھر ان دونوں باتوں پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ تسلیم کرنا اور ان کے حکم کو تسلیم کرنا ضروری ولازمی قرار دیا ہے۔ تسلیم کرنے کا مطلب ہے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت اس طرح کرنا کہ دل ہر قسم کی دیگر اطاعتوں سے خالی ہو اور اس حق کو مکمل طور پر اپنالیا جائے۔اسی لیے اللہ نے اس کے لیے تاکیدی الفاظ استعمال کیے ہیں کہ تسلیم کرنا نہیں بلکہ مکمل ومطلق تسلیم کرنا مراد ہے (رسالہ تحکیم القوانین لمحمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہ اللہ:۶/۸)۔

شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

''مسلمانو!اپنے تمام ممالک میں نظر دوڑا کر دیکھ لو تمہارے استعماری دشمنوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے کہ مسلمانوں پر ایسے قوانین مسلط کر دیے ہیں جو گمراہی، بداخلاقی اور بے ادبی پھیلانے کا سبب ہیں، یہ قوانین ہیں انگریز کے قوانین جن کی بنیاد کسی شریعت و دین پر نہیں ہے بلکہ ان اصولوں پر ان کی بنیاد ہے جو ایسے کافر نے وضع کیے تھے جس نے اپنے وقت کے نبی جناب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے انکار کیا تھا اور اپنی بت پرستی پر ہی برقرار رہا اور فسق وفجور کا مرتکب بنارہا۔اس آدمی کا نام گوستنیان تھا جو ان قوانین کا موجد ہے۔مصر کے ایک نام نہاد مسلمان نے جو مصر کے اہم ترین لوگوں میں شمار ہوتا تھا'اس فاسق فاجر گوستنیان کے بنائے ہوئے قوانین کا عربی میں ترجمہ کیا اسے گوستنیان کا مدونہ قرار دیا اور امام دارالہجرۃ امام مالک رحمہ اللہ کی کتاب جو کہ قرآن وسنت کے دلائل پر مبنی فقہی مسائل سے متعلق تھی اس کا مذاق اُڑایا ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ آدمی کتنا جھوٹا ہے۔بلکہ بے شرم وجاہل ہے مسلمانوں پر ایسے دشمنان اسلام نے جو قوانین مسلط کیے ہوئے ہیں وہ دراصل ایک علیحدہ دین ہے جو دین اسلام کے متبادل کے طور پر مسلمانوں کو تھمادیا گیا ہے ان دشمنوں نے مسلمانوں پر (قوانین کے نام پر)اس دین کی اطاعت واجب قرار دے دی ہے اور اس کی محبت اور تقدس ان کے دلوں میں بٹھادیا ہے مسلمانوں کو اس کے تحفظ کا پابند کر دیا گیا ہے اسی لیے تو اکثر تحریری وزبانی طور پر لوگوں سے اس قانون کے احترام کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے مثلاً عدالت کا احترام یا (توہین عدالت کا قانون) حالانکہ اس طرح کے تقدیسی الفاظ شریعت اسلامی کے لیے استعمال نہیں کرتے نہ ہی مسلمان فقہا کی آرا کے لیے ایسے الفاظ ادا کرتے ہیں بلکہ شریعت یا اقوالِ فقہا کو تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ جمود کا شکار ہیں، رجعت پسند ہیں یا کہتے ہیں کہ ان باتوں کا اب دور گزر چکا ہے جیسا کہ آج کل بہت سے رسائل وجرائد میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بت پرست کے پیروکار کن کن الفاظ والقاب سے شریعت اسلامی کا تذکرہ کرتے ہیں ؟اس کے علاوہ یہ لوگ ان انگریزی قوانین کو فقہ وشریعت قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ لفظ صرف شریعت اسلامیہ کے لیے مستعمل ہیں اس سے بھی بڑھ کر ان کی جرأت اب یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ یہ لوگ ان خود ساختہ قوانین کا موازنہ شریعت اسلامیہ سے کرنے لگے ہیں۔یہ جو نیا قانون اور قواعد وضوابط ہیں جن سے مسلمان اپنے فیصلے کرواتے ہیں اور اکثر مسلم ممالک میں رائج ہیں اگر کبھی ان کے کچھ قوانین شریعت اسلامی کے ساتھ موافقت بھی رکھتے ہوں تو پھر بھی یہ قانون باطل ہے اس کو اپنانا (شریعت سے)بغاوت ہے۔اس لیے کہ ان میں سے جو قانون شریعت کے مطابق اگر آبھی جائے تو وہ اتفاقاً ایسا ہوتا ہے باقاعدہ شریعت کی اتباع کرتے ہوئے نہیں بنایا گیا ہوتا ہے نہ ہی اللہ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے یا اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے بنایا ہوا ہوتا ہے۔لہٰذا خود ساختہ قانون چاہے شریعت کے موافق یا مخالف ہو دونوں صورتوں میں گمراہی ہے اور اس کی پیروی کرنے والا جہنم میں جائے گا کسی مسلمان کے لیے اس کی اطاعت واتباع اور اس پر راضی ہونا جائز نہیں ہے''۔(عمدۃ التفسیر مختصر ابن کثیر لاحمد شاکر رحمہ اللہ ۳/۲۱۴-۲۱۵)۔

یہ تمام گزشتہ تفصیلات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص اللہ ورسول کے پاس فیصلہ نہیں لے جاتا یا اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے اور حکم کو پسند نہیں کرتا بلکہ کسی اور کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے تو یہ شخص نہ اللہ کو رب مانتا ہے نہ اسلام کو دین مانتا ہے نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مانتا ہے'یہ مومن نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

بہترین امت کے بہترین لوگ

شیخ عبد الفتاح أبو غدۃ رحمہ اللہ

حضرت ابوہریرہ سے ایک حدیث مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"یہ امت محمدیہ لوگوں کے لیے سب سے بہترین ہے کیونکہ یہ انہیں بیڑیوں میں جکڑ کر لاتی ہے اور اسلام میں داخل کر دیتی ہے"۔

یہ حدیث اپنے معنی و مدلول اور مقاصد و اہداف کے لحاظ سے بالکل واضح ہے۔ اور اس میں ظاہری طور پر جو اعتراض و سوال اٹھتا ہے تھوڑے سے غور و فکر سے دور ہو جاتا ہے۔ اکثر مفسرین حضرات نے یہ حدیث اس آیت کریمہ کے ذیل میں نقل کی ہے۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر و تومنون بالله

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی نفع رسانی کے لیے بھیجے گئے ہو، نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو"۔

اس آیت کریمہ میں بتلایا گیا ہے کہ یہ امت دیگر تمام امتوں سے بہتر و باعث خیر ہے۔ اور بہتر ہونے کی وجہ قرآن کے الفاظ میں "امر بالمعروف ونهي عن المنكر" ہے۔

قرآن کریم کے یہ الفاظ عام ہیں اور ہر قسم کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو شامل ہیں مگر حدیث مبارک میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ایک اعلیٰ مرتبے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عمومی خصوصیت کی وجہ سے یہ امت دیگر امتوں کے مقابلے میں بہتر و افضل ہے۔ اور پھر اس امت کے باہمی افراد وطبقات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خصوصی اور اعلیٰ درجے سے منسلک افراد و طبقات اسی امت کے دیگر افراد و طبقات سے بہتر اور عند اللہ محبوب و مقبول ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ معروف (نیکی) کے مختلف درجات ہیں اور نیکی کا سب سے اعلیٰ درجہ ایمان ہے۔

اسی طرح منکر (برائی) کے مختلف درجات ہیں اور برائی سب کی بڑی اور بری شکل کفر ہے۔ اس لیے جو طبقہ ایمان پھیلانے اور کفر مٹانے کے لیے کھڑا ہوا گا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اعلیٰ درجے پر عمل پیرا ہو گا اور اس بنیاد پر دیگر افراد امت سے بہتر و باعث خیر ہو گا۔

اسی بات کو حضرت ابوہریرہؓ والی حدیث میں کچھ دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ جب مجاہدین جہاد کے لیے نکلیں گے اور جہاد کی برکت سے اللہ کا کلمہ بلند ہو گا، ایمان کی دولت عام ہو گی، لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گے اور نور کی اِن ایمانی کرنوں کے پھیلنے سے کفر و شرک کی ظلمتیں کافور ہوں گی اور بہت سے وہ لوگ جو اپنی سلامتی طبع کے باعث ایمان قبول کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں مگر اپنے بالادست حکام و سرداران کے خوف و رعب سے اسلام قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں مگر جب جہاد کی تلوار ان سرکش بالا دست حکام کی گردنیں اُڑا دے گی اور یہ لوگ اسلام کے قیدی بن جائیں گے اور انہیں قریب سے اسلام کے محاسن اور اسلامی تعلیمات کی پاکیزگی و عمدگی کا مشاہدہ و مطالعہ کرنے کا موقع ملے گا تب یہ قید ان کے لیے بارانِ رحمت ثابت ہو گی اور لوہے کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ایمان کی بیڑیوں میں جکڑ جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا اكراه في الدين

"دین قبول کرنے پر کوئی جبر نہیں"۔

پھر اس حدیث میں کیسے فرمایا گیا کہ اس امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو کافروں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لاتے ہیں اور اسلام میں داخل کر دیتے ہیں۔ یہ تو واضح جبر و اکراہ ہے۔ اسی وجہ سے منکرین حدیث اور تحریف پسند طبائع کے سامنے جب ایسی احادیث آتی ہیں تو بجائے عقل و دانش سے کام لینے کے وہ سٹپٹانے لگتے ہیں اور بلا جھجک ایسی احادیث کو رد کر دیتے ہیں حالانکہ قصور ایسی احادیث میں نہیں بلکہ خود اُن کی عقلوں میں فتور ہوتا ہے اور اُن کے دلوں میں جہاد و مجاہدین کا بغض اس درجہ رچا بسا ہوتا ہے کہ ان سے مجاہدین کی فضیلت و منقبت برداشت ہی نہیں ہو پاتی۔

ظاہر ہے کہ ان کے چاہنے نہ چاہنے سے ہوتا ہی کیا ہے۔ اسلام برحق، جہاد برحق، مجاہدین برحق اور تاقیامت تکوینی نظام کی طرح تشریعی نظام کا یہ پہیہ بھی خدائی فیصلوں کے مطابق اپنی سمت میں گھومتا اپنا سفر جاری رکھے گا۔

مجاہدین اپنے جہاد کی بدولت اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ایمان قبول کرنے کی بدولت سعادتوں سے دامن بھرتے رہیں گے اور مخالفین و معاندین حسرت و ذلت کی ناک رگڑنے کے سوا اپنے دامن میں اور کچھ نہ پائیں گے۔ قرآن کریم بتلاتا ہے کہ کفار و مشرکین کی خیر و بھلائی ایمان قبول کرنے میں ہے ورنہ کفر و شرک تو ایسی گندگی ہے جس کو لاحق ہو جائے اسے انسان تو کجا جانوروں سے بھی بدتر بنا چھوڑتی ہے۔ مگر نفسانی و شیطانی تسویلات نے انہیں اس قدر اپنے شکنجے میں کس رکھا ہوتا ہے کہ وہ اپنے خیر و بھلائی والے معاملے کا فیصلہ بھی نہیں کر پاتے۔

حالانکہ اگر دنیاوی ریاست و وجاہت رکھنے والے یہ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ ایمان لے آئیں تو اس سے ان کی دنیاوی ریاست و وجاہت ختم نہ ہو گی بلکہ اسے چار چاند لگ جائیں گے اور اس دنیاوی ریاست و وجاہت کے ساتھ اُنہیں اخروی ریاست و وجاہت بھی مل جائے گی۔ اسی لیے قرآن نے کہا:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

”اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور روشِ تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان کی برکات کے دروازے کھول دیتے“۔

اسی طرح منافقین کا شیوہ ہے کہ وہ جہاد سے کتراتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر ہم جہاد کے لیے نکل گئے تو ہماری ظاہری کروفر جاتی رہے گی۔ ہمارا مال بھی جہاد میں ختم ہو جائے گا اور جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ حالانکہ یہ محض نفسانی و شیطانی پھندے ہیں جن سے انسانوں کو گمراہ کرتے ہیں ورنہ جہاد سے وابستگی خسران و نقصان نہیں بلکہ سراسر فائدے اور خیر و بھلائی کا باعث ہے۔ جہاد میں خرچ ہونے والا مال سیکڑوں ہزاروں گنا بڑھا دیا جاتا ہے اور جہاد میں قربان ہونے والی جان ”حیات ابدی“ کے تمغہ الٰہی سے سرفراز کی جاتی ہے۔

جہاد اہل ایمان کے ایمان کی سلامتی و ترقی کا باعث ہے اور کفار کو ایمان کی دولت سے سرفراز کرنے کا باعث ہے۔ اور یوں دونوں کے لیے رحمت الٰہی کا فیضان ہے۔ آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مجاہدین کے حالات و واقعات میں عبرتوں اور بصیرتوں کا ایک جہاں آباد ہے۔ جو پکار پکار کر اہل ایمان کو بھی دعوت دے رہا ہے کہ اے ایمان والو! آؤ دیکھو اللہ کی مدد و نصرت کس طرح مجاہدین کے شانہ بشانہ شامل حال ہے۔ اب کسی بھی مومن کا بلاعذر شرعی اس عظیم سعادت سے محروم ہونا کسی بھی طرح روا نہیں ہے۔ اور کفار و منافقین کو بھی ”جہادی نشانیاں“ پوری وضاحت کے ساتھ بلا رہی ہیں کہ دیکھو کامیابی کا راستہ وہ نہیں جس پر تم چل رہے ہو، جس طرح اس دنیا میں کامیابی مجاہدین کے قدم چوم رہی ہے اسی طرح آخرت میں بھی کامیابی ان کا مقدر ہے۔

یہ اللہ کی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں ان سے سبق لینا ہی باعث عزت و افتخار ہے اور انہیں جھٹلانا دنیا و آخرت میں تباہی کے منہ میں جانا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ان نشانیوں سے سبق حاصل کر کے خود کو جہاد و ایمان کے دامن سے وابستہ کر کے کو بہترین امت اور بہترین لوگوں کی صف میں شامل ہو رہے ہیں۔ ایسی صف جو اللہ کو محبوب و مقبول ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفّاً كَأَنَّهُم بُنيَانٌ مَّرْصُوصٌ

”بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں اس طرح صف بستہ ہو کر قتال کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں“۔

☆☆☆☆☆

”میں ہر اس بدعتی کے ساتھ مل کر جہاد کرتا ہوں کہ جب تک وہ نواقص کا ارتکاب نہ کرے، ہاں جو نواقص کا ارتکاب کریں میں اس کے ساتھ مل کر نہیں لڑونگا نہ ہی اس کے جھنڈے تلے لڑونگا، مگر یہ بات مجھے اس سے نہیں روکے گی کہ میں اسے دعوت دوں محبت کے ساتھ اور اس امید کے ساتھ کہ وہ توحید و سنت اور اس کی راہنمائی کی جانب واپس لوٹ آئے۔ اور میں اس پر کبھی بھی تلوار نہیں اُٹھاؤنگا جب تک کہ ہم ایک ہی دشمن سے لڑ رہے ہوں“۔

شیخ ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ

غزوۂ احزاب اور عصرِ حاضر کی جنگ...... ایمان اور نفاق کی کسوٹی

مولانا کاشف علی

ہم کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آج دنیا کے تمام گروہِ کفار، اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف متحد ہو کر حملہ آور ہیں اور مسلمانوں کے سروں پہ مسلط خائن و مرتد حکمران اور فوجیں بھی ان گروہوں سے بغل گیر ہو کر امت پر گھیر ا تنگ کیے ہوئے ہیں، تو ایسے میں ناگہاں ہماری توجہ غزوۂ احزاب کی جانب پلٹ جاتی ہے۔ یقیناً تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور تاریخ کا آئینہ حالات کا نمایاں اور واضح عکس پیش کر کے ہمیں اسباق فراہم کرتا ہے تاکہ ہم اس کی روشنی میں اپنے کردار کا جائزہ لے سکیں۔ بالخصوص دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے ہر حال میں دلیل و حجت کا درجہ رکھتی ہے، آیئے غزوۂ احزاب کا تذکرہ کرتے ہیں اور عصرِ حاضر میں اس سے رہنمائی کا سامان کرتے ہیں۔

احزاب کی لشکر کشی:

بنو نضیر کے یہود نے جلاوطن ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنی نفرت اور بغض کی تسکین کی خاطر قریش اور حجاز کے دیگر قبائل کا دورہ کیا اور انھیں اپنی مدد کی یقین دہانی کراتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا۔ یوں یہ تمام قبائل جنگ کے لیے تیار ہوگئے۔ ان میں قریش اور بنو غطفان سب سے پیش پیش تھے جبکہ بنو سلیم، بنو اسد، کنانہ اور تہامہ کے قبائل بھی ان کے ہمراہ مدینہ پر لشکر کشی کے لیے آ شامل ہوئے۔ ان قبائل نے ایک مقررہ وقت اور مقررہ پروگرام کے مطابق مدینے کا رخ کیا اور چند دن کے اندر اندر نواحِ مدینہ میں دس ہزار جنگجوؤں کا زبردست لشکر جمع ہو گیا۔ یہی وہ ''احزاب'' تھے جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ دراصل اس سے پہلے کبھی مسلمانوں کے خلاف حجاز کے قبائل متحد ہو کر نہیں آئے تھے، اور اس بار تو بنو نضیر کے یہود بھی ان کے پشت پناہ تھے۔ ان کے مقابلے میں اس وقت کے کل مسلمانوں کی تعداد عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سمیت بھی ان سے بہت کم تھی۔ اسی دوران مسلمانوں کے حلیف بنو قریظہ (جو کہ مدینہ کے اندر موجود تھے) نے بھی عہد شکنی کرتے ہوئے ان احزاب کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ یہ تھی وہ انتہائی خطرناک صورتحال جس کا مسلمانوں کو سامنا تھا، کیونکہ وہ باہر سے بھی گھرے ہوئے تھے اور اندر سے بھی یہودِ بنو قریظہ کے خطرے میں تھے!

اب ذرا آج امت کی حالت دیکھیے۔ ہر طرف سے اور ہر ہر جہت سے کفار کی تمام انواع مسلمانوں کے ہر ہر گوشے پہ حملہ آور ہیں، اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف تمام اقوامِ کفر الکفر ملۃ واحدۃ کے مصداق ہو چکی ہیں۔ آج جس چیز نے انھیں متحد کر رکھا ہے وہ دجالی کفری نظام (یعنی جمہوریت اور سرمایہ دارانہ نظام) ہے جسے یہود نے بڑی مکاری سے امریکہ و مغرب کے ہاتھ میں تھما رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فلسطین ہو یا شیشان، صومالیہ ہو یا شام، فلپائن، عراق ہو یا افغانستان..... ہر جگہ یہ ''احزاب'' ایک دوسرے کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ مسلمانوں کی محنت اور وسائل پر پلنے والی مسلم ممالک کی افواج بھی ان احزاب کے شانہ بشانہ اور دجالی نظام کے جھنڈے تلے اسلام کے خلاف بر سرِ پیکار ہیں۔

اس عالمی جنگ کا مرکز اب افغانستان اور قبائلِ پاکستان کی جانب پھر چکا ہے جہاں امریکہ، نیٹو، ایساف، افغانی و پاکستانی فوج..... سب ''احزاب'' مل کر مومنین و مجاہدین کے خلاف مجتمع ہیں حتیٰ کہ اب روس بھی امریکہ کی صف میں شامل ہو گیا ہے۔

مسلمانوں کی آزمائش:

جب مشرکین نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسلمانوں نے اپنے دفاع کے لیے خندق کھودنا شروع کر دی اور یہ تدبیر انتہائی کارگر ثابت ہوئی۔ لیکن اسی دوران بنو قریظہ نے غداری کر دی۔ اب مسلمانوں کے لیے یہ بہت بڑی آزمائش تھی، باہر سے مشرکین نے محاصرہ کر رکھا تھا، مدینہ کے اندرونی حالات انتہائی خستہ تھے، بھوک و افلاس کا دور دورہ تھا، پھر پشت سے یہود کے حملے کا خطرہ جس سے تحفظ کا مسلمانوں کے پاس انتظام بھی نہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس آزمائش کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

> إِذْ جَاؤُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتْ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَاOهُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالاً شَدِيْداً(الاحزاب:۱۱،۱۰)
>
> ''جب دشمن تمہارے پاس اوپر اور نیچے سے آگئے، اور جب نگاہیں کج ہو گئیں، دل حلق میں آگئے، اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس وقت مومنوں کی آزمائش کی گئی اور انھیں شدت سے جھنجھوڑ دیا گیا''۔

حق اور باطل کی ستیزہ کاری ایک واضح حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت ہی یہ ہے کہ وہ اس کے ذریعے مومنوں کی آزمائش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ (محمد:۴)
>
> ''اور اگر اللہ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس کا منشا یہ ہے کہ تم سے ایک کو دوسرے سے آزمائے''۔

اور اس آزمائش کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ واضح فرماتے ہیں:

وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِيْنَ(العنکبوت:۱۱)

"جو لوگ ایمان لائے اللہ انھیں بھی جان کر رہے گا اور منافقوں کو بھی جان کر رہے گا"۔

یعنی اسی آزمائش کے ذریعے اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور منافقین کو چھانٹ کر علیحدہ کرتے ہیں (حتی یمیز الخبیث من الطیب)۔ لہٰذا غزوۂ احزاب بھی مسلمانوں کے لیے عظیم آزمائش تھی اور اس کے ذریعے ایمان اور نفاق کو اللہ تعالیٰ نے واضح کر کے رکھ دیا۔ آج کی یہ صلیبی جنگ بھی اسی طرح آزمائش ہے تاکہ اہلِ ایمان اور منافقین کی صفیں یکسر علیحدہ ہو جائیں۔ حدیثِ مبارکہ میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری زمانے کے حوالے سے یہاں تک فرمایا:

حتیٰ یصیر الناس إلی فسطاطین فسطاط إیمان لا نفاق فیه وفسطاط نفاق لا إیمان فیه

"لوگ دو خیموں میں بٹ جائیں گے؛ ایک ایمان کا خیمہ جس میں نفاق کا شائبہ بھی نہ ہو گا اور دوسرا نفاق کا خیمہ جس میں ایمان کی رائی بھی نہ ہو گی"۔

آیئے اب غزوۂ احزاب کے دوران مومنین اور منافقین کے کردار کا موازنہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں بیان فرمایا ہے اور عصرِ حاضر کی جنگ میں اس کی جھلک دیکھتے ہیں۔

نفاق اور منافقین کا رویہ:

غزوۂ احزاب کے دوران جب مسلمانوں کو اس قدر شدید آزمائش کا سامنا تھا تو ایسے میں منافقین نے سر اٹھایا اور اپنے نفاق کے سبب مسلمانوں کے خلاف باتیں بنانے اور پروپیگنڈہ کرنے لگے۔ دراصل آزمائش میں صرف اور صرف اہلِ ایمان ہی ثابت قدم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام پروپیگنڈوں کو قرآن میں محفوظ فرمایا تاکہ آئندہ ہمیشہ کے لیے مومنین نفاق سے دور اور منافقین سے خبردار رہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُوراً (الاحزاب:۱۲)

"اور جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہہ رہے تھے کہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعدہ کیا ہے وہ فریب کے سوا کچھ نہیں"۔

یہ منافقین کی سب سے رذیل قسم تھی جنھیں اللہ کے راستے کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو انھوں نے صاف کہنا شروع کر دیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فتح کا وعدہ کیا تھا، اب وہ فتح کہاں ہے؟ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جھوٹا وعدہ کیا تھا اور یہ سب دھوکہ ہے۔

آج بھی بعض حضرات مسلمانوں کو اسلام کی حقانیت اور غلبۂ اسلام کے الٰہی وعدہ کے بالعکس نظامِ کفر کے غلبے کو تسلیم کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اور مسلمانوں کو باور کرا رہے ہیں کہ اب یہی نظام غالب رہے گا؛ یوں وہ زبانِ حال سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا انکار کر رہے ہیں۔ یہ خالص منافقانہ رویہ ہے اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا راستہ ہے۔ لہٰذا مومنین کو چاہیے کہ ایسے منافقین کا نفاق و گمراہی واضح کریں، اور اس سے خود کو اور دوسروں کو محفوظ رکھیں۔

منافقین کی دوسری قسم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا (الاحزاب:۱۳)

"ان ہی کی ایک جماعت نے ہانک لگائی کہ اے مدینہ والو! تمہارے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں، چلو لوٹ چلو"۔

آج بھی بہت سے نام نہاد دانش ور مسلمانوں کو صلیبیوں، صہیونیوں اور ان کے آلہ کاروں کے خلاف جنگ کرنے سے باز رکھنے میں مصروف ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کو ان کی قوت اور ان کی ٹیکنالوجی سے مرعوب کر کے انھیں مداہنت اور غلامی کا سبق دیتے ہیں۔ منافقین کا ایک گروہ جنگ سے بھاگنے کے لیے بہانے بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرنے لگا۔

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيْدُونَ إِلَّا فِرَاراً(الاحزاب:۱۳)

"اور ان کی ایک جماعت یہ کہہ کر نبیؐ سے اجازت مانگنے لگی کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، حالانکہ وہ کھلے ہوئے (اور غیر محفوظ) نہ تھے (لیکن) ان کا پختہ ارادہ بھاگ کھڑے ہونے کا تھا"۔

یہی حال آج بھی بہت سے مسلمانوں کا ہے، وہ ایسے ہی بے شمار بہانے بنا کر جہاد سے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک جانب اسلام اور کفر کی فیصلہ کن جنگ لڑی جا رہی ہے اور دوسری جانب یہ لوگ وہن کی بیماری میں مبتلا، اپنی دنیا کی خاطر اس میں کودنے سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں:

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذاً لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيْلاً(الاحزاب:۱۶)

"کہہ دیجئے کہ گو تم موت سے بھاگو یا خوفِ قتل سے بھاگو، تو یہ بھاگنا تمہارے کچھ کام نہ آئے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے"۔

حقیقت یہ ہے کہ جب اسلام اور کفر کی جنگ چھڑ چکی ہو تو اس سے فرار قابلِ قبول نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ منافقین کے متعلق فرماتے ہیں:

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِيْنَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيْلاًOأَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَاء الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ

"اللہ تعالیٰ تم میں سے انھیں بخوبی جانتا ہے کہ جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ، اور کبھی کبھی ہی لڑائی میں جاتے ہیں۔ تمہاری مدد کرنے میں (بہت) بخیل ہیں، پھر جب دہشت کا موقعہ آجائے تو آپ انھیں دیکھیں گے کہ آپ کی طرف نظریں جمادیتے ہیں اور ان کی آنکھیں ایسے گھومتی ہیں، جیسے اس شخص کی، جس پر موت کی غشی طاری ہو"۔

پس آج کی عالمی جنگ میں ... جس کا مرکز اب ہمارا علاقہ بن چکا ہے...جو شخص اسلام اور شریعت کے مقابل صف آرا "احزاب" کے خلاف قتال سے خود بھی رکتا ہے اور مومنین و مجاہدین کو بھی روکتا ہے، اور ان کی مدد کرنے میں بخل کرتا ہے تو وہ درج بالا آیت کی روشنی میں اپنا خیمہ پہچان لے!

اہلِ ایمان کا کردار:

دوسری طرف حال یہ تھا کہ اہلِ ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں اپنا تن من دھن وارتے چلے جارہے تھے، پیٹ پہ پتھر باندھ کر بھی خندق کھودنے کی مشقت جھیل رہے تھے۔ اس قدر شدید دل دہلا دینے والی آزمائش کہ کلیجے منہ کو آرہے تھے، نگاہیں پھٹی جارہی تھیں... مگر انھوں نے ایمان پر ثابت قدمی نہ چھوڑی اور احزاب کے مقابلے میں تنہاڈٹ گئے۔ ان کے اسی کردار کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيْمَاناً وَتَسْلِيْماً(الأحزاب: ۲۲)

"اور جب اہلِ ایمان نے ان احزاب کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا، اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ ہی فرمایا تھا۔ اور اس حالت نے ان کے ایمان اور جذبۂ اطاعت کو اور بڑھا دیا"۔

آج بھی جو اہلِ ایمان ہیں، ان کا یہی رویہ ہے۔ اسلام کے راستے میں کفر کے لشکروں سے ٹکر ہونا ازلی حقیقت ہے اور اس صورتحال میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق ثابت قدم رہنا اور کفار کے خلاف جہاد کرتے رہنا ہی ایمان کی علامت ہے۔ لہٰذا آج سچے اہلِ ایمان تو وہ ہیں جو امریکہ و نیٹو اور ان کی مددگار مرتد افواج کے لشکروں کو دیکھ کر پکار اٹھتے ہیں کہ هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ، ان احزاب کو دیکھ کر جن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ جہاد کی راہ میں ثابت قدم رہتے ہیں۔

غزوۂ احزاب کا نتیجہ:

جب اہلِ ایمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں اس کردار کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد بھیجی اور جنگ کا پانسہ یکسر پلٹا۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پہ شدید آندھی بھیج کر انھیں رسوا کردیا اور وہ بھاگ نکلے۔

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْراً وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيّاً عَزِيْزاً(الأحزاب:۲۵)

"اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو غصے میں بھرے ہی (نامراد) لوٹادیا، انھوں نے کوئی فائدہ نہیں پایا، اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہوگیا، اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور غالب ہے"۔

دوسری جانب یہود پر رعب ڈال دیا اور پھر مسلمانوں نے ان کے سات سو مردانِ جنگی کو قتل کر ڈالا۔ یوں پورا مدینہ کفار کے نجس وجود سے پاک ہوگیا اور مسلمانوں کے لیے آئندہ حالات انتہائی سازگار ہوگئے۔ اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

الآن نغزوهم ولا يغزونا، نحن نسير إليهم (صحیح البخاري)

"اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے، وہ ہم پر چڑھائی نہ کریں گے، اب ہمارا لشکر ان کی طرف جائے گا"۔

آج افغانستان اور قبائل پاکستان میں جو جنگ لڑی جارہی ہے، وہی عالمی صلیبی صہیونی جنگ کا مستقبل طے کرے گی۔ اگر اس میں ہم نے تمام "احزاب" کا اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مقابلہ کیا اور اپنے جان و مال سے راہِ جہاد میں ڈٹے رہے تو ان شاء اللہ یہی استقامت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزولِ نصرت کا باعث بنے گی اور آج کی طاغوتی قوتوں کی شکست و زوال کا آغاز اور خلافت علی منہاج النبوہ کی نوید ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی خاص توفیق و رحمت سے ہمیں نفاق سے محفوظ رکھیں، ایمان کی دولت سے نوازیں، ہمیں ایمان والوں کے ساتھ جوڑے رکھیں، اور ہمارے قدموں کو کفر کے لشکروں کے مقابلے میں صبر و ثبات عطا فرمائیں۔ آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين!

☆☆☆☆☆

عقیدۂ موالات ' اہلِ حق علما کی نظر میں

مولانا عمار خان ترنگزئی

'عقیدۂ موالات' جس کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے، شریعت اس پر سختی سے کاربند ہونے اور 'حب فی اللہ و بغض فی اللہ' کے رنگ میں رنگنے کا تقاضہ کرتی ہے۔ قرآن و حدیث نے اس مسئلے کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ایک مومن کے لیے جس طرح اللہ، اس کے رسول، دینِ اسلام پر ایمان لانا اور اس سے محبت کا اظہار ضروری ہے اسی طرح اللہ کے دشمنوں، ادیانِ باطلہ اور جملہ طواغیت سے انکار اور اس سے نفرت کا اظہار بھی جزوِ ایمان ہے۔ درج ذیل آیات اس مسئلے کی پوری طرح وضاحت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (المائدۃ:۵۱)

"اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو یارومددگار نہ بناؤ یہ خود ہی ایک دوسرے کے یارومددگار ہیں اور تم میں سے جو شخص ان کی دوستی کا دم بھرے گا تو پھر وہ انہی میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاۗءَ (المائدۃ:۵۷)

"اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھی ان کو اور کافروں کو جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ"۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَۨا الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ(النساء:۱۳۸تا۱۳۹)

"منافقوں کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے ایک دکھ دینے والا عذاب تیار ہے۔ وہ منافق جو مسلمانوں کے بجائے کافروں کو دوست بناتے ہیں"۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ(النساء:۶۰)

"(اے پیغمبر) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی یہ کرتے ہیں کہ وہ اس کلام پر بھی ایمان لے آئے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، (لیکن) ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنا مقصد فیصلے کے لیے طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ان کو حکم یہ گیا تھا کہ وہ اس کا کھل کر انکار کریں"۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً(آل عمران:۲۸)

"مومن لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا یارومددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں، الا یہ کہ تم ان (کے ظلم) سے بچنے کے لیے بچاؤ کا کوئی طریقہ اختیار کرو"۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَاۗءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاۗءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(التوبۃ:۲۳)

"اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ بھائی کفر کو ایمان کے مقابلے میں ترجیح دیں تو ان کو اپنا سرپرست نہ بناؤ۔ اور جو لوگ ان کو سرپرست بنائیں گے وہ ظالم ہوں گے"۔

آج چونکہ امتِ مسلمہ کو اپنی اجتماعی زندگی میں کفر کی ایسی قبیح شکل سے واسطہ ہے جو مختلف لبادے اوڑھے ہوئے ہے۔ امتِ مسلمہ کو نا صرف اس سے واسطہ ہی نہیں بلکہ اس نظام کے تحت رہنے پر مجبور و محکوم ہے۔ جس کا نتیجہ لازمی یہی نکلا کہ آج امت میں وہ تمام محکم اُمور مانند پڑ گئے جس کا تعلق اجتماعی زندگی سے ہے۔

انہی اُمور میں سے عقیدۂ موالات بھی ہے۔ چونکہ اس عقیدہ کا پہلا ضرب ہی کفر کے ہر قدیم و جدید شکل اور اسلام کے علاوہ تمام طرز ہائے زندگی سے انکار ہے۔ لہٰذا جدید جاہلی نظام اس عقیدہ کو فاسد کرنے کے لیے ہمیشہ سے حرکت میں رہا ہے اور مختلف مکر و فریب کے ذریعے اس پر جاہلیت کی گرد ڈالنے کی سعی کرتی آرہی ہے۔ کبھی امتِ مسلمہ میں 'تقاربِ ادیان' کے گُن گاتے پھرتے ہیں تو کبھی 'عدمِ تشد' کا نقارہ عجوزہ بجاتے ہیں۔ کبھی گلوبلائزیشن کے پرستادے نظر آتے ہیں تو کبھی قومیت کا غوغا پیٹتے ہیں۔ عوام تو درکنار دین دار طبقے کا بھی جم غفیر اس گرداب کے شکار ہیں۔ اور ان بدعی نعروں سے اس حد تک مانوس ہوئے کہ یہ مسلَّم عقیدہ ان سے اوجھل ہو گیا۔ اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اُن اہلِ حق علمائے کرام پر جنھوں نے اس پُر آشوب دور میں امتِ مسلمہ کی رہنمائی کا بیڑا اٹھایا۔ اور ان جدید فتنوں سے نبرد آزمائی سر لی۔ ان اہلِ حق میں سے حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ بھی ہیں جنھوں نے اس ظلمت کدوں میں ایمان کی شمع روشن فرمائی اور ان تمام فتنوں پر قلم کاری فرمائی جو امتِ مسلمہ کو مجموعی طور پر زوال کی طرف لے جارہے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں 'عقیدۂ موالات' سے متعلق مولانا حضرت ادریس کاندھلویؒ کا ایک سنہری اقتباس پیش کیا جارہا ہے۔ اور یہ کاوش ان حضرات کی خدمت میں ایک تذکیر ہے جو اس

مسئلے سے صرفِ نظر کر کے اس بابت تساہل برت رہے ہیں۔اس اقتباس میں درجِ ذیل تین بنیادی اُمور کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۱۔اللہ اور رسولؐ سے محبت اور طواغیت کی قدیم وجدید قسم سے نفرت وبیزاری کا اعلان۔

۲۔مسلمان ہونے کے لیے اسلام سے صرف قلبی یا لسانی نسبت کافی نہیں بلکہ اقتضائے ایمان کے مطابق عمل ضروری ہے۔

۳۔طاغوت کی بجائے کتاب اللہ کو حکم بنانا اور اسی کے مطابق فیصلے کرنا۔

چنانچہ حضرت کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علی الاعلان کفر وشرک کی ممانعت، بتوں اور بت پرستوں کی مذمت اور اعداء اللہ کی باوجود شدید عداوت و مخالفت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی استقامت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ ایمان اور اسلام کے لیے فقط تصدیقِ قلبی یا لسانی کافی نہیں بلکہ کفر اور کافری اور خصائصِ شرک اور لوازم سے تبری اور بیزاری بھی لازمی اور ضروری ہے۔'تولا بے تبرا نیست ممکن' اس جگہ صادق آتا ہے۔وقد قال تعالیٰ:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (الممتحنۃ:۴)

"تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ: ہمارا تم سے اور اللہ کے سوا تم جن جن کی عبادت کرتے ہو، ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں، اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض پیدا ہو گیا ہے جب تک تم صرف ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ"۔

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ (التوبۃ:۱۱۴)

"پھر جب ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے، تو وہ اس سے دستبردار ہو گئے"۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اہلِ ایمان کے لیے حق جلّ وعلیٰ اور اس کے رسولِ مصطفیٰ اور نبی مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کا اعلان ضروری ہے جیسا کہ آپ نے ۹ھ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خاص اس لیے روانہ فرمایا کہ موسمِ حج میں برأت کا اعلان فرمائیں جس کے لیے سورۃ برأت کی آیتیں نازل ہوئیں تھیں اور حدیث میں ہے:

من احبّ للہ وابغض للہ فقد استکمل الإیمان۔

"جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اس نے ایمان کو مکمل کر لیا"۔

اللہ کی محبت اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ کے دشمنوں سے بغض وعداوت کامل نہ ہو۔قلب میں جس قدر خدا کے دشمنوں کے لیے گنجائش ہے اسی قدر قلب اللہ کی محبت سے خالی ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ (الاحزاب:۴)

"اللہ نے کسی بھی شخص کے سینے میں دو دل پیدا نہیں کیے"۔

اللہ نے کسی کے دو دل نہیں بنائے لہٰذا ایک قلب میں دو متضاد چیزیں کیسے سما سکتی ہیں حالانکہ کامل مومن تو وہی ہے جو ایک اللہ کی رضا وخوشنودی کے مقابلے میں سارے عالم کی ناراضگی کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ رکھتا ہو۔

؎ اسخطتُ کل الناس فی ارضائه

حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت ہے کہ جس طرح وہ خداوندِ ذوالملک والملکوت کے ایمان وتصدیق کی دعوت دیتے ہیں اسی طرح کفر وشرک اور طاغوت کی تکذیب وانکار کا بھی حکم دیتے ہیں۔کما قال تعالیٰ:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ

"(لیکن) ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنا مقصد فیصلے کے لیے طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ان کو حکم یہ گیا تھا کہ وہ اس کا کھل کر انکار کریں"۔

تفصیل اگر درکار ہو تو امامِ ربانی شیخ مجدّد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات ص ۳۲۵ دفتر اول مکتوب ۲۶۶ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

حق جلّ شانہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کے قلب میں اپنے دشمنوں کا غیض وغضب ڈال دیتے ہیں۔ایمان کا میزان (ترازو) جب ہی سواء سواء (برابر) رہتا ہے کہ جب اس کا دایاں پلّہ 'حب فی اللہ' اور بایاں پلّہ 'بغض فی اللہ' سے بھرا رہے۔جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اس نے ایمان کو مکمل کر لیا۔اس ناچیز کے خیال میں 'حب فی اللہ' اور 'بغض فی اللہ' میں تلازم ہے ایک کا دوسرے سے انفکاک اور انفصال ناممکن اور محال معلوم ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ کبھی 'حب فی اللہ' کا ظہور پہلے ہوتا ہے اور کبھی 'بغض فی اللہ' کا نیز 'حب فی اللہ' مقصود بالذات ہے اور 'بغض فی اللہ' مقصود بالعرض ہے اس لیے 'حب فی اللہ' کا ترازوئے ایمان کے دائیں پلّہ میں اور 'بغض فی اللہ' کا بائیں پلّہ میں رکھا جانا معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم"۔

(سیرتِ مصطفیٰ ﷺ ج ا ص ۱۷۰)

☆☆☆☆☆

قاری ابو عمارہ

حضرت شیخؒ درستیٔ عقیدہ کے معیار کے ضمن میں بھی کام کر رہے ہیں:

"قرآن پاک اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح علمائے حق نے عقیدہ کو سمجھا ہے ہم پر اسی طرح عقائد کو سمجھنا اور درست کرنا لازم ہے ہماری اور آپ کی سمجھ درجہ اعتبار سے ساقط ہے اگر اسی طرح نہ سمجھے جیسا کہ اسلاف نے سمجھا ہے۔ ہر بدعتی اور گمراہ فرقہ اپنے اعمال کے لیے قرآن و سنت کی آڑ لیا کرتا ہے حالانکہ یہ اس کے لیے بے معنی اور بے سود ہے کیونکہ بنیادی بات عقائد کی ہے اور عقائد کا درست کرنا سب سے پہلے درجے پر ہے۔ نماز، روزہ، حج، حلال، حرام وغیرہ سب اس کے بعد آتے ہیں۔ اس کے بعد عمل کی باری ہے اور پھر تصفیہ و تزکیہ ہے۔ جب تک عقائد درست نہ ہوں احکامِ شرعیہ سے واقفیت فائدہ مند نہیں اور ان دونوں کے بغیر قلب کی صفائی ناممکن ہے۔ عقائد کی درستی، ان کے مطابق احکام شرعیہ کا علم، اس علم پر اخلاص کے ساتھ عمل، اور اس عمل کے ذریعے قلب کی صفائی۔ یہ چار رکن اور ان کے تتمے اور تکملے یعنی سنن و نوافل اصل اصول ہیں۔ ان کے علاوہ جو کچھ ہے وہ فضول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:" آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار باتوں کو چھوڑ دے"اس ارشاد پر عمل لازم ہے"۔

عقائد کی درستی کے بعد شریعت کی تعریف و توضیح کی ہے:

"شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم، اخلاص، عمل۔ جب تک یہ تین اشیانہ ہوں شریعت نہیں۔ جب شریعت حاصل ہو گئی تو رضائے مولیٰ حاصل ہو گئی جو دنیوی اور اخروی سعادت اور نجات ہے۔"ورضوان من اللہ اکبر"پس دنیوی اور اخروی سعادتوں کا حصول صرف شریعت کے ذریعے ممکن ہے کوئی مقصود نہیں جس کے لیے شریعت کے علاوہ کچھ اور کام آئے"۔

صوفیا کے نظریہ طریقت کی توضیح ملاحظہ ہو:

"طریقت اور حقیقت صوفیا کا طرۂ امتیاز ہے۔ مگر یہ دونوں چیزیں شریعت کے جزوِ سوم یعنی اخلاص کے ساتھ عمل کی خادم ہیں اور اس کے بغیر حاصل نہیں ہوتیں۔ لہٰذا طریقت اور حقیقت معلوم کرنے سے اصل مقصود شریعت کی تکمیل ہے۔ وہ احوال، وجد، علوم، معارف وغیرہ جو صوفیا کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں مقصود نہیں بلکہ اوہام ہیں جن سے راہِ طریقت کے نونہالوں کو بہلایا جاتا ہے (اور ان میں مزید حاصل کرنے کی لگن پیدا کی جاتی ہے) ان تمام اوہام و مقامات سے گزر کر مقامِ رضا میں پہنچنا چاہیے جو سلوک اور جذبہ کی انتہا ہے"۔

شیخ اس حقیقت کو بار بار واضح کرتے ہیں کہ طریقت بذاتِ خود کچھ نہیں ہے بلکہ یہ عین شریعت ہے۔

"کچھ صوفی ایسے کشف بیان کرتے ہیں جو بظاہر شریعت کے مخالف ہوا کرتے ہیں۔ ایسے کشف یا تو وسوسہ ہیں یا حالتِ سکر کا اثر ہوتے ہیں (وہ حالت جس میں انسان اپنے آپ میں نہیں رہتا اور جو کچھ دیکھتا ہے اس کے اظہار سے الفاظ عاجز ہوتے ہیں چنانچہ وہ جو ترجمانی کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ بعض اوقات مخالف شریعت ہو جاتی ہے) باطن ظاہر سے قطعی مخالف نہیں ہے بلکہ درمیان راہ میں کچھ مقامات پر یہ مخالفت معلوم ہوتی ہے۔ کامل صوفی ظاہر اور باطن کو ایک ہی پاتا ہے[1]۔ علمائے دین اور بزرگانِ طریقت میں صرف یہ فرق ہے کہ علما اسی بات کو استدلال اور نصوص سے معلوم کرتے ہیں جبکہ صوفیا ان باتوں کو کشف و ذوق سے حاصل کرتے ہیں۔ یہ مطابقت اور موافقت ہی بزرگانِ طریقت کے حالات کی درستی کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے۔ بزرگانِ طریقت عقائد میں انہی باتوں سے متفق ہیں جو کتابوں میں علمانے قرآن و سنت اور اجماع سے اخذ کر کے درج کی ہیں"۔[2]

حضرت شیخؒ کا تمام زور عقیدہ کی درستی پر صرف ہو رہا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عقیدہ کی درستی کے بغیر وجد و حال محض گمراہی ہے۔

"اتباعِ فرقہ ناجیہ کی دولت کسی بھی قیمت پر مل جائے تو احسان اور شکر کا باعث ہے۔ مجھے اگر یہی مل جائے اور وجد و حال کا کوئی حصہ نہ ملے تو میں اس پر راضی ہوں۔ بعض مشائخ سے ایسے مکاشفات معلوم ہوتے ہیں جو اہل حق کی صائب رائے کے مخالف ہوتے ہیں مگر ان کا منشا کشف ہوتا ہے لہٰذا وہ معذور ہیں اور امید ہے کہ ان سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ ایسے

---

[1] اللہ اکبر کبیرا کس آسانی سے طریقت کی اصلیت ظاہر کر کے اس کو شریعت کے ماتحت ثابت کر دیا ہے

[2] یہ ارشاد بہت زیادہ اہم ہے آج اسلام کی اصلی بنیادوں یعنی شریعت اور طریقت میں اس قدر دوری پیدا کر دی گئی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد بن گئے ہیں اور اس کو جدید صوفی ازم کے ذریعے پروجیکشن بھی دی جا رہی ہے۔

حضرات مجتہدین کی طرح ہوتے ہیں جن سے اجتہاد میں کوئی غلطی ہو جائے۔ اور مجتہد کی غلطی پر بھی اجر مل جاتا ہے۔ لیکن حق بات وہی ہے جو حضرات علمائے حق فرماتے ہیں کیونکہ ان کے علوم مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہیں جو وحی الٰہی کی وجہ سے دلیل قطعی ہے اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ صوفیا کا مدار ان کے کشف و الہام ہیں جس میں غلطی کی بہت گنجائش ہے"۔

"کشف و الہام کی صحت کا معیار علمائے اہلسنت کے علوم و تحقیقات ہیں۔ اگر کوئی کشف ان علوم سے بال برابر بھی مخالف ہے تو وہ دائرہ صواب سے خارج ہے یہی علمِ صحیح اور حقِ صریح ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے"۔

"الہام، دین کے پوشیدہ کمالات کا مظہر ہے وہ بذاتِ خود کوئی زائد کمال پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ اجتہاد کی طرح ہے فرق یہ ہے کہ مجتہدین دین کے ظاہر احکامات کو واضح کرتے ہیں جہاں تک عام نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں جبکہ الہام اسرار و مشکلات کو واضح کرتا ہے"۔

الہام و کشف میں جو الفاظ زبان سے نکلتے ہیں وہ عوام میں مقبول ہو جاتے ہیں اور ان کو حقیقت سمجھ لیا جاتا ہے شیخؒ نے اس طرز عمل کی پرزور تردید فرمائی ہے:

"کسی بزرگ نے حالت سکر میں کہہ دیا کہ "ولایت نبوت سے افضل ہے" اس کی کسی نے تشریح یہ کی کہ انبیاء علیہم السلام میں دو حیثیتیں ہوتی ہیں ایک نبوت اور دوسری ولایت اور انبیاء علیہم السلام کی ولایت ان کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ یہ تاویل اس لیے کی کہ نبی سے ولی کے افضل ہونے کا وہم نہ ہو۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے اور انبیاء کی نبوت ان کی ولایت سے افضل ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ولایت میں سینہ کی تنگی کے باعث مخلوق کی جانب توجہ ہونا مشکل ہے جبکہ نبوت میں انتہا درجہ کی وسعت اور انشراح حاصل ہوتا ہے اس لیے انبیاء علیہم السلام کی توجہ خالق اور مخلوق دونوں کی جانب ہوتی ہے ایک جانب کی توجہ دوسری جانب کوئی نقصان پیدا نہیں کرتی۔ نبوت میں صرف مخلوق کی جانب ہی توجہ نہیں رہتی کہ ولایت کو اس پر فضیلت دی جا سکے یہ تو عوام کالانعام کا درجہ ہے نبوت کی شان تو اس سے بہت بلند اور بالا ہے۔ ارباب سکر کے لیے اس نکتہ کو سمجھنا دشوار ہے یہ صرف کاملین ہی سمجھ سکتے ہیں"۔

شیخ فرید (نواب سید فرید) کو ایک خط میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ارشاد باری ہے: "جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔ یہاں اللہ نے رسول کی اطاعت کو بعنیہٖ اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو اطاعت اللہ کے نام پر ہو مگر رسول کی اطاعت سے الگ ہو وہ خدا کی اطاعت نہیں ہے۔ اسی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے قد کا لفظ استعمال کیا گیا تا کہ کوئی بوالہوس ان دو اطاعتوں میں تفریق نہ کر سکے۔ ایک اور جگہ پر اللہ نے اس جماعت کی مذمت کی ہے جو ان دونوں اطاعتوں میں فرق پیدا کرتے ہیں: "وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق پیدا کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس کے (اللہ اور رسول کی اطاعت کے) درمیان کوئی راستہ پیدا کر لیں یہی لوگ حقیقی کافر ہیں"۔ بعض صوفیا کے ارشادات اس طرح کے ہیں جن میں اطاعتِ خداوندی اور اطاعتِ رسول کو الگ الگ ظاہر کیا گیا ہے مگر کاملین ایسا نہیں کرتے۔ کاملین، شریعت، حقیقت، اور طریقت کے تمام مراتیب میں اطاعتِ رسول کو ہی اطاعتِ الٰہی قرار دیتے ہیں اور جو اطاعتِ الٰہی اطاعتِ رسول سے ہٹ کر ہو اس کو گمراہی قرار دیتے ہیں"۔

اسی طرح انا لحق وغیرہ کلمات کی بابت ارشاد ہے کہ

"درمیانی عوارض اور مجذوبیت کی وجہ سے یہ کلمات زبان سے نکل گئے ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص حضرت حق کے سامنے خود کو فنا کر چکا اور اپنی ہستی کو مٹا چکا ہو وہ اپنی جانب نسبت کر کے ایسے کلمات کہے"۔

ردِّ بدعات کے ضمن میں حضرت شیخؒ، علما کو متوجہ کرتے ہیں اور ان کی اصلاح کو بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔

"موجودہ زمانہ میں عوام اور خواص نوافل کی ادائیگی کا یہ اہتمام کرتے ہیں اور فرائض کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ نہ ہی فرائض کی ادائیگی میں سنن اور مستحبات کا لحاظ رکھتے ہیں۔ نہ فرائض کی ادائیگی کے مستحب اوقات کا لحاظ ہے، نہ تکبیر اولیٰ کی فضیلت کا بلکہ خود جماعت سے نماز کی پابندی بھی کم کم ہی نظر آتی ہے۔ فرض نماز جس طرح ادا ہو جائے اس کو ہی غنیمت سمجھتے ہیں۔ البتہ روز عاشور (۱۰ محرم) شب برات، ۲۷ رجب اور ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات کا پورا پورا اہتمام رکھتے ہیں "لیلۃ الرغائب" ان کا نام رکھا ہے اور بڑے اہتمام کے ساتھ ان راتوں میں بڑی بڑی جماعتوں کے ساتھ نوافل ادا کرتے ہیں اور ان کو باعث ثواب سمجھتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ یہ شیطان کا فریب ہے کہ وہ سیئات کو حسنات کی صورت میں پیش کر کے

گمراہ کرتا ہے۔ شیخ الاسلام عصام الدین ہروی شرح وقایہ میں فرماتے ہیں:

"فرائض میں سستی اور نوافل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا شیطان کا دامِ فریب ہے اس سے بچنا چاہیے"۔ جاننا چاہیے کہ تراویح اور صلوٰۃ الکسوف کے علاوہ نوافل کو مجمع (جماعت) کے ساتھ ادا کرنا مکروہ اور مذموم ہے اور انہی بدعتوں میں داخل ہے جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو دین میں نئی چیز ایجاد کرے گا وہ اسی کے اوپر رد کر دی جائے گی۔ جماعت کے ساتھ ادائے نوافل مطلق مکروہ ہے۔ کچھ روایتوں میں اس جماعت کے لیے لوگوں کو بلانا مکروہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق دو آدمی مسجد کے کنارے پر جماعت کے ساتھ نوافل ادا کریں تو یہ جائز ہے مگر تین آدمیوں کی جماعت اکثر کے نزدیک مکروہ ہے جبکہ چار آدمیوں کی جماعت برائے نوافل کے مکروہ ہونے پر اجماع ہے"۔

اس کے بعد مختلف فتاویٰ اور عباراتِ اکابر پیش کر کے اس مسئلے پر محققانہ بحث فرمائی ہے اور اس کو پوری شدت کے ساتھ مکروہ کہا ہے آخر میں فرماتے ہیں:

"مکروہ کو مستحسن جاننا بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ حرام کو مباح اور جائز ماننا کفر تک پہنچا دیتا ہے تو مکروہ کو مستحسن سمجھنے میں ایک درجہ اور بڑھا ہوا ہے کہ باعثِ گناہ کام کو باعث ثواب قرار دیا جا رہا ہے"۔

سلوک و طریقت کے وہ خانوادے جو ہندوستان میں تزکیہ و ارشاد کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے ان میں سے اکثر کا سلسلہ نسب و سلوک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اس لیے آپؓ سے ان کو خاص نسبت ہونا لازمی ہے۔ مگر اس کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر بھی فضیلت دی جائے۔ عام ذہن اس نکتے سے غافل تھے (آج بھی ہیں) اسی نسبت کی بنا پر یہ قرار دے لیا گیا کہ تمام صحابہؓ میں سیدنا علیؓ سب سے افضل ہیں۔ اس عقیدے کی اصلاح بھی شیخؒ نے رد بدعات کے ضمن میں کی ہے۔ نواب سید فرید کے نام خط میں ارشاد ہوتا ہے:

جو شخص حضرت امیر (مراد علیؓ ہیں) کو ابو بکرؓ سے افضل کہے وہ اہلسنت والجماعت میں داخل نہیں رہتا"۔

چند سطر بعد تحریر کرتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوق میں ابو بکرؓ افضل ہیں اس پر سلف کا اجماع ہو چکا۔ احمق ہے وہ جو اس اجماع کو توڑ دینے کا وہم کرے"۔

ردِّ بدعات کے حوالے سے بدعات کی تقسیم کا موضوع بھی بہت اہم ہے اور کچھ لوگوں نے بدعت کو دو حصوں بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ میں تقسیم کر کے بدعت حسنہ کو جائز قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس بدعت سے کوئی سنت چھوٹ جائے وہ بلا شبہ مردود ہے مگر جس بدعت کی وجہ سے سنت نہ چھوٹے اس کے کرنے کا جواز ہے۔ شیخؒ اس کی اصلاح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور سیئہ۔ مگر فقیر ان میں سے کسی میں بھی نور اور حُسن نہیں دیکھتا، صرف تاریکی اور کدورت ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے (معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی کشف اور مشاہدے کے ذریعے شیخؒ پر واضح ہوا ہے) اگر بالفرض کسی بدعتی کے عمل میں آج بینائی کے ضعف کی وجہ سے تروتازگی نظر آتی ہے تو کل جب نظریں تیز ہو جائیں گی تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ بدعت جس کو حسنہ سمجھا گیا سوائے خسارے اور ندامت کے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکی۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو ہمارے اس کام (اسلام) میں نئی چیز ایجاد کرے جس کا ثبوت ہم سے نہ ملے وہ مردود ہے"۔ پس جو شے مردود کر دی گئی اس میں حُسن کہاں سے ہو سکتا ہے؟ نیز ایک اور جگہ پر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:"میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی اور (خلیفہ کے لیے) سمع و اطاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ کوئی حبشی غلام ہی تمہارا امیر ہو جو شخص تم میں میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا سو تم پر لازم ہے کہ میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر چلو۔ اسی سے دلیل حاصل کرو اور اس کو دانتوں کی کچلیوں سے پکڑ لو کیونکہ (دین میں) ہر ایجاد کردہ چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور جہنم میں جانے والی ہے"۔ سو جب ہر نئی چیز بدعت ہو اور ہر بدعت گمراہی ہو تو ایسی گمراہی میں حُسن کیسے ہو سکتا ہے۔ نیز احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر بدعت ایک سنت کو اُٹھا دیتی ہے اس میں کسی بدعت کی تخصیص نہیں۔ لہٰذا ہر بدعت سیئہ ہی ہو گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جب کسی قوم میں کوئی بدعت پھیل جاتی ہے تو اسی کے مثل ایک سنت اس قوم میں سے اُٹھا لی جاتی ہے"۔ لہٰذا سنت کو اختیار کرنا اور اس سے دلیل پکڑنا بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔ حضرت حسانؓ سے روایت ہے کہ "جب کوئی قوم ایک بدعت ایجاد کر لیتی ہے تو اس سے اِسی جیسی ایک سنت چھین لی جاتی ہے اور قیامت تک وہ سنت اس قوم میں واپس نہیں ہوتی"۔

اسی مکتوب میں مثالیں دیکر یہ بات واضح کی گئی ہے ملاحظہ ہو

"کچھ علمانے عمامہ کو میت کے لیے بدعت حسنہ کہا ہے لیکن غور سے دیکھا جائے تو اس میں ترکِ سنت ہے کیونکہ تین کپڑوں کا کفن سنت ہے۔ عمامہ کی زیادتی سے تین کا عدد جاتا رہتا ہے اسی کا نام رفعِ سنت ہے۔ اسی طرح

کچھ حضرات کہتے ہیں کہ عمامے کا شملہ بائیں مونڈھے پر ڈالا جائے حالانکہ شملہ کمر پر دونوں کاندھوں کے درمیان میں رکھنا سنت ہے بائیں کاندھے پر شملہ ڈالنے سے سنت جاتی رہی۔ اسی طرح بعض حضرات کہتے ہیں کہ نیتِ فرض دل کے علاوہ زبان سے بھی کر لی جائے زبان سے نیت کی ادائیگی کو بدعت حسنہ کہہ کر جائز رکھتے ہیں۔ فقیر کے خیال میں اس سے ادائے سنت تو درکنار فرض بھی جاتا رہتا ہے کیونکہ بسا اوقات عوام الناس زبان سے تو نیت کر لیتے ہیں مگر دل متوجہ نہیں ہوتا حالانکہ دل سے ارادہ اور نیت کرنا فرض تھا۔ لامحالہ اس بدعت سے دل اور زبان کی مطابقت میں فرق آ گیا اور فرض ہی جاتا رہا جب نیت ہی نہ ہوئی تو نماز یا دیگر فرائض بھی ادا نہ ہوئے۔[3] یہی مثال تمام بدعتوں کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہ بدعتیں سنتوں پر زیادتیاں ہیں خواہ وہ کسی حیثیت سے ہوں اور زیادتی نسخ ہے لہٰذا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی متابعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی اقتدا پر انحصار کریں۔ کیونکہ یہ ستاروں کی مانند ہیں اور ان کے متعلق ارشاد ہے کہ جس کی بھی پیروی کرو گے کامیاب ہو جاؤ گے۔ باقی رہا اجتہاد و قیاس تو یہ بدعت نہیں کیونکہ یہ کسی زائد امر کو ثابت نہیں کرتے بلکہ آیات واحادیث کی مراد کو ظاہر کرتے ہیں"۔

ملا طاہر لاہوریؒ کے نام مکتوب میں ارشاد ہے:

"کتنی بڑی نعمت ہے کہ تمام مخلص اور محبانِ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احیاو ترویج کی طرف متوجہ ہوں اور تردید بدعت کی جدوجہد میں مشغول رہیں۔ سنت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ایک پر دوسرے کے وجود کی نفی لازمی ہے"۔

سماع و غنا ہمیشہ سے ہی ایک معرکۃ الآرا مسئلہ رہا ہے۔ شیخؒ نے اس سلسلے میں چند ضروری امور واضح فرمائے ہیں۔ مکتوب ۲۵۸ جو سماع کے متعلق سوال کا جواب ہے، پوری بحث کے بعد فرماتے ہیں:

"مختصر یہ کہ سماعِ متوسطین (جو تصوف کے ابتدائی درجوں سے آگے جا چکے ہوں) کے لیے نافع ہے اور منتہی (آخری درجات کے لوگ) میں بھی ایک خاص طبقے کے لیے"۔

ان طبقات کی تشریح و تفصیل[4] کے بعد فرماتے ہیں:

"جن لوگوں کے لیے سماع نافع ہے ان کے لیے بھی چند شرائط ہیں جیسے وہ اپنے متعلق کامل ہونے کا خیال نہ کرتے ہوں ورنہ ترقی نہیں کر سکتے اور اسی جگہ رُکے رہیں گے۔ اور اگر کوئی ترقی ہو گی تو وہ عارضی ہو گی۔ باقی سماع کی شرائط عوارف المعارف یا فوائد الفواد اور دیگر کتابوں میں موجود ہیں مگر ہمارے زمانے میں یہ شرائط قریب قریب مفقود ہیں بلکہ جو سماع اور رقص رائج ہے بلاشک وشبہ مضر اور عروج وترقی کے مخالف ہے"۔

مکتوب ۲۶۶ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہاں حضرت شیخؒ سختی سے اس کا رد فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں

"سماع و رقص در حقیقت لہوولعب میں داخل ہے۔ ممانعت سرود (موسیقی) کے لیے قران حکیم کا ارشاد ہے: "کچھ وہ لوگ ہیں جو لہو الحدیث خریدتے ہیں تاکہ (لوگوں کو) خدا کے راستے سے بھٹکا دیں بغیر سمجھے ان لوگوں کے لیے بڑا سخت عذاب ہے"۔ مجاہدؒ جو سیدنا ابن عباسؓ کے ممتاز شاگرد اور تفسیر کے امام ہیں، اس لہوالحدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد غنا (موسیقی) ہے۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ لہوالحدیث سے مراد غنا ہے۔ سیدنا ابن مسعودؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں "لہوالحدیث سے مراد غنا ہے"۔ مجاہدؒ لا یشھدون الزور کی تفسیر لیحضرون الغناء سے کرتے ہیں یعنی یہ لوگ موسیقی کی محفلوں میں حاضر نہیں ہوتے۔ امام الہدیٰ ابو منصور ماتریدیؒ سے منقول ہے کہ "ہمارے زمانے کے قاری جو گا کر قران پڑھتے ہیں جو شخص ان کو شاباش دے وہ کافر ہو گیا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی اس کی تمام نیکیاں خداوند عالم برباد کر دے گا"۔ ابو نصیر دلوسیؒ کے حوالے سے قاضی ظہیر الدین خوارزمی فرماتے ہیں: "جو شخص قوال یا کسی دوسرے شخص سے غنا سنے یا کسی حرام فعل کو دیکھ کر اس کو پسند کرے خواہ اس کا عقیدہ ہو یا بغیر عقیدے کے ایسا کرے وہ شخص اسی وقت مرتد ہو گیا کیونکہ اس نے حکمِ شریعت کو باطل سمجھا اور جو شخص کسی حکمِ شریعت کو باطل سمجھے وہ کسی بھی مجتہد کے نزدیک مومن نہیں ہے۔[5] اور خدا اس کی کوئی عبادت واطاعت

---

[3] اللہ اکبر کس قدر باریک بینی سے بدعات کا تجزیہ کر کے ان کا رد کیا جا رہا ہے

[4] تفصیل کے لیے مکتوبات میں اس مکتوب کی جانب مراجعت کی جائے۔

[5] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی احکامات کا انکار واضح طور پر کفر ہے اور کوئی بھی مسلمان اس طرز عمل کے بعد ایمان کا حامل نہیں رہ سکتا کجا یہ کہ اسلام کی اصل یعنی حکومت و سیاست کا انکار کر کے مسلمان رہے یہ موضوع چونکہ علماء سے متعلق ہے اس لیے اصل رائے کا اظہار تو انہی کی ذمہ داری ہے مگر حق یہی ہے کہ نظام امارت اور سیاست میں اسلام کو دیس نکالا دیکر ایمان پر قائم رہنا محال ہے۔

قبول نہیں کرے گا"۔ اس کے علاوہ وغنا کی حرمت پر احادیث، اقوال اور فتاویٰ جات اس قدر ہیں کہ ان کا نقل کرنا دشوار ہے۔ ان سب کے باوجود کوئی شخص کسی منسوخ حدیث یا شاذ روایت کی بنا پر غنا کے حلال ہونے کا استدلال کرے تو وہ قابلِ اعتبار نہیں ہو گا کیونکہ کسی زمانے میں بھی فقہاء نے غنا اور رقص و پاکوبی کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا"۔

اصلاح کو بڑی حکمت کے ساتھ اسلام کے ساتھ جوڑ رہے ہیں اور کسی بھی قسم کا کوئی موقع جانے نہیں دیتے کہ تلقین و ارشاد کے ذریعے عوام و خواص کی اصلاح ہو سکے۔ اس سلسلے میں مکتوب نمبر ۲۶۱ جلد اول کا خلاصہ پیش خدمت ہے ملاحظہ ہو:

"نماز 'اسلام کا حکمِ دوم اور جامع عبادات ہے۔ نماز نے اس جامعیت کے سبب ہی مجموعۂ عبادات کا درجہ حاصل کیا ہے اور یہ تمام نیک کاموں سے بلند و بالا ہے۔ دیدارِ خداوندی کی دولت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں حاصل ہوئی۔ اور اس کے بعد اس جہان کی مناسبت سے نماز میں حاصل ہوتی رہی۔ اسی لیے ارشاد ہوا "نماز مومن کی معراج ہے"۔ مزید ارشاد فرمایا: "مسلمان اپنے رب سے سب سے زیادہ نزدیک نماز کی حالت میں ہوتا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیدارِ خداوندی اس جہان میں کسی کو نصیب نہیں ہوتا کیونکہ یہ عالم اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ مگر اس نعمتِ عظمیٰ کا کچھ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو نماز میں حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر نماز کا حکم نہ ہوتا تو چہرہ مقصود سے نقاب نہ اٹھتا اور طالب وصل سے محروم ہی رہتا۔ پیر مرشد جو قائد و ہادی ہے وہ اس دولت کا اسی طرح محتاج ہے جس طرح ایک نوجوان۔ چنانچہ شریعت نے ہر ایک مسلمان کے لیے اس کو لازم کر دیا ہے تاکہ اس کے ذریعے مقصود کی آخری حد تک پہنچ سکے۔ وہ شیخ طریقت جو اس راستے سے مقصود تک پہنچتا ہے اس سے بسا اوقات کرامات کا صدور بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ بسا اوقات اس کو علم نہیں ہوتا مگر دوسرے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں"۔

چند سطور بعد فرماتے ہیں:

"تعجب ہے کہ مشائخ زمانہ ان تبدیلیوں اور بدعتوں کو اس سلسلہ کی تکمیل تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ قران حکیم صفائی سے اعلان کر رہا ہے کہ دین اسلام ان بدعتوں کی ایجاد سے بہت پہلے مکمل ہو چکا اور اس کے متبعین پر نعمت خداوندی کامل ہو چکی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "(اللہ کی جانب سے) آج کے دن تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا گیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی گئی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا گیا"۔ جو لوگ ان باتوں کو سلسلہ کی تکمیل کے لیے ضروری سمجھتے ہیں وہ اس آیت قرانی کا انکار کرتے ہیں"۔

الف ثانی کا نظریہ جو دینِ اکبری کے فتنے کی بنیاد تھا اس کی اصلاح فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں:

"اس امت کے پچھلے حصے کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک ہزار سال بعد ہو گا۔ وجہ یہ ہے کہ ایک ہزار سال کو تبدیلیوں اور تغیرات کے سلسلے میں بہت دخل ہے۔ اور چونکہ یہ امت نسخ و تبدیل سے محفوظ ہے اس لیے وہی نسبت وہی رونق جو ایک ہزار سال پہلے تھی دوبارہ جلوہ گر ہونے لگے گی۔ شریعت کی تائید اور ملت کی تجدید ہو گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی کی آمد اس کی دلیل ہے"۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخؒ کی رائے میں سلوک و طریقت کے سلسلوں کی اصلاح ضروری ہے کیونکہ وہ درمیانی صدیوں کے علما و فقہا کا یکساں طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کے اقوال کو سند کے طور پر پیش کرتے ہیں ان کی شکایت یہ ہے کہ جب طریقت عین شریعت ہے تو درمیانی صدیوں کے مشائخ و صوفیا نے پابندئ شریعت کو ثانوی درجہ کیوں دیا؟ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ شیخ طریقت و حقیقت میں اس قدر بلند درجہ رکھنے کے باوجود کٹر حنفی ہیں اور واضح طور پر اس کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ مکتوب ۳۱۲ جلد اول میں فرماتے ہیں:

" ہم مقلدوں کو یہ حق نہیں کہ ظاہر احادیث پر عمل کرتے ہوئے اشارہ کرنے کی جرأت کریں"۔

ناسخ منسوخ، اجتہادِ انبیاء علیہم السلام، اور اجتہاد ائمہ مجتہدین پر مفصل بحث کے بعد فرماتے ہیں:

"حضرت عیسیٰ علیہم السلام دوبارہ تشریف آوری کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کو منسوخ نہیں کریں گے۔ البتہ ان کا اجتہاد اتنا دقیق ہو گا کہ بہت سے علمائے ظاہر اس اجتہاد کو نہ سمجھیں گے۔ ان کی مثال امام اعظمؒ جیسی ہے۔ امام اعظمؒ کو تقویٰ، پرہیز گاری اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال درجہ پابندی کے سبب اجتہاد کا وہ بلند درجہ نصیب ہوا کہ دوسرے علما اس کی فہم سے عاجز تھے۔ امام اعظمؒ کا فکر عمیق قران و حدیث کا اصل منشاء معلوم کر کے اس کی تفسیر کرتا تھا۔ مگر دوسرے علما اس کو ذاتی رائے سمجھ کر امام صاحبؒ اور ان کے ساتھیوں کو اصحابِ رائے کہتے تھے۔

صرف اس لیے کہ ان کی فکر تک ان علما کی رسائی نہ ہو سکتی تھی۔ اس دقیق و عمیق علم اور اجتہاد کے کرشمے سے امام شافعیؒ واقف ہو گئے تھے۔ اسی لیے انہوں نے فرمایا: ''تمام فقہا ابو حنیفہؒ کے وظیفہ خوار ہیں''۔ افسوس کوتاہ بین اپنی کم فہمی کا الزام دوسروں پر لگاتے ہیں''۔[6] خواجہ محمد پارسا ''فصول ستہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہم السلام اپنے نزول کے بعد امام اعظم کی فقہ پر عمل کریں گے''۔ اس کا منشا بھی یہی ہے کہ انتہائی گہرائی میں جا کر غور و خوض کرنے کے باعث امام اعظمؒ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے اجتہاد میں مناسبت ہو جائے گی۔ ورنہ ایک نبی کے لیے امتی کے اجتہاد پر عمل کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ تکلف اور مبالغہ کی آمیزش سے بلند ہو کر عرض کرتا ہوں کہ نظر کشف میں مذہب حنفی کی حقیقت نورانیت کے ایک دریائے عظیم جیسی ہے اور دیگر ائمہ مجتہدین کے مذاہب حوضوں کی طرح ہیں۔ مشاہدہ میں بھی ایسا ہی ہے کہ اہلِ اسلام کا سوادِ اعظم امام ابو حنیفہؒ کا مقلد اور ان کی فقہ پر عمل کرتا ہے۔ ایک نہایت عجیب معاملہ یہ ہے کہ تقلید سنت اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی امام ابو حنیفہؒ کا قدم سب سے آگے ہے۔ حتیٰ کہ مرسل احادیث کو بھی مسند کی طرح قابل استدلال سمجھ کر اس کو اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ قربت وصحبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے لحاظ سے ان کی رائے کو بھی اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود مخالفین ان کو اصحاب الرائے کہتے ہیں اور دیگر مجتہدین جو احادیث مرسلہ کو قابل استدلال ہی نہیں سمجھتے مگر انکو اہل حدیث یا محدثین کہتے ہیں۔ ایک طرف امام اعظمؒ کے تقویٰ اور کمال کے معترف ہیں دوسری جانب ان کے خلاف گستاخانہ کلمات استعمال کر کے سواد اعظم کا دل دُکھاتے ہیں۔ جو لوگ اکابرِ دین کو ''اصحاب رائے'' کہتے ہیں اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی رائے کو نصوصِ شرع پر مقدم رکھتے تھے تو یہ لازم آتا ہے کہ اہل اسلام کا سواد اعظم اسلام سے خارج اور گمراہ اور بدعت میں مبتلا ہے (آج یہ رائے بھی عام ہو چکی ہے) کوئی جاہل یا زندیق ہی اس قسم کا عقیدہ رکھ سکتا ہے جو اسلام کے ایک بڑے حصے کو برباد کرنا چاہے۔ یہ لوگ چند احادیث یاد کر کے سمجھتے ہیں کہ دین انہی میں منحصر ہے اور جو ان کو معلوم نہیں وہ گویا موجود ہی نہیں۔ ان تعصب پرستوں کے تعصب اور نظر کی کوتاہی پر افسوس صد افسوس۔ بانئ فقہ ابو حنیفہ ہیں (یہاں تدوین کی بات ہو رہی ہے) اور اس کے تین چوتھائی انہی کے لیے مخصوص ہیں باقی ایک چوتھائی میں مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رحمھم اللہ شریک ہیں۔ سلسلہ فقہ میں امام اعظمؒ گویا صاحبِ خانہ ہیں اور باقی لوگ اہل و عیال ہیں۔ خود میں بھی اسی کا پابند ہوں مگر امام شافعیؒ سے مجھے ذاتی محبت ہے اور بعض نفلی عبادات میں میں ان کی تقلید کرتا ہوں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ کثرت علم و کمال کے باوجود وہ امام اعظمؒ کے مقابلے میں طفلِ مکتب معلوم ہوتے ہیں وللہ الامر''۔

مولود خوانی کے ضمن میں خواجہ حسام الدینؒ کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مخدوما! فقیر کا دل تو یہی کہتا ہے کہ یہ سلسلہ ہرگز قائم نہ کریں۔ بوالہوس جائز کو بھی ناجائز کر دیتے ہیں اگر اجازت کچھ بھی مل جائے تو نتیجہ میں بہت کچھ ہو جائے گا''۔

یعنی شیخؒ گربہ کشتن روز اول کے قائل ہیں اور ان کی فکرِ عمیق اس سارے سلسلہ بدعت کی جڑ تک جا پہنچی ہے جس سے خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

شیعت کے کفر کو بہت وضاحت اور بلند آہنگی سے بیان کرتے ہیں:

''کافر کی صحبت سے بدعتی کی صحبت کا فساد بہت بڑھا ہوا ہے اور تمام بدعتیوں میں سب سے بدتر بدعتی وہ جماعت ہے جو اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھے۔ خداوند عالم قران پاک میں خود ان کو کافر فرماتے ہیں۔ ''لیغیظ بھم الکفار''

مدح صحابہؓ کو شیخؒ اسی بلند آہنگی کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس طرح ردِّ رافضیت کو بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب بدعتیں پھیل جائیں اور فتنے ظاہر ہونے لگیں اور میرے اصحاب کو برا بھلا کہا جانے لگے تو عالم پر لازم ہے کہ اپنے علم پر غور کرے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ جو ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت، نہ اس کے فرائض قبول ہوں گے نہ نوافل''۔

شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفائے راشدین اور صحابہ رضی اللہ اجمعین کا ذکر ترک کر دیا تھا۔ اس پر اس شہر کے قاضی اور شیوخ و علما کو تحریر فرماتے ہیں:

''معلوم ہوا ہے کہ آپ کے یہاں عید قرباں کے موقع پر خطیب نے خلفائے راشدین اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر چھوڑ دیا تھا اور جب اس کی توجہ اس جانب دلائی گئی تو اس نے بجائے معذرت کے نہایت

[6] معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت میں بھی ایسا طبقہ موجود تھا جو فقہ کے مخالف تھا اور ظاہر احادیث پر عمل کنے کو ہی شریعت سمجھتا تھا واللہ اعلم۔

سرکشی اور تکبر کے ساتھ جواب دیا کہ "اگر ان کے نام نہیں لیے تو کیا ہوا؟" نیز معلوم ہوا ہے کہ وہاں کے حضرات نے بھی اس شخص سے چشم پوشی سے کام لیا اور باز پرس نہیں کی۔ خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر اگرچہ شرائط خطبہ میں داخل نہیں مگر اہلسنت والجماعت کا شعار ہے شکر اللہ تعالیٰ سعیھم۔ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیھم اجمعین کا ذکرِ مبارک قصداً وہی شخص چھوڑ سکتا ہے جس کا دل مریض ہو اور باطن خبیث ہو۔ مان لو کہ اس خطیب نے اس ذکر کو تعصب اور عناد کی وجہ سے نہیں چھوڑا مگر چھوڑنے والوں کے ساتھ مشابہت تو ہوئی۔" من تشبه بقوم فهو منهم "کا کیا جواب ہو گا؟ نیز ارشاد ہے کہ "تہمت کے مواقع سے بچو" تو اس صورت میں تہمت سے یہ خطیب کیسے نجات پا سکتا ہے؟ اگر اس خطیب کو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیھم اجمعین کی افضلیت میں شک ہے تو یہ شخص اہلسنت والجماعت سے خارج ہے۔ اور اگر حضرات شیخین رضی اللہ عنھما کی محبت میں تردد ہے تو بھی یہ شخص اہلِ حق سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ چونکہ بے حقیقت خطیب کشمیری ہے تو کچھ بعید نہیں کہ یہ طریقہ اس نے کشمیر کے بدعتیوں سے اخذ کیا ہو۔ اس کو معقول کرنا چاہیے جیسا کہ اکابرین کا ارشاد ہے کہ حضرات شیخین کی فضیلت اجماع امت سے ثابت ہے"۔

اس کے بعد سلف کے متعدد اقوال پیش فرما کر لکھتے ہیں۔

"اس بے انصاف خطیب سے کہنا چاہیے کہ ہم کو تمام صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کی محبت کا حکم دیا گیا ہے اور ان کے بغض و ایذا کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنھما تو اکابر صحابہ میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے محبت اور مودت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ حضرت حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا: "آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اپنی اس محنت تبلیغ کا کوئی اجر نہیں مانگتا البتہ اپنے رشتہ داروں اور عزیز و اقارب سے محبت رکھنے کا مطالبہ تم سے ضرور کرتا ہوں"۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنا لینا۔ جو ان سے محبت کرتا ہے وہ در حقیقت مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ در حقیقت مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ جو ان کو تکلیف دیتا ہے وہ مجھے تکلیف دیتا ہے اور جو مجھے تکلیف دیتا ہے وہ در حقیقت اللہ کو تکلیف دیتا ہے اور جس نے اللہ کو تکلیف دی قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لے"۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ہندوستان میں ابتدائے اسلام سے اب تک اس قسم کا کوئی گُل کِھلا ہو۔ بہت ممکن ہے کہ اس معاملے سے پورا شہر متہم کیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ پورے ہندوستان سے اعتماد اُٹھ جائے۔ سلطانِ وقت سنی اور حنفی المذہب ہے، اس کے زمانہ میں اس قسم کی بدعت در حقیقت بہت بڑی جرأت اور سلطانِ وقت کے ساتھ جھگڑا کرنا ہے اور اولی الامر کی اطاعت سے بغاوت ہے"۔

چند سطر بعد تحریر فرماتے ہیں:

"اس خبر وحشت انگیز نے میرے اندر جوش پیدا کر دیا اور میری رگِ فاروقی پھڑکنے لگی چنانچہ یہ چند جملے لکھ دیے ہیں"۔

اس زمانے میں شیعہ اقتدار دربار پر پوری طرح حاوی ہو چکا تھا۔ اکبر کی شیعہ نوازی اور اس سے متاثر ہونے کا حال ہم کچھ اوپر ملا عبد القادر بدایونیؒ کی زبانی بیان کر آئے ہیں۔ جہانگیر کی محبوب ملکہ جس کو اس نے ایک سیر گوشت اور ایک پیالہ شراب کے عوض پوری سلطنت بخش دینے کا اعلان اپنی تزک میں کیا ہے، یہ خاتون شیعہ تھی اور اس کی کوششوں سے نور اللہ شوستری کو ہندوستان کا قاضی القضاۃ بنا دیا گیا تھا۔ اس ماحول کا فطری تقاضا تھا کہ اس بد اندیش جماعت کے خلاف کام کیا جائے جو دامان صحابہؓ پر دست درازی کی مرتکب تھی اور اس کا حلقۂ اثر دربار میں بہت زیادہ تھا۔ مکتوبات کا ایک بڑا حصہ فضائل صحابہؓ، ردِّ رافضیت اور مشاجرات صحابہؓ پر مشتمل ہے اور روافض کے اعتراضات کی محققانہ ردّ و قدح بار بار مکتوبات میں بیان ہوئی ہے۔[7]

ذبیحہ گاؤ کے ضمن میں لالہ بیگ کو تحریر فرماتے ہیں۔

"ہندوستان میں ذبیحہ گاؤ مسلمانوں کا بہت بڑا شعار ہے اور ہندو جزیہ دینے پر تو آمادہ ہو سکتے ہیں مگر اس پر آمادہ نہیں ہو سکتے"۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

---

[7] بلاشبہ رد رافضیت اور مدح صحابہ رض کے موضوع پر حضرت کا ہر مکتوب درج کیے جانے کے قابل اور محققانہ رد رافضیت کا شاہکار ہے مگر یہ مضمون اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ مندرجہ بالا مکتوب کئی وجوہات سے اہمیت کا حامل ہے اور ان تمام باریکیوں کا احاطہ کرتا ہے جہاں تک حضرت نور اللہ مرقدہ کی نظر دیکھ رہی تھی۔

دجال کعبہ کا طواف کرتے ہوئے!

عربی سے اردو ترجمہ: اُبو یمان زین العابدین

عبد القادر امام بنتا ہے:

گفتگو کے دوران عبد القادر کا کہنا تھا کہ اسے حرم مکی کے امام شیخ سعود الشریم کی قرأت بہت پسند ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ شیخ کی قرأت کی بہت اچھی طرح نقل اتار سکتا ہے۔ لیکن جب عبد القادر نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی تو اپنی آواز میں پڑھائی جس میں شیخ کی آواز کا کوئی شائبہ نہیں تھا، البتہ ابو عبد اللہ نے یہ بات ظاہر نہیں کی۔

طواف کرتے ہوئے:

پھر یہ تینوں عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ چلے گئے[8]۔ طواف کے وقت صورت یہ تھی کہ ابو عبد اللہ اپنی بہن اور عبد القادر کے ساتھ طواف کر رہا تھا، اس کی بہن دائیں طرف اور عبد القادر بائیں طرف۔ حجر اسود کے سامنے گزرتے ہوئے بہت رش تھا تو ابو عبد اللہ نے اپنی بہن کو اپنے سامنے رکھا، وہ اپنے دونوں بازؤں کے ذریعے اسے طواف کرنے والوں سے بچا رہا تھا۔ جبکہ عبد القادر اس کے پیچھے اپنے دونوں ہاتھ ابو عبد اللہ کے کندھوں پر رکھے ہوئے جا رہا تھا۔[9] جب یہ لوگ حجر اسود سے آگے بڑھ گئے تو پہلی ترتیب کی طرف لوٹ آئے۔ ابو عبد اللہ کی بہن اس کے دائیں طرف اور عبد القادر بائیں طرف۔ رش کے وقت حجاج اور عمرہ کرنے والوں کے درمیان اس نوع کی ترتیب ایک معمول کا عمل سمجھا جاتا ہے۔ طواف ختم ہونے تک یہی ترتیب رہی۔

عبد القادر ایک کانے امام مسجد کو ڈھونڈتے ہوئے:

عمرہ کی ادائیگی کے بعد انہوں نے رات ابو عبد اللہ کے بھائی صلاح کے گھر میں گزاری۔ اگلے دن کا افطار ابو عبد اللہ کے خاندان کے ایک بڑے "علی مہدی" کے ہاں تھا۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ رمضان کا مہینہ تھا۔

شام کو کھانا کھانے کے بعد عبد القادر نے کہا کہ میرا ایک رشتہ دار ہے میری پھوپھی (یا خالہ) کا شوہر ہے، اور وہ کانا ہے۔ اس نے پچاس سال پہلے اریٹیریا چھوڑا ہے اور یہاں مکہ میں "عتیبیہ" میں ایک مسجد میں امام ہیں۔ ابو عبد اللہ نے تراویح کی نماز مؤخر کر دی کہ میں اسے تہجد کے وقت پڑھ لوں گا۔ چنانچہ یہ لوگ اسے ڈھونڈنے نکل کھڑے ہوئے، لیکن اس دوران اتنی تاخیر ہوئی کہ ان سے تہجد کی نماز بھی فوت ہو گئی۔ فضیلت کی اس رات میں عبد القادر نماز فوت ہو جانے کا ذریعہ بنا۔ عتیبیہ میں جس سے بھی ملے اس سے مذکورہ شخص کے بارے میں پوچھا گیا، یہاں تک کہ ایک شخص ملا جس کی عمر ۷۰ سے متجاوز تھی، اس کا نام سالم باوزیر تھا، وہ حضرمی قبیلے سے تھا۔ اس کی بجلی کے آلات واوزار بیچنے کی ایک دکان تھی۔ اس نے کہا کہ میں عتیبیہ میں بچپن سے رہ رہا ہوں، یہاں کا ایک ایک گھر جانتا ہوں، لیکن ان صفات کا حامل کسی امام کو میں نہیں جانتا۔[10] عبد القادر اس شخص کے ساتھ

---

[8] (یہاں بہ ظاہر تعارض محسوس ہو سکتا ہے کہ اگر عبد القادر ہی دجال ہے تو وہ مکہ مکرمہ میں کیسے داخل ہوا۔ خاص طور پر جبکہ احادیث میں اس کی صراحت بھی ہے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مکہ و مدینہ کے سوا دجال ہر شہر کو روندے گا۔ ان دونوں شہروں کے ہر راستے پر فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے، اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ پھر مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے ہر کافر اور منافق کو نکال باہر کرے گا۔ لیکن اس کی وضاحت اس سے ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا، ایک آدمی سرخ رنگ کا بھاری بھر کم گھنگریالے بالوں والا، جس کی دائیں آنکھ کانی ہے، گویا اس کی آنکھ انگور کا نکلا ہوا دانہ ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ دجال ہے۔ (بخاری و مسلم) علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دجال خروج کے بعد مکہ اور مدینہ داخل نہیں ہو سکے گا، لیکن خروج سے پہلے داخل ہو سکتا ہے۔ فتح الباری ۶/۴۸۹) دوسری جگہ بھی یہی فرمایا کہ دجال کے لیے رکاوٹ خروج کے وقت ہو گی، (فتح الباری ۱۳/۹۹)

[9] (اور شاید یہی وہ واقعہ تھا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب سچا ثابت ہوا، صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ کانا نہیں ہے، اور مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے، گویا اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہے، اور میں نے کل رات اپنے کو کعبہ کے پاس دیکھا۔ ایک آدمی گندم گوں رنگت والا، گندمی رنگ کے لوگوں میں سب سے حسین، اس کے بال دونوں کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے، اس کے بال قدرے گھنگریالے تھے، اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اپنے دونوں ہاتھ دو شخصوں کے کندھے پر رکھے ہوئے کعبے کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے (بہ ظاہر فرشتوں نے) کہا یہ مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں۔ پھر میں نے ایک دوسرا شخص ان کے پیچھے دیکھا جس کے بال سخت گھنگریالے، دائیں آنکھ کانی، میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں وہ ابن قَطن کا ہم شکل تھا، اپنے دونوں ہاتھ ایک شخص کے کندھے پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔ (الفاظ بخاری کے ہیں، البتہ نُعیم بن حماد نے ان الفاظ کا بھی اضافہ کیا ہے کہ "مجھے خواب میں کعبہ کے پاس مقامِ ابراہیم کے متصل جگہ دکھائی گئی" الفتن)

[10] (ممکن ہے عبد القادر مکہ میں جگہ حاصل کرنے کے لیے اپنے کسی ہم شکل و ہم مثل کو ڈھونڈ رہا تھا۔ سوچیں! امام، کانا، اریٹرین۔ کیا اس کا جادو کے ساتھ کچھ تعلق تھا؟ جیسے کہ بہت سارے جادوگروں کی عادت ہے کہ وہ اپنے کسی ہم مثل کے ساتھ رابطہ رکھتے ہیں) یا اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ ابو عبد اللہ کو قیام اللیل سے محروم کر دے۔ اور اس بہانے سے اسے مسیح دجال کے موضوع کی طرف لے جائے)

قریب ایک گھنٹے کے مشکوک لیکن عجیب انداز میں گفتگو کرتا رہا۔ اس کے بعد یہ لوگ چلے گئے۔

مکہ کی ایک بازار میں جو مرد وخواتین سے بھرا ہوا تھا ابوعبد اللہ اور عبد القادر دونوں کو پولیس والوں نے پکڑ لیا اور ان سے سعودیہ میں داخلے کے دستاویزات کا مطالبہ کیا، لیکن اس وقت ابوعبد اللہ کے پاس کوئی دستاویزات نہیں تھے، اس لیے اسے گرفتار کر دیا گیا، اور توہین آمیز انداز میں اسے گاڑی تک لے جایا گیا۔ عبد القادر نے اپنی شناخت کے کاغذات نکالے اور یوں اسے خلاصی مل گئی۔ عبد القادر "صلاح" کے گھر گیا اور ابوعبد اللہ کے کاغذات لے کر آیا، لیکن جب کاغذات دکھانے وہ تھانے گیا تو اسے کہا گیا کہ آج جمعرات ہے اور چھٹی کا دن ہے۔ افسرِ اعلیٰ کو اختیار ہے ہم آپ کے ساتھی کو رہا نہیں کر سکتے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ پولیس تھانے میں سکیورٹی والوں کے ساتھ بات چیت کے دوران وہی مطلوبہ افسر آ گیا۔ پاسپورٹ اس کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ ہمارا ارادہ صرف عمرہ کی ادائیگی ہے، افسر نے جواب دیا کہ میں سرکاری چھٹی پر تھا مگر تمہاری قسمت اچھی تھی کہ میں کاغذات دراز میں بھول گیا تھا جن کو لینے میں یہاں واپس آ گیا تھا۔ حسبِ عادت عبد القادر نے اپنے مسحور کن انداز میں آفیسر پر قابو پا کر اسے اپنا تابع بنا لیا تھا۔ بہر حال ابوعبد اللہ کو رہا کر دیا گیا۔

تھانے سے باہر آ کر ابوعبد اللہ نے عبد القادر سے کہا کہ مجھے دو باتوں پر بہت حیرت ہے، ایک تو یہ کہ آج پہلا دن ہے آپ کا، آپ نے ہمارا گھر کیسے ڈھونڈ لیا حالانکہ گھر یہاں سے بہت دور ہے، اور وہاں تک پہنچنا آسان نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ پہلی ملاقات میں اپنی طویل لیکن مسحور کن گفتگو سے لوگوں کا دل کیسے جیت لیتے ہیں؟ عبد القادر نے جواب میں کہا آپ ان چیزوں کے بارے میں زیادہ مت سوچیں، یہ میری طبیعت ہے اور میرا حافظہ بہت قوی ہے، آپ بہت ساری ایسی چیزیں دیکھ لیں گے جو آپ کا ہوش اڑا دیں گی۔ اس شخص کی فطرت وطبیعت کے بارے میں ابوعبد اللہ کے دل میں بہت سارے سوالات پیدا ہو گئے، اگرچہ اس کی تراویح وتہجد رہ گئی لیکن سلامتی کے ساتھ واپسی پر سب خوش تھے۔ سب لوگ "صلاح" کے گھر آ گئے اور سو گئے۔

ابوعبد اللہ کی یمن واپسی:

عبد القادر کے پاس سونے کا ایک کنگن تھا، اس کی خواہش تھی کہ اسے بیچ کر مدینہ منورہ چلا جائے۔ مدینہ جانے کا اسے بہت شوق تھا، لیکن اس دوران ابوعبد اللہ کو بھی یمن واپس جانے کا دل میں داعیہ اٹھا، خصوصاً رات والے اہانت آمیز واقعے کا اس پر بہت اثر تھا۔ عبد القادر سمیت اس کے بھائیوں نے اسے اس پر راضی کرنے کی کوشش کی کہ وہ یمن واپس جانے کا فیصلہ واپس لے لے، لیکن اس نے انکار کیا۔ ابوعبد اللہ نے اپنے بھائی "صلاح" کو عبد القادر کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کی اور یمن چلا گیا۔ اس کے اس طرح واپس جانے نے یمن میں اس کے خاندان میں حیرانگی پیدا کی، اس لیے کہ اس کے آنے جانے میں صرف تین دن لگے تھے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ عبد القادر بقول خود اس کے بعد مدینہ نہیں گیا۔

عبد القادر یمن میں:

محرم میں یمنی ایئر لائن نے اعلان کیا کہ جو مسافر عمرہ کی ادائیگی کے لیے جہاز پر گئے لیکن واپسی میں زمینی راستے سے یمن آ گئے ایسے تمام مسافر واپسی ٹکٹ کی قیمت وصول کر سکتے ہیں۔ ایک ٹکٹ کی قیمت تقریباً ۵۴ ہزار ریال تھی۔ ابوعبد اللہ کے پاس اس وقت اس کا اور بہن کے دو ٹکٹ تھے، جو مکہ میں رہ گئی تھی اور اس کے ساتھ واپس یمن نہیں آئی تھی۔ ابوعبد اللہ ایئر لائن کے دفتر گیا تاکہ اپنی قیمت وصول کر سکے لیکن وہاں عبد القادر کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ دفتر کے باہر حبشی شکل وصورت کے ایک شخص کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھا۔ (ابوعبد اللہ کو اس پر شرمندگی تھی کہ اسے مکہ میں رمضان کے مہینے میں چھوڑ دیا) چنانچہ جا کر اسے سلام کیا اور اس بات پر معذرت کی، عبد القادر نے تسلی دی اور کہا کہ یہ معمولی بات ہے کوئی خاص مسئلہ نہیں ہے۔ عبد القادر نے اس سے دفتر آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ مجھے ٹکٹ کی قیمت واپس لینے میں دلچسپی ہے۔ البتہ عبد القادر نے بتایا کہ وہ اپنے پاسپورٹ کی تصویر واپس لینے کے لیے آیا ہے، کیونکہ محکمہ اپنے آفس کے آرکائیو میں اسے محفوظ رکھتا ہے۔ اسے یہ بات کسی طرح پسند نہیں تھی کہ جس جگہ وہ رہا ہو وہاں اس کی کوئی علامت یا نشانی باقی رہے۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ ہر جگہ اس کی عادت ہے۔

ابوعبد اللہ کے ذہن میں یہی خیال آیا کہ شاید یہ صومالی مجاہدین کی جماعت کا ایک رکن ہے، اور اس حرکت کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اس کے ذریعے وہ اپنی سلامتی کو محفوظ بنانا چاہتا ہے تاکہ کسی کو اس تک رسائی نہ ملے۔ عبد القادر نے ابوعبد اللہ سے مدد چاہی اسے بھی کوئی تردد نہیں تھا، چنانچہ دونوں آفس کے اندر چلے گئے۔ اس نے اپنی تصویر مانگی اور کہا کہ میں اپنا پاسپورٹ ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں پر موجود شخص نے پاسپورٹ کی تصویر بہت ڈھونڈی لیکن اسے نہیں ملی، آخر اس نے ان دونوں سے کہا کہ آرکائیو میں ڈھونڈنے میں میری مدد کریں۔ جب عبد القادر کو تصویر مل گئی تو اچانک بجلی چلی گئی، اس شخص نے تصویر باہر لے جانے کی اجازت دی، چونکہ عبد القادر کو تصویر مل گئی تھی اس لیے وہ باہر لے گیا اور واپس نہیں کی۔

عبد القادر کا گھر:

ابوعبد اللہ کو عبد القادر کی رہائش کا علم ہو گیا تھا، جو "حدیدہ" شہر کے ایک محلے "بیضاء" میں واقع تھا۔ اسی کے بعد دونوں میں رابطے اور ملاقاتیں ہونے لگیں، بلکہ دیر تک نشستیں

ہوتی تھیں۔ جو صبح سے شروع ہوتیں اور رات دیر تک جاری رہتیں۔ اس میں کوئی تعجب کی بات بھی نہیں تھی کیونکہ اس کا انداز بہت دل کش اور مسحور کن تھا۔

ابوعبداللہ جب بھی عبدالقادر سے ملنے اس کے گھر جاتا تو ایک خوفناک خاموشی اور مشکوک قسم کا سکون محسوس کرتا۔ عبدالقادر کے ساتھ گھر میں اس کی ماں کے علاوہ کوئی نہیں رہتا تھا[11]۔ کبھی اسے اس کے سائے کا عکس نظر آجاتا تھا۔ عبدالقادر کے گھر میں بار بار آنے کی وجہ سے اسے اس کی ماں کی صورت وشباہت ذہن میں آگئی کہ وہ ٹھگنے قد کی ہے، جس کی چھاتیاں موٹی ہیں۔[12]

عبدالقادر کیا چھپا رہا تھا:

عبدالقادر نے بتایا کہ وہ جب تک مکہ میں تھا تو وہ شیخ محمد بن صالح العثیمین کے درس میں شرکت کرتا تھا۔ شیخ درس کے دوران بہت غور اور باریک بینی کے ساتھ اسے دیکھتے، اس کا کہنا تھا کہ شیخ قریب تھا کہ مجھے رسوا کر دیتے۔ اس کے بعد عبدالقادر پس پردہ ہو کر حلقے سے چلا گیا۔ ابوعبداللہ کو اس بات سے سخت حیرت ہوئی کہ عبدالقادر صرف شیخ کے دیکھنے سے کیوں اتنا گھبرا گیا؟ اور وہ ایسی کون سی رسوائی کی بات چھپانا چاہتا ہے؟[13] عبدالقادر کی حرکتیں بھی بہت عجیب تھیں، جب وہ راستے پر چلتا تو اپنا چہرہ کھول دیتا، پھر اچانک چہرہ ڈھانپ لیتا، اور پھر دوبارہ چھپا لیتا تھا۔

عبدالقادر کے ساتھ بار بار ان مجلسوں سے ابوعبداللہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالقادر کا اصل تعلق اس کے کہنے کے مطابق مصر کے جنوب اور سوڈان کے شمالی علاقے سے تھا

---

[11] حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ "دجال انسان ہے اور اسے ایک عورت نے جنا ہے" (نُعیم بن حماد) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی ولادت مبارکہ بھی اپنی والدہ سے ہوئی تھی، مسیح دجال کا بھی بہت سارے امور میں حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ مشابہت و تقابل ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضرت جبریل کی پھونک کے بعد پیدا ہوئے جو انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام میں پھونکی تھی۔ تو کیا دجال کا باپ کوئی شیطان ہے جو انسانی شکل میں آکر اپنی ضرورت پوری کر چکا؟ اسی وجہ سے مسیح دجال کو مسیح عیسیٰ ہی قتل کریں گے۔ اس میں مزید بحث ہے جس کا یہاں موقع نہیں ہے۔

[12] امام احمد اور امام ترمذی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ "دجال کی ماں اور اس کے باپ نے تیس سال اس حال میں گزارے کہ ان کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس کے بعد ان کا بچہ ہوا جو کانا تھا، جس کا نفع قلیل اور نقصان زیادہ تھا۔ اس کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اس کا دل جاگتا ہے۔ اس کے باپ کا قد لمبا ہے، چھریرے بدن والا گویا اس کی ناک چونچ ہے۔ اس کی ماں پُر گوشت، اور اس کی چھاتیاں لمبی ہیں۔

[13] یہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ عبدالقادر ہی "دجال" تھا۔ اور تقدیر اسے شیخ کے سامنے لے کر آئی تھی، کیونکہ شیخ کا نسبی تعلق بنو تمیم کے ساتھ تھا جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "یہ میری امت میں دجال پر سخت ترین لوگ ہیں"۔ (بخاری)

جس کا نام "قوص" ہے۔[14] پھر وہ اریٹیریا چلا گیا۔ اس کے بعد وہ صومالیہ میں "الشباب" مجاہدین سے مل گیا، ان کا خزانچی بنا، اور اس کی وجہ سے ان میں اختلافات پیدا ہو گئے۔ جس کی وجہ اس نے یہ بتائی کہ وہ مجاہدین جہاد کرنا چاہتے ہیں لیکن خلافت کا قیام نہیں چاہتے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہو گی کہ عبدالقادر کی اس طرح کی مجلسوں میں اکثر باتیں خلافت کے دوبارہ قیام سے متعلق ہوتی تھیں۔

عبدالقادر کا خواب:

عبدالقادر کا کہنا تھا کہ اسے بہت خواب آتے ہیں، اور یہ بچپن سے اسے آتے ہیں جن میں وہ دیکھتا ہے کہ وہ ایک جگہ سے لشکر لے کر نکلتا ہے اور اس نے انگوٹھی پہنی ہوئی ہے، اور اس کے ساتھ اریٹیریا میں پائے جانے والے ایک درخت کا بنا ہوا کالے رنگ کا عصا ہے[15]۔ وہ پورے عالم سے لڑتا ہے، اور غلبہ پالیتا ہے سوائے سعودیہ کے۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اپنے لشکر، افسروں اور ڈاکٹروں کے ذریعے اس کو گھیر لیتا ہے۔ سعودیہ میں داخلے کی کوشش کرتا ہے لیکن داخل نہیں ہو پاتا، پھر وہ انہیں واپسی کا حکم دیتا ہے تو وہ واپس ہو جاتے ہیں۔ خواب بیان کرتے وقت عبدالقادر نے جو انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اس پر لکھا ہوا تھا "ابو البراالعامری"[16]، وہ اپنی انگوٹھی کو دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ خواب میں، میں نے ایک دوسری انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ اور میری یہ کنیت بھی نہیں تھی۔[17]

---

[14] اور اسی نسبت سے اس نے اپنا لقب "باقاصی" بتایا جیسا کہ اس قصے کے شروع میں گزرا۔ حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ "دجال کی ولادت مصر کی ایک بستی میں ہوئی جس کا نام "قوص" ہے" (الفتن نُعیم بن حماد) قوص مصر کے جنوبی علاقے میں سوڈانی سرحد کے قریب وادئ حلفی میں ہے۔ باقاصی میں "با" زائد ہے۔ یمن کے حضرمی اور مصر کے کنعانی اسے استعمال کرتے ہیں۔

[15] حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ "مسلمان جب قسطنطینیہ کی فتح کی بعد اس (دجال) کی خبر سنیں گے، تو ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہو گا ان کو گرائیں گے۔ اور اس کی طرف نکل آئیں گے لیکن وہ خبر جھوٹی ہو گی۔ دجال اس کے بعد ہی نکلے گا۔ اس کے ساتھ ایک سانپ سمندر کی جانب لٹک رہا ہو گا"۔ کیا عبدالقادر اس عصا کے ذریعے سانپ کی جانب اشارہ کر رہا تھا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے مقابلے میں جس نے جادو کو نگل لیا تھا۔ اس کے اریٹیرین ہونے میں بھی اس طرف اشارہ ہے کیونکہ اریٹیریا مصر کے قریب ہے، جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ ہوا تھا۔

[16] البراء کے لفظ میں دوری، نفرت کا معنی موجود ہے اس شخص سے جو قریب ہونا چاہے، سامری کی طرح جس نے وہ کچھ دیکھا جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکے، دجال بھی وہ کچھ دیکھ رہا ہو گا جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ پا رہے ہوں گے۔ اس پر سامری کو یہ سزا دی گئی کہ کوئی اسے چھو نہیں سکتا تھا، یعنی لوگوں سے خوفزدہ اور دور رہنا چاہتا تھا۔ اور یہ اس قصے میں آپ کو جابجا نظر آئے گا خصوصاً ائیرپورٹ وغیرہ کے بیان میں۔

ابوعبداللہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ جب عبدالقادر پوری دنیا پر حکومت کرے گا، اور تمام حکومتیں اس کو تسلیم کر لیں گی تو "سعودیہ" کی یہ جرأت کیسے ہوگی کہ وہ حکم عدولی کرے۔ کیا سعودیہ سے مراد حرمین ہے؟ اور کیا یہ شخص دجال تو نہیں ہے؟ جو حرمین کو اپنا تابع نہیں بنا سکے گا۔ ابوعبداللہ نے عبدالقادر کی پیشانی کو دیکھا کہ کیا اس پر "کافر" کا لفظ لکھا ہوا ہے؟ جو دجال کی ایک علامت ہے، تاکہ اس کا دجال ہونا واضح ہو، ابوعبداللہ کی نظر اس کی پیشانی پر لکھے ہوئے "کاف" پر پڑی، باقی حروف دیکھے بغیر اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں بند کر دی اس خوف سے کہ کہیں یہ دجال ہی نہ ہو۔ اس لیے کہ مشہور یہ تھا کہ دجال مکہ میں داخل نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اپنے ظہور اور غلبے سے پہلے بھی۔ وہ مشرق کی طرف سے ظاہر ہوگا، لیکن بہر حال اس خواب سے اسے شر کی بو آرہی تھی۔

ابوعبداللہ، عبدالقادر کو یہ نصیحت کرتا تھا کہ وہ اس خواب کو اہمیت نہ دے، اور اس پر اعتماد نہ کرے۔ ایک بار یہی بات جب بار بار دہرائی کہ اس سراب کے پیچھے مت بھاگو تو عبدالقادر پاگلوں کی طرح غضبناک ہوگیا اور چیخنے چلانے لگا، اور سامنے پڑے تکیہ کو مارنے لگا۔ اور قسمیں کھانے لگا کہ یہ خواب سچا ہے اور عنقریب سچا ثابت ہوگا۔ بار بار کہتا کہ تو بھی اسے دیکھ لے گا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے یہ خواب ایک ڈاکٹر کو بھی سنایا ہے اس نے بھی کہا کہ یہ خواب سچا ہوگا۔[18] میں اسی مقصد کے لیے کوشش کر رہا ہوں، اور میں نے ایک آئین بھی بنایا ہے جو مرکزی حکومت کے قوانین کو بھی شامل ہے۔ اور یہ آئین میں نے قرآن وسنت، اور مغربی و مشرقی قوانین سے اخذ کیا ہے۔

ابوعبداللہ نے کہا یہ تو شرک ہے کہ تو نے خود سے ایک قانون بنایا ہے۔ تو اس نے معذرت کی کہ میں اس میں کتاب وسنت کی حدود سے نہیں نکلا، البتہ جہاں مجھے کوئی واضح نص نہیں ملی وہاں دوسرے قوانین سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے کتوں کی ایک پولیس فورس بھی بنائی ہے، جو کافروں کو نوچے گی۔[19] ابوعبداللہ نے کہا کہ دین میں تو کوئی زبردستی نہیں ہے تو عبدالقادر تھوڑا سا ہکلایا پھر کہنے لگا تب یہ کتے ظالموں کو نوچیں گے۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ میں نے بہت سارے جنگی کھیل سیکھ رکھے ہیں۔ اور میں نے افریقہ کی ساری زبانیں سیکھی ہوئی ہیں، اور جنوبی ایشیا کی زبانیں بھی عنقریب سیکھ کر فارغ ہو جاؤں گا۔ بعض تہامی لہجے بھی وہ بول سکتا تھا۔[20] یہ بھی کہتا تھا کہ میں نے بہت سارے علوم سیکھے ہوئے ہیں اور میرا مطالعہ بہت ہی وسیع ہے، جو مجھے اللہ نے دیا ہے۔

ابوعبداللہ کا خواب:

اب باری ابوعبداللہ کی تھی، چنانچہ عبدالقادر نے اس سے پوچھا کہ ایسا خواب سناؤ جو تمہارے لیے بہت اہم ہو۔ ابوعبداللہ نے اسے اپنا پسندیدہ خواب سنایا، یہ وہ خواب تھا جو اس نے سلفی اور اخوانی حضرات کے درمیان منہج کے بارے میں شدید اختلافات کے بعد دیکھا تھا، وہ دونوں کے فہم سے اختلاف رکھتا تھا۔ انہوں نے ابوعبداللہ پر الزامات لگائے اور لوگوں کو اس سے دور کرنے لگے۔ یہ خواب اس نے مکہ مکرمہ میں دیکھا تھا جب وہ ناراض ہو کر حفائر سے جبل نور تک پیدل گیا جہاں اس کی مسجد تھی، حالانکہ پیادہ یہ بہت دور کی مسافت تھی۔ جب وہ مسجد میں داخل ہو گیا تو تھکا ہوا تھا، آرام کرنے کی نیت سے سو گیا۔

ابوعبداللہ نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا ہوں اور میرا رخسار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر ہے، اور ہمارے

عامری سے اشارہ ہے اس طرف کہ وہ ایک معمر انسان ہے، جس کی عمر عام طبعی مقدار سے بہت زائد ہے۔ اگر سامری ہی دجال ہے تو لامساس یعنی "نہ چھونے" کی جو حالت اس پر طاری کی گئی تھی آہستہ آہستہ زائل ہوگی، یہاں تک کہ خروج کے وقت بالکلیہ ختم ہو جائے گی۔

[17] حافظ احمد بن علی الابّار نے اپنی تاریخ میں امام شعبی سے نقل کیا ہے کہ دجال کی کنیت "ابویوسف" ہوگی۔ شاید یہ بھی اس کی ایک کنیت ہوگی۔ ابویوسف، حضرت یعقوب علیہ السلام کی کنیت ہے۔ اور حضرت یعقوب کا نام "اسرائیل" ہے۔ ہوسکتا ہے اس کنیت کے ذریعے وہ یہ باور کرانا چاہتا ہو کہ وہ "اسرائیل" کی جسمانی صورت میں ظاہر ہو کر آیا ہے۔ جیسا کہ خود "حکومت اسرائیل" ہے۔

[18] ڈاکٹر کا لفظ لاطینی یا آسٹرین زبان کا ہے، جو دو لفظوں سے مل کر بنا ہے، ڈوک، جس کا معنی ہے معلم یا خادم۔ ٹورا، جو توارات کی جانب اشارہ کر رہا ہے۔ یعنی تورات کا خادم۔ ہوسکتا ہے وہ خوابوں کی تعبیر کے متعلق یہودی علوم کا ماہر ہو، یہودیت بھی ایک دین ہے۔ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور دجال کے بارے میں پوچھنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودیو! وہ تمہارے دین پر ہوگا۔ (التذکرۃ للقرطبی)

[19] کتوں کی تخصیص شاید اس لیے ہو کہ فرشتے وہاں نہیں جاتے جہاں کتے موجود ہوں۔ تاکہ دجال کے لیے شیاطین کی حمایت حاصل کرنا آسان ہو۔ حضرت کعب احبارؓ سے مروی ہے کہ "قیامت کا کتا دجال ہے"۔ اور کتا کتوں ہی کی طرح ہوتا ہے اور ان کا ہمنشین ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سب نجس ہوتے ہیں۔ اور انہی کتوں میں خوارج بھی ہیں جن کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ خوارج جہنم کے کتے ہیں (الفتن نُعیم بن حماد) بن ماجہ اور مسند احمد میں ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خوارج جہنم کے کتے ہیں" اس بات کی دلیل کہ خوارج دجال کے پیروکار ہوں گے یہ ہے کہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مشرق سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ جب بھی ان کا ایک سینگ کاٹا جائے گا دوسرا نکل آئے گا۔ یہاں تک کہ (آخری زمانے میں) ان کے باقیماندہ لوگوں میں دجال نکل آئے گا۔ (مسند احمد)

[20] مسند احمد میں مروی ہے کہ "دجال کے پاس ساری زبانیں ہوں گی"۔

درمیان ایک تلوار ہے جس کا ایک رخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی جانب اور دوسرا میری جانب۔ پھر مجھے فرمایا کھڑے ہو جاؤ، جب میں سیدھا کھڑا ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار سونتی اور اس حالت میں مجھے عطا فرمائی۔ میں نے اپنے آپ کو بیت المقدس کی چہار دیواری کے اندر دیکھا۔ اور مسلمان بھی اسی چہار دیواری کے اندر تھے۔(یہ خواب چہار دیواری بننے سے کئی سال قبل کا تھا) اچانک یہ دیوار کھل جاتی ہے اور کئی گھڑ سوار ہمارے پاس اندر داخل ہو جاتے ہیں، میرے دل میں یہ بات آجاتی ہے کہ یہ دجال اور اس کے ساتھی ہیں۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"ان سے لڑو" میں نے کہا اس کے ساتھ لڑنے کی تو مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار میرے ہاتھ سے لی اور ان کی طرف چلے۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر میں اکیلا ان سے لڑ نہیں سکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔[21]

عبد القادر نے توجہ سے خواب سنا اور خاموش ہو گیا۔ ویسے عبد القادر کا کہنا تھا کہ اس کے سوا کوئی خلافت قائم نہیں کر سکتا ہے، نہ اس سلسلے میں کسی پر اعتماد کیا سکتا ہے۔ جب بھی امام مہدی کا تذکرہ سنتا تو بہت پریشان ہوتا۔

عبد القادر کی پیشکش:

عبد القادر نے ابوعبد اللہ کو پیشکش کی کہ اقامتِ خلافت و حکومت کے منصوبے میں میرے ساتھ کام کرے، اور اسے ایک کار اور موبائل دینے کی لالچ دی۔ عبد القادر کی

[21] یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ابوعبد اللہ نے اس واقعے کے کئی سال بعد ۲۰۰۸ء کے شروع میں ایک ماہر معبر کے بارے میں سنا جو خوابوں کی تعبیر بتاتا تھا۔ ابوعبد اللہ نے اسے ٹیلی فون پر اپنا خواب سنایا تو اس تعبیر بتانے والے نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے موافق ہے؟ ابوعبد اللہ نے اثبات میں جواب دیا، والد کے بارے میں پوچھا کہ کیا اس کے نام میں "عبد" کا لفظ آتا ہے؟ تو جواب اثبات میں تھا۔ پھر پوچھا کہ کیا وہ اہل بیت میں سے ہے؟ اس کا بھی جواب اثبات میں تھا۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا اس کی اولاد ہے؟ اس کا بھی جواب اثبات میں تھا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا اولاد کی تعداد چار ہے؟ تو اثبات میں جواب دیا۔ پوچھا کہ کیا کبھی سخت قسم کا جادو اس پر ہوا ہے تو اثبات میں جواب دیا۔ پھر پوچھا کہ جس شخص نے جادو کرایا کیا وہ کانا ہے تو اثبات میں جواب دیا۔ اس معبر نے بہت افسوس کے ساتھ کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے اور رہنمائی فرمائے آپ پر جادو دجال نے کیا ہے، اور اس کی وجہ آپ کا اسے خواب بتانا تھا۔ اور یہ بھی بتایا کہ یہ خواب آپ کے قتل کا ذریعہ بنے گا۔ شاید ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ آپ کی موت کا ذریعہ بنے گا۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں نے زہر دیا تھا جو آپ کے انتقال کا ذریعہ بنا۔ اس کے بعد اس شخص نے پوچھا آپ کو پتہ ہے آپ کون ہیں؟ پھر خود ہی جواب دیا آپ ایک عظیم شخصیت ہیں جو آخری زمانے میں ظاہر ہو گی۔ معبر نے ابوعبد اللہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور جلدی ملنے کا کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا لیکن حالات آڑے آگئے اور کچھ دوسری وجوہات کی بنا پر انہیں سعودی حکومت نے گرفتار کر لیا۔

ظاہری حالت سے وہ کچھ زیادہ مالدار نہیں لگتا تھا۔ ابوعبد اللہ کو اس پر حیرانگی ہوئی کہ موبائل فون اس زمانے بہت مالدار لوگوں کے پاس ہوتے تھے تو اس نے کیسے اس کا تذکرہ کیا۔ بہر حال ابوعبد اللہ کے زہد و تقویٰ کی وجہ سے مالی لالچ کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔

عبد القادر اور اخوان المسلمون:

عبد القادر، حسن ترابی اور اس کی انقلابی تحریک کو بہت سراہتا تھا، اور کہتا کہ یہ کامیاب ہو گی۔ وہ پورے افریقہ کو اکٹھا دیکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ ترابی نے ایک پروگرام میں سوڈان کا جھنڈا نکال کر پھاڑ دیا پھر افریقہ کا جھنڈا نکال کر کہا میں پورے افریقہ کو اکٹھا کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر عبد القادر نے کہا میں صرف افریقہ نہیں بلکہ پوری دنیا کو اکٹھا کرنا چاہتا ہوں۔ البتہ اخوان المسلمون کی بہت شکایت کرتا تھا کہ انہوں نے مجھے تھکا کر رکھ دیا ہے، بلکہ یہاں تک کہ زمین کو کھرید کر کہا کہ انہوں نے مجھے روند دیا ہے اور نچوڑ کر رکھ دیا ہے۔[22]

زمین میں پھرنا:

[22] یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ابوعبد اللہ کبھی اخوان المسلمون کا رکن نہیں رہا تھا۔ بلکہ انہوں نے اسے امامت سے اسی لیے نکال دیا تھا کیونکہ اس نے انتخابات میں حصہ لینے، اس کی دعوت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اسی طرح اس نے سلفی حضرات کے ساتھ بھی اختلاف کیا تھا، اس خواب کی وجہ سے جو اس نے بیت المقدس کی فتح کے بارے میں دیکھا تھا۔ اسی طرح اس شخص کے ساتھ بھی (حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں) اختلاف ہوا تھا جس نے خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک جزیرہ میں ہے۔ اسی وجہ سے سلفی آپ سے لوگوں کو دور کرنے لگے تھے۔ اس جامد معنی کے لحاظ سے آپ نہ سلفی تھے اور نہ اخوانی۔ بلکہ ایک معتدل معیار رکھتے تھے۔ اور جامع مسجد سعد بن ابی وقاص میں آپ کی امامت و خطابت پر دونوں فریقین راضی ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود کہ ابوعبد اللہ ان دونوں سے کنارہ کش ہو گیا تھا مگر اس نے دیکھا کہ عبد القادر، اخوان المسلمون سے بہت شکایت کرتا تھا کہ انہوں نے اسے بہت تھکا دیا ہے۔ حالانکہ عبد القادر نے خود اپنے آپ کو سلفی دھارے میں شامل کر رکھا تھا۔ بلکہ کبھی انہیں جمعہ بھی پڑھاتا تھا۔ اس نے بہت کوشش کی یمن میں اس کا منصوبہ کامیاب ہو، اس کا نیٹ ورک پھیل جائے۔ لیکن اس کا خواب پورا نہیں ہوا، شاید اس لیے اس نے یمن چھوڑ دیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی دینی جماعت کا کوئی بھی سیاسی منصوبہ عبد القادر کو بے چین کر کے رکھ دیتا تھا۔ برخلاف ان جماعتوں کے جو سیاست سے دور ہیں۔ اگرچہ اخوانی اس کی پریشانی کا ذریعہ بن گئے تھے لیکن یہ بات سن دو ہزار کی ہے بعد کے زمانے میں عبد القادر کے اخوان کے بارے میں نظریات کی تبدیلی کا علم نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ حسن ترابی کی بہت تعریف کیا کرتا تھا حالانکہ وہ بھی اخوانی تھا۔ یہ بھی بعید نہیں ہے کہ عبد القادر کا مقصد مختلف دینی جماعتوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنا ہو۔

عبدالقادر کی باتوں سے اسے یہ معلوم ہوا کہ وہ پوری دنیا میں جس شہر میں جانا چاہے مکمل سہولت کے ساتھ جاسکتا ہے۔ ابو عبداللہ کو کہنے لگا کہ تم ابھی تک بچے ہو، تمہیں کچھ علم نہیں ہے (حالانکہ ابوعبداللہ کی عمر اس وقت ۳۰ سال سے زائد ہوگی) اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر زور سے مار کر کہتا کہ میں ان پاؤں سے پوری زمین میں گھوما پھرا ہوں۔ اپنی باتوں کے اسلوب و انداز اور سیاق و سباق، گفتگو کے ماحول سے گویا وہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ بہت طویل عمر والا انسان ہے، اور وہ ہر شہر گیا ہے۔[23] وہ اپنے مکہ جانے کو فخریہ انداز میں بیان کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اے ابوعبداللہ تمہیں پتہ ہے کہ میں بہت کم لباس میں حرم گیا ہوں (اپنی پنڈلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اور کوئی مجھے نہیں روک سکا، تمہیں پتہ ہونا چاہئے۔

عبدالقادر رفیقِ سفر بنتے ہوئے:

ابوعبداللہ اپنے والد اور ماموں کی بس میں کام کرتا تھا۔ جو "حرض" جانے والی سڑک پر چلتی تھی۔ جو "حدیدہ" سے تقریباً دو سو کلو میٹر دور تھی۔ ایک بار ابوعبداللہ نے کوشش کی کہ عبدالقادر اس کے ساتھ اس راستے پر سفر کرے، بہت اصرار کے بعد اس نے ہامی بھری لیکن اس وعدے پر کہ ہماری ملاقات بس اڈے پر ہوگی، چنانچہ وہ بس اڈے پر آیا لیکن حسبِ عادت مشکوک اور خوفزدہ انداز میں چلتا ہوا، خوف اور پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ رومال سر کے گرد لپیٹے ہوئے یمنیوں یا اہلِ حجاز کی طرح جس سے وہ اپنی پیشانی بلکہ ابرو کو بھی چھپا کر رکھتا تھا، اور کالا چشمہ پہنے ہوئے جو وہ کبھی بھی اپنے سے جدا نہیں کرتا تھا۔

بس روانہ ہوئی اور تھوڑی ہی دور گئی ہوگی کہ مسافر چیخنے لگے کہ انجن سے دھواں نکل رہا ہے۔ ابوعبداللہ نے گاڑی روک دی، وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ٹمپریچر اتنا بڑھ گیا تھا کہ قریب تھا کہ آگ پکڑلے۔ انجن میں پانی تیل کے ساتھ مل گیا تھا اور بیٹری اتنی گرم تھی کہ ابل رہی تھی، مجبوراً مسافروں کو اتار کر بس واپس کرنی پڑی۔ ابوعبداللہ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ عبدالقادر نے پہلے انکار کیا پھر بہت اصرار کے بعد تیار ہوا، اور اب ہم واپس جارہے ہیں کیا اس کا اس معاملے میں ہاتھ ہوسکتا ہے؟ راستے میں انہیں ایک چھوٹا بچہ ملا جس کی عمر نو سال سے زیادہ نہ ہوگی جو سعودیہ بھاگ گیا تھا اور واپس آرہا تھا انہوں نے اس کو واپس حدیدہ پہنچا دیا۔ بچہ شعر یاد کرنے میں ایک عجوبہ تھا۔

عبدالقادر اور جادو:

حدیدہ میں ایک شخص ایک مشہور جادوگر کے گھر کا پتہ پوچھ رہا تھا، عبدالقادر نے تو پہلے اس کو نصیحت کی اور جادو کی حرمت بتائی لیکن جب اس نے بہت اصرار کیا تو اسے گھر کا پتہ بتایا۔ ابوعبداللہ نے ٹوکا کہ جادو کے حرام ہونے کے باوجود آپ نے کیسے اس کو جادوگر کے گھر کا پتہ بتایا، عبدالقادر نے یہ عذر پیش کیا کہ میں نے تو اس پر اپنی حجت پوری کی لیکن اس کے اصرار پر اسے بتانا پڑا۔ ابوعبداللہ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ کیا عبدالقادر کا جادو کے ساتھ تعلق ہے؟

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

---

[23] اس سے بھی ان لوگوں کی بات کی تائید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ دجال بہت طویل عمر والی شخصیت ہے۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا سامری ہی دجال ہے؟ سامری بنو اسرائیل میں سے نہیں تھا، دوسری قوم سے تھا جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت صرف توحید کی تھی، جیسا کہ فرعون کو بھی یہی دعوت تھی۔ سامری، بنی اسرائیل میں اس لیے مل گیا تھا تاکہ ان میں فتنہ و فساد پھیلائے۔ اس کو بہترین طریقہ یہی نظر آیا کہ انہیں اپنا تابع اور مغلوب بنائے لیکن کامیاب نہ ہوسکا، اسی وجہ سے جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئے اور قوم کے شرک پر حضرت ہارون علیہ السلام کو داڑھی سے پکڑا لیکن سامری کو کچھ نہیں کہا، کیونکہ انہیں علم تھا کہ میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسے فرمایا: "اچھا تو جا، اب زندگی بھر تیرا کام یہ ہوگا کہ تو لوگوں سے یہ کہا کرے گا کہ مجھے نہ چھونا، اور (اس کے علاوہ) تیرے لیے ایک وعدے کا وقت مقرر ہے جو تجھ سے ٹلایا نہیں جاسکتا"۔ آیت میں لفظ لَكَ آیا ہے جو منفعت کا معنی دیتا ہے، گویا یہ اس کے لیے ایک عطیہ تھا۔ مجھے کوئی نہ چھوئے۔ یعنی کوئی میرے پاس نہ بیٹھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فری میسن کا لفظ اسی سے نکلا ہے۔ عربی میں یہ لوگ "ماسُّون" کہلاتے ہیں۔ جس کا مادۂ اشتقاق بھی "مسّ" ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو تعمیر کرنے والا، کاریگر کہلواتے ہیں، اور اپنے استاذ کو عظیم ترین معلم اور کائنات کا انجینئر کہتے ہیں۔

مصر کے اَہرام میں جو سب سے بڑا اہرم "خوفو" نامی فرعون کا ہے اس پر لکھا ہوا ہے: اس بادشاہ کی تاریخ جس کے عہد میں یہ بنایا گیا۔ کہ یہ وہ شخص تھا جو مصر آیا اور مصریوں کو اہرام بنانے کا طریقہ، طب، مُردوں کو حنوط کرنے کا طریقہ، طبیعیات، سورج اور ستاروں کی چال کا طریقہ سمیت بہت سارے علوم سکھائے، اس کے پاس علوم کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ فرعون نے اس کو وزیر بنایا، کچھ عرصے وزیر رہا پھر روپوش ہوگیا، تو انہوں نے دیوار پر لکھ دیا وہ شخصیت جو سلامتی کے ساتھ آئی اور سلامتی کے ساتھ چلی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں شرک کی تعلیم دینے میں اس کا حصہ تھا، اور اسی نے انہیں ایک بت بنا کر دیا جو ایک کھڑے شخص کی صورت میں ہے، اور اس کا چہرہ عقاب کا ہے جس کی ایک آنکھ ہے، اور اس کے سر کے اوپر سورج ہے۔ یہی علامت انہی فرعونی دیواروں پر آج بھی موجود ہے۔

آفات معاشروں کا فیصلہ چُکا دیتی ہیں

مفتی عبدالودود قاسمی

اے اللہ کو اپنا ربّ ماننے والو!

اے اسلام کو دین کے طور پر تسلیم کرنے والو!

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول ماننے والو!

یاد رکھو کہ اللہ نے قرآنِ عظیم الشان میں کیا فرمایا ہے۔ فرمایا:

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاء مِّن نِّسَاء عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ(الحجرات:۱۱)

"اے ایمان والو! تم میں سے کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے شاید وہ (جس کا مذاق اڑایا جارہا ہو) اس سے بہتر ہو۔ اسی طرح سے عورتیں بھی عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں شاید وہ مذاق کا نشانہ بننے والیاں ان سے بہتر ہوں۔ ایک دوسرے میں عیب نہ نکالو! اور ایک دوسرے کو برے اور بگڑے ہوئے ناموں سے نہ پکارو۔ ایمان لانے کے بعد فسق و فجور میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے۔ جو لوگ توبہ نہ کریں گے تو وہی ظالم لوگ ہوں گے"۔

یہ سورۃ الحجرات اسلام کے معاشرتی نظام کا ایک بنیادی ستون ہے۔ اسلام کے معاشرتی نظام، خاندان کی استواری، زیارت کے آداب اور لباس وغیرہ کا ڈھنگ قسم کی چیزیں صرف تین سورتوں سے لی گئی ہیں یعنی سورۃ الحجرات سے، سورۂ نور سے اور سورۂ احزاب سے۔

یہ سورۃ (حجرات) اپنے تمام تر اختصار کے باوجود اللہ کے میزان میں بڑی بھاری ہے۔ اسی طرح اِس کا انسانی کردار کی تشکیل میں بھی بڑا ہاتھ ہے۔ یہ وہ اسلامی کردار پیدا کرنے والی سورت ہے جن کا مجموعہ ایک خوبصورت اسلامی معاشرے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ کوئی انسانی معاشرہ خواہ وہ جاہلیت کی بنیادوں پر کھڑا ہو یا اسلامی اصولوں کی مضبوط بنیاد پر قائم ہو، جب تک اس خوبصورت نظام میں بیان کردہ اصولوں پر نہ چلے گا، معاشرہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کسی معاشرے کا معاشرہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی قائم کردہ اس میزان پر پورا اترے اور ان آیات پر عمل پیرا ہو جو دنیا اور آخرت کو محیط ہیں۔

معاشرہ انسانوں سے تشکیل پاتا ہے جب تک انسانوں کے درمیان مضبوط رشتے اور رابطے قائم نہیں ہوں گے، معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے درمیان ایسے گہرے تعلقات پیدا نہیں ہوسکتے جو اس محل کو گرنے سے بچا سکیں اور اس کی تباہی اور بربادی کو روک سکیں۔

اوپر صرف دو آیتیں تلاوت کی گئی ہیں۔ صرف ان دو آیتوں نے انسانی زندگی میں کتنے گہرے معانی کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ انسان ایک مسلم گروہ میں کیونکر شامل ہو سکتا ہے۔ ایک فرد اسلامی معاشرے کے دائرے میں کیونکر رہ سکتا ہے۔ ایک ایسے معاشرے میں جو محبت کی بنیاد پر قائم ہے اور الفت کے اصولوں پر کھڑا ہے۔ اگر اسلامی تحریک اس نظام کی پیروی نہ کرے اس کو پروگرام کے طور پر نہ اپنائے (خصوصاً ان دو آیتوں کو) تو کوئی گھر مسلم گھرانہ نہیں کہلا سکتا اور کوئی تحریک، اسلامی تحریک نہیں ہو سکتی۔ ایسی تحریک کبھی اپنی منزلِ مراد نہیں پا سکتی اور زمین میں کبھی اپنا نصب العین حاصل نہیں کر سکتی۔

صرف دو آیتیں......

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ سارے تعلقات محبت و الفت کی بنیاد پر قائم ہیں۔ اسلامی انقلاب کی حقانیت پر یقین رکھنے والا کوئی گھرانہ جس کے ارکان کی تعداد ایک ہاتھ کی انگلیوں سے زیادہ نہ ہو، یا کوئی تحریک جس کے ممبران کی تعداد سیکڑوں اور ہزاروں میں گنی جاتی ہو۔ یا کوئی مسلم معاشرہ جو پوری دنیا میں اسلامی فکر کا مرکز ہو، اگر زمین میں دین کو گہری بنیادوں اور واضح اصولوں پر قائم کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ان اصولوں پر عمل کیے بغیر چارہ نہیں جو ان دو آیتوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

صرف دو آیتیں........

اگر کوئی مسلم گھرانہ ان آیتوں کی پرواہ نہیں کرتا تو اُس کی ہیئت مسلم گھرانہ سے تبدیل ہو کر "اقتصادی کمپنی" میں ڈھل جاتی ہے۔ بعض اوقات اس کمپنی میں سب لوگ "بے تنخواہ" کام کررہے ہوتے ہیں، ہر شخص اپنا کردار بڑے بوجھل انداز میں نبھاتا ہے۔ افسوس اُسے کھائے جاتا ہے، پریشانی اُس کی روح قبض کرتی رہتی ہے اور وہ ایسے وقت کی تمنا کرتا رہتا ہے جب وہ اس زندگی سے نکل کر سکون اور چین پا سکے گا۔

اسی طرح... اگر اسلامی تحریک ان دو آیتوں کو قابل اعتنا نہ سمجھے تو وہ بھی "اقتصادی کمپنی" کی شکل اختیار کر جاتی ہے جس کا نہ تو کوئی راَس المال ہے، نہ تنخواہیں ہیں۔ ان میں سے ہر رکن اپنی ذمہ داری بوجھ سمجھ کر ادا کرتا ہے اور یہی سمجھتا ہے کہ اُس کا آفیسر اُس کے سینے پر بیٹھا ہے اور وہ جس دعوت کا علمبردار ہے وہ چکی کے دو پاٹوں کی طرح اُسے پیسے دے رہی ہے۔ اُس کی زندگی تباہ کر رہی ہے اور اُس کے وجود کو دعوت سے خطرات درپیش ہیں۔

کسی اسلامی تحریک اور کسی مسلم گھرانے کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ ایسی صورت حال میں ہمیشہ قائم رہ سکے۔ اُس کے افراد کو لازماً بکھر جانا ہو گا، اُس کے ارکان کو لازماً منتشر ہو جانا ہو گا۔ اُس کا مجموعہ لازماً نکھر جائے گا اور وہ آخر ایک روز اُڑ کر ہوا کے ذرات میں شامل ہو جائیں گے۔

صرف دو آیتیں.........

ان میں سے پہلی آیت مندرجہ ذیل تین اصول دیتی ہے :

پہلا: مذاق سے اجتناب

دوسرا: عیب جوئی سے پرہیز

تیسرا: بُرے ناموں سے بلانے کی ممانعت

پہلا اصول

مذاق سے اجتناب:

اصولی قواعد میں نہی وارد ہونے کا تقاضا ہے کہ اِس امر کا ارتکاب اصلاً حرام ہو۔ تاوقتیکہ کوئی اور قرینہ اس حرمت کو کراہت ثابت کر سکے۔ آج تک کسی عالم نے نہیں کہا کہ مسلمان کے ساتھ مذاق کرنا یا اُس کا مذاق اڑانا مکروہ ہے بلکہ امت اس بات پر تقریباً اجماع کی حد تک متفق ہے کہ مسلمان کا مذاق اڑانا حرام ہے اور گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ اس کا کفارہ محض استغفار کرنے سے ادا نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے کفارے کے لیے توبہ کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ کرنا واجب ہے۔ ہمارے لیے امام مسلم کی روایت کردہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث اس سلسلے میں بہت کافی ہے جس میں آپ نے فرمایا :

لا تحاسدوا ولا تناجشوا ولا تبغضوا ولا تدابروا ولا بیع بعضکم علی بیع بعض وکونوا عباداللہ اخوانا المسلم اخوالمسلم لا یظلمه ولا یخذله ولا یحقره(لا یتوانی عن نصرته ولا یحقره)...التقوی ماھنا۔ویشیر الی صدره صلی اللہ علیه وسلم ثلاث مرات۔بحسب امرئ من الشران یحقر اخاه المسلم۔یکفیه شرا،ویکفیه اثما...ای لیس بعد ھذا الاثم اثم۔بحسب امری من الشر ان یحقر اخاه المسلم،کل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله وعرضه۔

”حسد نہ کرو !

چغلی نہ کھاؤ !

بغض نہ رکھو !

ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو !

تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کی ” بیع“ پر ” بیع“ نہ کرے !

اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاو!

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اُس پر ظلم کرتا ہے نہ اُسے ذلیل کرتا ہے۔ نہ اُس کے ساتھ حقارت کے ساتھ پیش آتا ہے۔

تقویٰ یہاں ہے (اور اس کے ساتھ آپ نے تین مرتبہ اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا) کسی شخص کے شریر اور گناہ گار ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ حقارت سے پیش آئے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، اُس کی عزت اور اُس کا مال حرام ہیں۔ “

عرض (عزت) فقط پردوں میں چھپی ہوئی عزت کو نہیں کہتے بلکہ عرض کا مطلب یہ بھی ہے کہ کسی انسان کو اچھا یا بُرا سمجھا جائے اور اس کی گواہی دی جائے۔ آپ نے کسی کی غیبت کی تو اُس کی عزت پر ہاتھ ڈالا۔ آپ نے کسی کی چغل خوری کی تو اُس کی عزت مجروح کی لی۔ آپ نے کسی کا مذاق اڑایا تو اُس کی عزت میں کمی کر ڈالی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی معاشرے کی تعمیر کے دوران اس اہم مسئلے پر توجہ دینے سے غافل نہیں رہے۔ یہ آداب اُن کے اُس آخری خطبے کا اہم جزو تھے جو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو الوداع کہتے ہوئے دیا۔ آپ نے ”حج الاکبر“ کے روز عرفہ کے مقام پر کھڑے ہو کر اُن سے سوال کیا :

” آج کون سا دن ہے ؟

یہ کون سا مہینہ ہے ؟

یہ کون سا شہر ہے ؟

کیا آج یوم حرام نہیں ؟

کیا یہ حرام مہینہ نہیں ؟

کیا یہ مبارک اور مقدس شہر نہیں ؟ “

عرض کیا: ” یقیناً ہے “۔

فرمایا :

فان دماء کم واموالکم واعراضکم علیکم حرام،کحرمة یومکم ھذا،فی شھر کم ھذا،فی بلدکم ھذا،ولم یکتف بذلک،بل قال اخیرا: الا ھل بلغت،قالوا نعم،قال:اللھم فاشھد۔

”تمہاری جانیں، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں بھی ایک دوسرے کے اوپر اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ دن مبارک ہے، جس طرح یہ مہینہ حرام ہے اور جس طرح یہ ارض پاک مقدس ہے“۔

پھر آپ نے صرف اِس پر اکتفا نہ کیا بلکہ آخر میں فرمایا :

” کیا میں نے بات پہنچا دی ؟ “

عرض کیا: ” پہنچا دی۔ “

فرمایا: ” اے اللہ ! گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا“۔

(جاری ہے، ان شاء اللہ)

☆☆☆☆☆

مع الاستاذ فاروق

معین الدین شامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں، بلاشبہ اللہ ہی کے لیے ہیں۔ وہ اللہ جو ہمارا ربّ ہے، ہمارا ہے، ہمارا اللہ ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا اور وہی ہمیں موت دیتا ہے اور بلاشبہ اس نے موت وحیات کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ دیکھے کہ ہم میں سے کون ہے جو بہترین عمل کرتا ہے؟

مع الاستاذ فاروق، استاذ احمد فاروق کے ساتھ چند ملاقاتیں، ان کی چند یادیں، ان کی قیمتی باتیں، ان کی بعض ایسی باتیں جو مجھے خاص طور پر اچھی لگیں۔ میں استاذ کا محبوب ترین ان کی حیات میں تو شاید نہ تھا لیکن اللہ سے امید ہے کہ ان کی شہادت کے بعد ان شاء اللہ ان کے محبوب ترین لوگوں میں ضرور شامل ہو گیا ہوں گا۔ ہاں ان کی حیات میں ان کے محبوب تر لوگوں میں بہر حال شامل رہا۔ استاذ کی محبت کا حوالہ اس لیے اہم ہے کہ وہ ان شاء اللہ، ہمارے اللہ کے محبوب لوگوں میں سے ایک تھے۔ وہ میرے محبوب تھے اور میں ان کا، اور یہ محبت کی سنہری زنجیر ہے جو ہمارا اللہ کے دربار میں ذکر کا ان شاء اللہ ایک سبب ہے کہ ان شاء اللہ استاذ ہمیں بھولے نہیں ہیں۔

حضرتِ استاذ سے آج تک جتنی ملاقاتیں رہیں، سب کا احوال اور سب کی سب تو یاد نہیں، لیکن جتنی ذہن میں تازہ ہیں سب ہی لکھنے کا ارادہ ہے کہ یہ ان شاء اللہ توشۂ آخرت ہوں گی، مجھ سمیت حضرتِ استاذ کے محبّین کے لیے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات، صحیح نیت اور صحیح طریقے سے کہنے والوں میں شامل فرمالے۔

نوٹ: ان سلسلہ ہائے مضامین میں جہاں بھی 'استاذ' کا لفظ آئے گا تو اس سے مراد شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ ہوں گے۔

وصلی اللہ علی نبیّنا محمد و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

مع الاُستاذ فاروق | دیدہ ورانِ چمن!

بسم اللہ الرحمان الرحیم

حضرتِ استاذ کے ساتھ وانا میں ایک ہی مکان میں ہمیں تقریباً تین ماہ گزارنے کا موقع ملا۔ اس عرصے کے کچھ معمولات تو پہلے گزر چکے ہیں۔ مختلف وجوہات کی بنا پر سورۃ آلِ عمران کے دروس کا سلسلہ کچھ عرصے بعد رک گیا۔ اس کے بعد ہم حضرت کے ساتھ جتنا عرصہ رہے تو بعد از عصر اخلاق، آدابِ لباس و طعام، معاشرت اور خشکی و پانی میں احکامِ شکار وغیرہ سے متعلق احادیث پڑھنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ استاذ صحیح مسلم کی شرح "فتح الملہم" سے پڑھاتے تھے۔

اس عرصے میں کچھ اعلامی کام بھی جاری رہے۔ انہی اعلامی کاموں میں ہم مصروف تھے کہ ایک جگہ مجاہدینِ باجوڑ کے ایک قائد مولوی فقیر محمد صاحب کا ذکر آیا، اللہ پاک انہیں حق پر استقامت اور قید سے رہائی عطا فرمائیں، آمین۔ مولوی فقیر محمد صاحب کا ایک اعلامی پیشکش میں ذکر مطلوب تھا۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ "کیا مولوی فقیر محمد صاحب کے نام کے ساتھ 'مولوی' کے بجائے 'مولانا' نہ لکھ دیں؟"۔ استاذ نے پوچھا، "کیوں؟"۔ میں نے کہا "اس لیے کہ لفظِ 'مولوی' کا معاشرے میں مقام ویسا نہیں جو 'مولانا' کا ہے"۔ استاذ نے فرمایا: "مولوی بھی صحیح اور قابلِ تعظیم و احترام اصطلاح ہے۔ اور اگر آج معاشرے میں اس اصطلاح کا مقام اور عظمت ویسی نہیں جو مطلوب ہے تو ہمیں یہ مقام بحال کروانا ہے، ہمیں یہ مقام بنانا ہے۔ آپ مولوی ہی لکھیے"۔

استاذ پر اللہ پاک کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں، آپ نے بڑی صحیح توجہ دلوائی۔ کافی سالوں بعد راقم اپنے ایک اور استاذ مولوی حافظ ناصر مصطفیٰ صاحب کے پاس بیٹھا تھا اور وہ مجھے درسِ نظامی کے رائج نظام کا تعارف کروا رہے تھے۔ درجوں کی تقسیم اور ہر درجے میں پڑھائی جانے والی کتب اور کتب کے مؤلفین کا تعارف چل رہا تھا اور مولوی صاحب ہر کتاب اور مؤلف کا نام ایک صفحے پر تحریر کرتے جا رہے تھے۔ ایسے میں مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی ایک کتاب کا ذکر آیا۔ مولوی صاحب نے کتاب کا نام لکھا اور پھر آگے مؤلف کے نام والی جگہ پر بجائے 'مولانا' ادریس کاندھلوی لکھنے کے، 'مولوی' ادریس کاندھلوی لکھ دیا۔ یہ انہوں نے جان بوجھ کر نہ کیا تھا، بلا ارادہ ایسا ہو گیا۔ اس پر پہلے وہ اس لکھے کو کاٹنے لگے، پھر مسکرائے اور رُک گئے۔ کہنے لگے کہ "مولوی بھی صحیح اصطلاح ہے۔ بلکہ مولوی ہی اصل اصطلاح ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اصل اصطلاح 'مولوی' ہے سو اسی کو استعمال کرنا چاہیے۔ مولانا بجا کہ تعظیم کے لیے ہے لیکن اصل 'مولوی' ہے"۔

اس واقعے پر مجھے حضرتِ استاذ یاد آئے۔ استاذ مبادیات سے لے کر نظری باتوں تک سب ہی پر اصلاح فرماتے۔ اللہ پاک ہمیں ان کا صحیح شاگرد بنا دے۔ آج ان کی شہادت کو چار

سال ہو چلے، دل ان کی یاد میں اب بھی کبھی کبھی نڈھال ہو جاتا ہے۔ مجھ جیسے کی مثال اس طرح ہے کہ بارش تو خوب موسلا دھار برس رہی تھی لیکن ہمارا پیمانہ چھوٹا تھا، سو ہمارے برتن میں فیضِ استاذ کم کم ہی آیا، جو آیا تو یہ بھی اللہ کے فضل سے برکتِ استاذ تھی۔ پھر بھی یہ صحبت... صحبتِ با اہلِ دِل ہے، اس کی کوئی شے فائدے سے خالی نہیں!

وانا میں استاذ کے مجموعے کے انتظامی مسئول قاسم بھائی ہوا کرتے تھے۔ کبھی کبھی وہ ہمارے مرکز میں بھی چکر لگایا کرتے۔ ایک دن قاسم بھائی آئے، کچھ دیر مرکز میں ٹھہرے اور پھر جب چلے گئے تو استاذ نے مجھے بلایا۔ استاذ کہنے لگے: ''میدانِ جہاد میں ہر ہر شخص ہیرا ہے۔ ہر ایک کے پاس کوئی نے کوئی درجۂ کمال کی خوبی ہے۔ اس لیے کوشش کیا کریں کہ ہر ایک سے فائدہ حاصل کریں اور لوگوں سے نصیحت حاصل کیا کریں''۔ اس کے بعد استاذ نے بطورِ خاص قاسم بھائی کا ذکر کیا کہ ان سے اکتسابِ فیض ضرور کیا کریں۔ بہت سوں کی کوتاہ نظری تھی کہ قاسم بھائی کو فقط ایک عسکری کماندان اور انتظامی مسئول سمجھتے تھے، حالانکہ قاسم بھائی ایک جامع الصفات شخصیت تھے۔ مجلسِ استاذ میں اصحابِ استاذ کا ذکر لازمی ہے۔ سو قاسم بھائی کو جیسا میں نے دیکھا ویسا نذرِ قارئین کرتا ہوں۔

میں قاسم بھائی سے پہلی باری وانا کے 'غزنی' مرکز میں ملا۔ سلام کے بعد انہوں نے اپنے خاص لہجے میں اپنا سدا بہار، محبت بھرا سوال پوچھا: 'کیا حال ہے جی؟، خیر میر ہے!'۔ انہوں نے ہی مجھے مصعب بھائی کے ہمراہ 'قاری عبد العزیز'، جن کا ذکر زیرِ نظر سلسلے کی دوسری نشست میں گزر چکا ہے، کے گھر بھجوایا تھا۔

ہم قاری صاحب کے گھر پر ہی تھے کہ ایک روز صبح صبح قاسم بھائی وہاں آ گئے۔ قاری صاحب جو مہمانوں کی تکریم کی خوبی سے خوب بہرہ مند تھے ناشتے میں بل والے پراٹھے[24]، انڈے اور چائے لے کر آئے۔ پراٹھے خوب لذیذ تھے، کھاتے ہوئے قاسم بھائی میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ انہیں تو والدہ کے ہاتھ کے پراٹھے یاد آتے ہوں گے۔ میں نے ذرا بے اعتنائی سے جواب دیا تو اس پر قاسم بھائی فوراً کہنے لگے: ''والدہ کے ہاتھ کے پراٹھے یاد آنے چاہئیں جی، یہ ان کا حق ہے کہ انہیں یاد کیا جائے''۔ کچھ دیر بعد کہنے لگے کہ والدین کا حق ہے کہ جب بھی موقع میسر ہو تو اپنی خیریت کی اطلاع ضرور ان کو بھجوائی جائے۔

قاسم بھائی کی یہ نصیحت کم از کم دو اسباق رکھتی ہے۔ ایک تو ظاہر ہے جو ان کے الفاظ ہیں وہی مراد ہے۔ جبکہ دوسری بات یہ ہے کہ بعض دفعہ، بعض مجاہد ساتھی اپنے گھر کو اہمیت نہیں دیتے[25] اور گھر وغیرہ میں رابطہ کم کم رکھتے ہیں، سو ان کو نصیحت بھی ہے اور تنبیہ بھی کہ اس عمل سے غافل نہ رہیں۔

قاسم بھائی کا تعلق شمالی پنجاب کے خطۂ سطح مرتفع پوٹھوہار کے علاقے راولپنڈی سے تھا۔ قاسم جہادی نام تھا اور اصل نام راجہ خرم سعید کیانی۔ چھوٹی عمر میں راہِ جہاد کے راہی بنے، بتانے والوں نے آغازِ سفر جہاد کی عمر سولہ سترہ برس بتائی۔ عموماً اسی عمر میں معاشرے کے عام لڑکے یونیورسٹیوں یا میڈیکل و انجنیئرنگ کالجوں کا رخ کرتے ہیں اور قاسم بھائی نے جامعۃ الجہاد[26] کا رخ کیا۔ ابتدائی چند سال وہ پاکستان میں ہی ایک جہادی تنظیم سے وابستگی کے ساتھ، ابتدائی اور پھر اعلیٰ درجے کی عسکری مہارتیں سیکھتے رہے اور اپنے ذمہ امور کی ادائیگی میں لگے رہے۔ قاسم بھائی کسی ابنِ قاسم کی مانند ہندو برہمنوں اور راجوں کی قید سے کشمیر کی مظلوم بہنوں کو چھڑانے کے جذبے کے ساتھ، ہندوستانی مقبوضہ کشمیر چلے گئے۔ قاسم بھائی کی غیرت، خصوصاً مسلمان خواتین کے بارے میں ان کے غیرت مند ہونے کا راقم خود بھی گواہ ہے۔

قاسم بھائی ایک بہترین استخباراتی[27] حس اور مہارت رکھنے والے مجاہد تھے۔ وہ دشمنانِ دین کے خلاف، ایک کامیاب استخباراتی افسر کی حیثیت سے کشمیر و ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں (سری نگر و نئی دہلی) میں سات سال سے زائد عرصہ رہے۔ وہ اس عرصے

---

[24] یہ پراٹھے برِّ صغیر میں اکثر کھائے جاتے ہیں۔ گوندھے ہوئے آٹے کا پیڑا بیلنے کے بعد اس میں گھی لگایا جاتا ہے اور پھر بیلے ہوئے پیڑے کو گول گھما کر تہ کیا جاتا ہے۔ پھر اس کا دوبارہ پیڑا بنا کر بیلا جاتا ہے اور پھر اس کو توے پر تلتے ہیں جس سے تہوں میں موجود گھی رِس رِس کر باہر نکلتا ہے اور پراٹھے کو یہ عمل خوب خستہ اور کُرکُرا بنا دیتا ہے۔

[25] جس کی بعض دفعہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ انہیں گھر سے اجازتِ جہاد نہیں ملی ہوتی سو وہ ایک ردِ عمل کا شکار ہو کر گھر والوں کے خلاف ہو جاتے ہیں اور ان کا حق ادا کرنے سے غافل ہو جاتے ہیں جو کہ ایک قابلِ مذمت عمل ہے۔

[26] جامعۃ الجہاد: University of Jihad

[27] Intelligence

میں پاکستان بھی آئے گئے اور اس کے لیے نیپال کا راستہ بھی استعمال کیا۔ ہندوستان میں قیام کے دوران وہ بظاہر ایک دنیادار، پیشہ ور دفتر میں رہے اور وہاں ان کے ساتھ اسلحہ بھی ہوا کرتا تھا۔ قاسم بھائی رحمہ اللہ نے میرے مرشد انجنیئر اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ کو شہری جنگ کے حوالے سے کئی مفید اور نادر مشورے دیے۔ یہ مشورے خصوصاً اسلحے کو دشمن اور اس کے جاسوسوں کی نگاہوں سے اوجھل رکھنے اور ضرورت پڑنے پر فوری نکالنے جیسے امور سے متعلق تھے۔

سنہ ۲۰۱۴ء کے اختتام پر، افغانستان کے صوبۂ پکتیکا میں مجاہدین کی روزانہ رات گئے ایک مجلس جمتی تھی۔ ہر کوئی اپنے ماضی کا کوئی قصہ یا کوئی جہاد میں ظاہر ہونے والی نصرت یا کرامت کا احوال سناتا۔ بدقسمتی سے ایک روز میں اس مجلس میں نہ تھا اور قاسم بھائی نے کہا کہ ایک واقعہ آج میں بھی سناتا ہوں۔ البتہ میرے ایک نہایت محبوب اور بڑے بھائی معاویہ حسن اس مجلس میں موجود تھے۔ معاویہ حسن بھائی ہی نے مجھے یہ واقعہ اگلے روز یا اس سے اگلے روز سنایا۔ واقعہ حرف بہ حرف تو مجھے یاد نہیں البتہ جس قدر یاد ہے تو دہرانے کی کوشش کرتا ہوں۔

قاسم بھائی نے بتایا کہ ایامِ جوانی میں وہ سری نگر کے ایک متموّل علاقے میں ایک انصار کے یہاں رہتے تھے۔ انصار ایک بزرگ خاتون تھیں۔ ایک روز ان بزرگ خاتون نے قاسم بھائی کو بتایا کہ ان کا بھی ایک بیٹا مجاہد تھا اور شہید ہو چکا ہے۔ انہوں نے واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ فلاں سال میں حج کے لیے جا رہی تھی، مجھے پہلے سری نگر سے دِلّی جانا تھا اور دِلّی سے ان کی پرواز غالباً جدّہ کے لیے تھی۔ ان کا سفرِ حج سری نگر سے شام چار بجے شروع ہونا تھا اور روانگی سے پچھلے دن انہیں یہ اطلاع ملی کہ ان کا وہ مجاہد بیٹا قریباً ایک ماہ قبل جموں و کشمیر کے کسی علاقے میں شہید ہو گیا تھا اور اس کی تدفین ہندوستانی فوجیوں نے کر دی تھی۔ یہ خبر پاتے ہی ان بزرگ خاتون نے اپنے دوسرے بیٹے سے کہا کہ میں نے کل حج کے سفر پر روانہ ہونا ہے، تم آج ہی جاؤ اور اس شہید کی نعش کو لے کر آؤ۔ میں اپنے شہید بیٹے کا آخری دیدار کروں گی اور پھر حج کے لیے روانہ ہوں گی۔

کہنے لگیں کہ میرا بیٹا فوراً روانہ ہو گیا۔ جس جگہ میرا مجاہد بیٹا شہید ہوا تھا وہ سری نگر سے کافی دور تھی اور میرے دوسرے بیٹے کو اس جگہ پہنچتے پہنچتے آدھی رات ہو گئی۔ میرے شہید بیٹے کو انڈین آرمی کے کسی فوجی یونٹ کے علاقے میں دفنایا گیا تھا۔ میرا بیٹا وہاں پہنچا اور وہاں کے فوجی افسروں سے بات کی اور بتایا کہ ان کے پاس بہت کم وقت ہے انہیں واپس بھی جانا ہے۔ اس کے جواب میں فوجیوں نے کہا کہ ہمیں تو اس کی قبر کشائی کا اختیار نہیں ہے البتہ ہمارے کمانڈنگ آفیسر صاحب اس کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اگر آپ قبر کشائی کرنا چاہتے ہیں تو ان کا آرڈر چاہیے ہو گا اور نصف رات بیت چکی ہے اور کمانڈر صاحب کی عادت ہے کہ وہ رات کو شراب پیتے ہیں اور کسی سے نہیں ملتے۔ یہی حل ہے کہ آپ ان کے گھر چلے جائیں، اگر تو وہ مل گئے تو یہ کام ہو سکے گا ورنہ ہم معذرت خواہ ہیں۔ اللہ کے فضل سے شہید کی برکت و کرامت ہی کا سلسلہ تھا کہ اس رات کمانڈنگ آفیسر جو کہ سکھ تھا، نے شراب نہ پی تھی۔ وہ آیا اور ساری بات سن کر خود ساتھ روانہ ہوا۔ راستے میں ایک جگہ اس نے رکنا چاہا تو شہید کے بھائی نے استفسار کیا کہ کیوں رکنا چاہتے ہیں؟ اس پر افسر نے بتایا کہ ہم کئی بار قبر کشائیاں کر چکے ہیں، لاشیں سڑ چکی ہوتی ہیں اور شدید بدبو ہوتی ہے، اس لیے کچھ عطر اور خوشبوئیں وغیرہ لے لوں۔

شہید کے بھائی نے کہا کہ اگر تو میرا بھائی (اللہ کے راستے میں) شہید ہوا ہے تو آپ فکر نہ کریں کوئی بدبو نہ ہو گی۔ شہید کے بھائی کے اصرار پر کمانڈر نے یہ بات مان لی اور قبر کشائی کے لیے چل دیے۔ قبر کھولی گئی تو ایک ماہ قبل جس بدن کا روح سے تعلق منقطع ہوا تھا وہ بالکل تر و تازہ تھا اور ایک خوشبو اس بے جان جسم سے پھوٹ رہی تھی۔ یہ دیکھ کر سکھ افسر جو دنیا کے بدترین کفار کی فوج سے تعلق رکھتا تھا، متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے اس شخص کی نعش کو سلیوٹ[28] کیا جس کو اسی کے بندوں نے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد فوجی اعزاز کے ساتھ اس شہید کی نعش کو اس کی کرامت ظاہر ہونے پر اس سکھ افسر نے سلامی[29] پیش کی۔ اس افسر نے کہا کہ رات کا زیادہ وقت گزر چکا ہے اور پورے راستے پر سری نگر تک فوجی ناکے ہوں گے جو آپ کو ہر جگہ روکیں گے۔ اس لیے میں تمام چوکیوں پر اطلاع دے رہا ہوں کہ آپ کو نہ روکا جائے۔

یوں بنا کسی مشکل شہید کا بھائی، اپنے بھائی کی نعش لے کر اگلے دن سری نگر میں واقع اس گھر میں پہنچا (جہاں قاسم بھائی کو والدۂ شہید نے یہ واقعہ سنایا)۔ عالی ہمت ماں نے شہید کا دیدار کیا، بوسہ دیا اور حج کے لیے روانہ ہو گئیں۔

---

[28] Salute

[29] Guard of Honour

جب میں نے یہ واقعہ معاویہ حسن بھائی کی زبانی سنا تو خواہش پیدا ہوئی کہ اس واقعے کو قاسم بھائی سے ریکارڈ کروالیا جائے، لیکن کچھ ہماری کم نصیبی اور کچھ قاسم بھائی کی کسرِ نفسی کے انہوں نے اعلام کے سامنے یہ واقعہ سنانے سے گریز کیا۔

جیسا کہ عرض کیا کہ قاسم بھائی عرصہ سات سال کے قریب کشمیر و ہندوستان میں رہے۔ ان کی جہادی کارروائیوں کے سبب دشمن ان سے اتنا پریشان ہوا کہ اس نے ان کو اپنے مطلوبین کی فہرست میں شامل کر لیا۔ ہندوستان میں انتہائی مطلوب ہو جانے کے بعد قاسم بھائی اکثر راتیں سڑکوں وغیرہ پر گھومتے یا کسی فٹ پاتھ وغیرہ پر سو کر گزارتے۔ ایک عرصہ مستقل راتوں کے اس طرح کے معمول کے سبب ان کی رات کی نیند تادمِ آخریں انتہائی کچی ہو گئی تھی۔ ذرا سی آہٹ پر ان کی آنکھ کھل جایا کرتی۔ اس عارضے کی وجہ سے وہ اکثر صبح ہونے کے بعد چند گھنٹے سویا کرتے تھے۔

محبت کرنے والے کئی قسم کے ہوتے ہیں، کچھ ایسے ہوتے ہیں جو محبت میں اظہار کو لازمی سمجھتے ہیں اور کچھ محبت میں اظہار کے قائل نہیں ہوتے۔ یا یوں کہیے کہ ان کا اظہار عام طور پر اظہار کی طرح نہیں ہوتا۔ میری رائے میں قاسم بھائی بھی اسی دوسری قسم کے افراد میں سے تھے۔ محبت وہ کرتے تھے لیکن بیٹھ کر گھنٹوں محبت ہی کی باتیں کرنے والے نہیں تھے۔ پھر بھی ان کی محبت کے اظہار کو دیکھنے کا مجھے چند بار موقع ملا۔ ایک بار ہم غزنی و زابل کی تشکیل پر روانہ ہو رہے تھے اور وزیرستان سے افغانستان نئے نئے آئے تھے۔ افغانستان کے رسم ورواج اور طور طریقوں سے ہم آگاہ نہ تھے۔ سب سے اہم بات ہمیں پگڑی ہی باندھنا نہیں آتی تھی۔ سب آگے کو روانہ ہو رہے تھے اور میں مسجد میں کھڑا پگڑی باندھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ قاسم بھائی آئے اور نہایت شفقت اور محبت سے میرے سر پر پگڑی باندھی، پھر کہنے لگے آپ بھی طالب لگتے ہیں جی!

قاسم بھائی ساتھیوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی ضروریات کا پوچھتے اور پوری کرتے۔ ساتھیوں کو اچھے سے اچھا اسلحہ خرید کر دینے کی کوشش کرتے۔ ایک صفت ان کی یہ تھی کہ جب بھی ساتھیوں سے ملنے کے لیے مراکز وغیرہ میں جاتے تو ضرور ساتھ میں بڑی مقدار میں گوشت یا پھل لے کر جاتے۔ کئی بار ان کا مراکز میں چکر لگتا تو ساتھیوں کی فرمائش پر بکرا یا دنبہ وغیرہ بھی ساتھیوں کو کھلاتے۔

جب تک ان کی شادی نہ ہوئی تھی تو تب تک میں خود اس کا گواہ ہوں کہ دن رات ساتھیوں اور جہاد کی ضروریات اور کاموں میں مگن رہتے اور جو کچھ وقت ملتا تو اپنی نجی ضروریات پوری کرتے۔ انہی ضروریات میں سے ایک اپنے کپڑے دھونا تھا۔ وہ کمانڈان تھے، جہادی قائد تھے، عسکری ذمہ دار تھے لیکن یہ خدمت بھی خود ہی کیا کرتے۔

چنے کی دال ان کی طبیعت کو بالکل نہ بھاتی تھی۔ کھاتے تھے تو پیٹ چل جاتا تھا۔ اس کے باوجود کئی ماہ مستقل وہ چنے کی دال ہی کھاتے رہے کہ ان کے انصار ان کو یہی کھلاتے تھے۔ انہوں نے کبھی اس بات کا اظہار نہ کیا تھا کہ یہ دال کھانے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ مجھے بھی یہ بات تب پتہ چلی جب ایک تشکیل کے دوران، تشکیل کے امیر بھائی عبد الاحد سے ساتھیوں نے کھانا اچھا نہ ملنے کی شکایت کی۔ اس شکایت کے جواب میں عبد الاحد بھائی جو پشتون تھے اپنے لہجے اور انداز میں کہنے لگے کہ قاسم (امیر ہونے کے باوجود) مستقل چنے کی دال کھا رہا ہے، حالانکہ اس کو وہ بالکل پسند نہیں ہے، تم سب کو بھی گزارہ کرنا چاہیے۔

اسی مذکورہ تشکیل میں ساتھیوں نے قاسم بھائی کے لیے شکایت کا پیغام بھیجا کہ لوگ ہماری عزت نہیں کرتے۔ اس پر قاسم بھائی نے جواب بھجوایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص تہجد کی نماز پڑھتا ہے اللہ اسے لوگوں میں عزت عطا فرماتے ہیں۔ ساتھیوں کو چاہیے کہ تہجد کا اہتمام کریں[30]۔ قاسم بھائی اپنے ہمراہ حدیث کی کوئی نہ کوئی کتاب رکھتے اور پڑھتے رہتے تھے۔ میں نے ان کو "سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، للشیخ ناصر الدین الألبانی" پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے علاوہ ایک رات ہم مصروفیت کی بناء پر دیر سے سو رہے تھے اور صبح جلدی جاگنا تھا، اس غرض سے الارم (Alarm) لگانے کی بات کر رہے تھے کہ قاسم بھائی نے کہا کہ میں نے کنز الاعمال[31] میں پڑھا ہے کہ جو شخص رات کو سورۃ الکھف کی آخری پانچ آیات تلاوت کر کے سوئے گا تو جس وقت وہ چاہے گا، باذن اللہ جاگ جائے گا۔

---

[30] اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ بندۂ مومن لوگوں کی نگاہ میں بلندی کی غرض سے تہجد پڑھتا ہے بلکہ یہ دعا کئی جگہ احادیث میں آئی ہے کہ اے اللہ مجھے لوگوں کی نظر میں بلند کر دے اور میری اپنی نظر میں میری حقیقت مجھ پر کھول دے۔ لوگوں کے سامنے ذلیل ہونا یا ذلیل کرنا دینِ اسلام کا مطمح نہیں ہے۔

[31] غالباً کنز الاعمال ہی کا ذکر انہوں نے کیا تھا۔

قاسم بھائی مسلکاً اہلِ حدیث تھے لیکن انہوں نے کبھی مسلک کی بنیاد پر ساتھیوں اور معاملات میں تفریق نہیں کی۔ یہ خاصا ان کا اپنا بھی تھا اور صحبتِ استاذ کا ثمر بھی۔ ذکر آ ہی گیا ہے تو عرض کرتا چلوں کہ استاذ یہ بات یقین کی حد تک مانتے تھے کہ امت کے فروعی و مسلکی اختلافات جہاد کے پلیٹ فارم ہی پر حل کر کے امت کو اتحاد و اجتماع کی جانب لے جایا جا سکتا ہے۔ ایک ایسا اتحاد اور اجتماع جس کے ساتھ برکتیں اور رحمتیں وابستہ ہوتی ہیں اور جس کا نتیجہ اسلام اور اہلِ اسلام کی سربلندی ہوتا ہے۔ جہاد امت کو جوڑتا ہے اور ایک سیسہ پلائی دیوار بناتا ہے۔ استاذ نے یہ روح اپنے ہر مصاحب اور ساتھی میں پھونکی تھی، اللہ ان کے درجات بلند فرمائیں، آمین۔ استاذ، حاجی ولی اللہ، قاری عمران، خطاب منصور بھائی رحمہم اللہ وغیرہ کی بے پناہ محنتوں اور جد و جہد سے جب جماعت القاعدہ برِّصغیر وجود میں آئی تو اہلِ سنت کے ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے مجاہدین اس میں شامل ہوئے۔ استاذ کے خون نے، استاذ کی اس تڑپ کو سیکڑوں مجاہدین کے دلوں میں منتقل کر دیا۔ آج اس جماعت اور فکر سے وابستہ بچہ بچہ اتحادِ امت کا حقیقی داعی ہے۔

قاسم بھائی قائدِ اہلِ سنت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سنا کرتے اور اہلِ سنت کے دشمن روافض سے اپنے ایمانی بغض اور نفرت کا اظہار بعض دفعہ مولانا حق نواز رحمہ اللہ ہی کے الفاظ میں کیا کرتے۔

قاسم بھائی سنتوں، اذکار اور تلاوت کی مستقل پابندی کیا کرتے تھے۔ وہ سنہ ۲۰۱۴ء میں ایک ڈرون حملے میں زخمی ہوئے تھے اور ایک آہنی پارچہ ان کے گھٹنے کی ہڈی[32] کے نیچے گھس گیا تھا جو دمِ شہادت تک ان کے لیے تکلیف کا باعث بنا رہا اور اس سبب سے وہ کبھی کبھار لاٹھی کا سہارا بھی لے کر چلا کرتے تھے۔ ان پر جب مذکورہ ڈرون حملہ ہوا تو رات کے وقت وہ لواڑہ منڈی کے علاقے میں، مجاہدین کے ایک مرکز میں، عمر افغانی بھائی کے ساتھ خیمے میں سو رہے تھے۔ میزائیل ان کے خیمے کے یا تو بالکل اوپر لگا یا پھر بالکل ہی قریب۔ اس کے سبب بھائی عمر افغانی شہید ہو گئے اور قاسم بھائی زخمی ہوئے۔ رِستے خون اور زخموں کے سبب قاسم بھائی بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد فجر کے وقت ان کو ہوش آیا۔ جب ہوش آیا تو انہوں نے اس حالتِ بے بسی میں تیمم کیا اور لیٹے لیٹے، اپنے پورے زور کے ساتھ اذان دی اور پھر نماز پڑھی۔ اقبال رحمہ اللہ شاید اسی طرح کے کسی مجاہد سے واقف تھے جو انہوں نے مجاہد کی اذان کی تعریف و تحمید اپنی ایک نظم میں کی۔ ایسی اذان جو مالکِ حقیقی کی عظمت کا مشاہدہ کرنے کے بعد دی گئی ہو۔ ایسی اذان جو کسی عارفِ لازوال کی اذان ہو۔

ع وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود

ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

قاسم بھائی دورِ حاضر میں برِّصغیر میں جاری جہاد کے ابواب میں سے ایک عالی باب تھے۔ ان کی ۱۴۳۹ھ کے آغاز اور ۲۰۱۷ء کے آخری نصف میں شہادت کے ساتھ جہاد کا یہ اہم باب بند ہو گیا۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ بقولِ اقبالؒ:

ع ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا!

آج کی مجلس استاذ کو قاسم بھائی کے ذکر کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ استاذ رحمہ اللہ کے ایک قریبی ساتھی محترم بھائی داؤد غوری نے بتایا کہ حضرتِ استاذ شہادت سے ایک ماہ قبل فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی شہید کا ذکر کیا کریں تو ساتھ میں یہ بھی کہا کریں کہ اللہ پاک اس کی مغفرت فرمائیں اور شہادت قبول فرمائیں۔ سو ہم استاذ ہی کی نصیحت پر ان کے لیے، قاسم بھائی کے لیے اور دیگر شہدائے اسلام کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ پاک ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں، ان کی شہادتوں کو قبول فرمائیں اور ہمیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے نقشِ قدم پر چلنے والا بنائیں، آمین یا ربّ العالمین۔

و آخر دعوانا أن الحمدللہ ربّ العالمین۔ و صلی اللہ علی نبینا و قرۃ أعیننا محمد و علی آلہ و صحبہ و من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین۔

(جاری ہے، ان شاء اللہ)

☆☆☆☆☆

”اے مجاہدین! مجھے آپ کے دشمن کی کثرت کی وجہ سے کوئی خوف نہیں، نہ ہی جدید و اعلی اسلحے سے، نہ ہی اس بات کہ وہ بہت قوی اور مجتمع لشکر آپ پر مسلط کر چکے ہیں بلکہ مجھے آپ کے بارے میں آپ ہی کی ذاتیات کا خوف ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کو وھن، کمزوری، بزدلی یا گناہوں کی کثرت نہ آن پکڑے“۔

امیر الاستشہادین شیخ ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ

[32] Knee cap

خیالات کا ماہنامچہ

ذہن میں گزرنے والے چند خیالات واحساسات: اگست ۲۰۱۸ء تا فروری ۲۰۱۹ء

معین الدین شامی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا نہایت شکر واحسان ہے، اس کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اپنے ناچیز بندوں کو ایمان واسلام کی نعمت سے نواز رکھا ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی سعادت بخشی، وہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام جو رحمتوں والے بھی ہیں اور جنگوں والے بھی۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مرتے دم تک ایمان واسلام پر قائم رکھیں، موت آئے تو شہادت کی صورت...ایسی شہادت جو گناہوں کو دھوڈالے اور نیکیوں میں ارب ہا ارب اضافوں کا سبب ہو، آمین یا ربّ العالمین۔

گردشِ ایام:

چند روز پہلے سوچ رہا تھا کہ یہ گردشِ ایام کا محاورہ کیسا ہے؟ پھر اپنے محبت کرنے والے اللہ کا یہ فرمان ذہن میں آوارد ہوا، وتلك الايام نداولها بين الناس... ہم لوگوں کے درمیان دنوں کو پھیرتے رہتے ہیں۔ ذرا دیکھیے تاریخ جب سے اس کا وجود ہے، اسی گردشِ ایام سے عبارت ہے۔ کہیں بدر ہے، کہیں اُحد ہے۔ کہیں فتح ونصرت کے بعد نعرۂ تکبیر ہے تو کہیں تپتی ریت میں پتھر کی تپتی ہوئی سِلیں سینے پر رکھ کر روح وبدن کو داغنے کی کوشش کے جواب میں اَحد اَحد ہے۔

آج دیکھیے، دو دِہائیاں ہونے کو آئی ہیں، احزاب 'افغانستان میں اُترے تھے۔ اہلِ ایمان کو اُحد ساز خم سقوطِ امارت کی صورت لگا تھا۔ پھر آج کیسا ہے؟ فتحِ مکہ کا منظر نامہ ہے۔ جو کفار واشرار کل تک غرور وتکبر کے منتہٰی پر بیٹھ کر بس آتش وآہن برساتے تھے... آج اس امت کے صبر ورباط سے ذلت آمیز ہار مان کر زلمئے خلیل زادوں کی صورت اپنے امن کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

بالکل ہی چھوٹی سطح پر دیکھیں، عدسے سے دیکھیں تو راقم جیسے کو چھ ماہ یہ ماہنامچہ اپنے محبوب لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ گردشِ ایام ہے آخر۔ اللہ نے بڑا ہی فضل اور کرم کیا کہ پھر سے یہ خیالات واحساسات لکھنے کی سعادت عطا فرمادی، اس بار پچھلے چھ ماہ کے احساسات وخیالات پیشِ خدمت ہیں۔ اللہ پاک اس کوشش کو جہاد باللسان اور جہادِ قلم کی صورت میں مقبول فرمالیں، آمین۔

سانحۂ ساہیوال اور نئے خودکش بمبار!

'پاک'فوج اور 'پاک'حکومت کو مبارک ہو! ضربِ عضب اور ردّ الفساد آپریشن کے نتیجے میں جو 'خودکش'بمبار انہوں نے بے شمار تعداد میں قتل کیے تھے ان کی پھر سے نمو ہونے کو ہے۔ ساہیوال میں ٹول پلازے پر اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو گولیوں سے بھنتا دیکھنے والے، پس ماندہ بچے نئے خودکش بمبار ہیں۔ ان بچوں کو ان غنڈوں کی شکلیں یاد ہیں اور ماں باپ، بہن بھائیوں اور اولاد کا بدلہ تو جانور بھی لے لیتے ہیں!

پیغامِ پاکستان: سانحۂ ساہیوال کا ذمہ دار!

اس واقعے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور فرمان یاد آگیا کہ تم میں سے جب کوئی برائی دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے، اس کی استطاعت نہ پائے تو زبان سے روکے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دِل میں برا جانے اور یہ دل میں برا جاننا ایمان کا 'اضعف' یعنی کمزور ترین درجہ ہے، أو كما قال عليه الصلاة والسلام۔

اس واقعے کے ذمہ دار چند سی ٹی ڈی کے اوباش غنڈے نہیں! ہر ہر وہ شخص ذمہ دار ہے جو اس برائی کو ہوتا دیکھ رہا ہے اور دل میں برا جاننا تو درکنار انہی غنڈوں کو ملک ووطن کا محافظ قرار دے رہا ہے۔ ہر وہ شخص ذمہ دار ہے جو اس ظلم کو دیکھتا ہے اور ان غنڈوں سے بدتر اوباشاوں کو فوجی عدالتیں لگانے کی اجازت دیتا ہے۔ پیغامِ پاکستان نام کے بیانیے اس وحشیانہ قتل کے ذمہ دار ہیں۔ ان سرکاری ودرباری حضرات کے فتاویٰ اس کے ذمہ دار ہیں جن کی آشیر باد سے یہ فوج اور ایجنسیوں اور سی ٹی ڈی کے غنڈے معصوموں کا قتلِ عام کررہے ہیں!

شاید جنگل میں کوئی کتا بھی ظلماً قتل ہو جائے تو جنگل کا قانون اس کے لیے کوئی شق رکھتا ہو۔ لیکن اس اندھیر نگری میں نہ کوئی قانون ہے، نہ روک ٹوک ہے اور نہ کوئی انسانیت... بلکہ حیوانیت بھی نہیں، یہاں پیغامِ پاکستان ہے! شیر اور بھیڑیا بھی بھرے پیٹ چیر پھاڑ نہیں کرتا لیکن پیغامِ پاکستان پر عمل کرنے والے انسان ہر وقت، کسی کو بھی دہشت گرد قرار دے کر قتل کرسکتے ہیں!

یہ واقعہ وطنِ عزیز میں جاری سی ٹی ڈی، آئی ایس آئی اور اس طرح کے دیگر غنڈوں کی بدمعاشی، منہ زوری، تکبر اور وحشی پنے کو واضح کرتا ہے۔ کاش کوئی ہوتا جو ان فساد فی

الارض کے مرتکب غنڈوں کی کھوپڑیاں اڑاتا... تا کہ کوئی اور مظلوم آئندہ یوں بے دردی سے شہید نہ ہو!

خدارا! ہوش کے ناخن لیجیے۔ اس سے پہلے کہ آپ کو دہشت گرد قرار دے کر کسی چوک چوراہے پر گولیوں سے بھون دیا جائے۔ سرفراز شاہ اور چیچن خواتین کو انصاف دلایا ہوتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ لیکن میرے وطن کا بانکا سپاہی اور پیغامِ پاکستان جو کہے گا وہی مانا جائے گا ناں!

پیغامِ پاکستان کیا ہے؟

عرصہ ایک سال یا اس سے زائد ہوئے کہ وطنِ عزیز میں ''پیغامِ پاکستان'' کا غلغلہ ہے۔ پیغامِ پاکستان کیا ہے؟

پیغامِ پاکستان، ریاستِ پاکستان کا بیانیہ ہے۔ بیانیہ: جسے رسمی مؤقف، رسمی عقیدہ، رسمی فلسفہ، وغیرہ کہا جا سکتا ہے۔ اس بیانیے میں تاریخی و جغرافیائی، عقیدۂ اسلام، حصولِ پاکستان کے مقصد، موجودہ ریاستِ پاکستان کے اسلامی ریاست ہونے اور نفاذِ اسلام کی صدا بلند کرنے جیسے نکات کی 'قانونی'، 'اخلاقی'، 'شرعی' اور 'تاریخی' حیثیت کی وضاحت کی گئی ہے۔

چند سطروں میں کہا جائے تو اس بیانیے میں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حصولِ پاکستان کی خاطر چھ لاکھ سے زائد سر کٹوانے، لاکھوں بہنوں کی عزتیں لٹوانے، لاکھوں لوگوں کا گھر بار چھوڑنے کا نتیجہ آج کا پاکستان ہے۔ کہا گیا ہے کہ آج وطنِ عزیز میں جو نظام نافذ ہے، یہی ان قربانیوں کا مقصود و مطلوب 'اسلامی پاکستان' ہے۔ یہاں کا آئین اسلامی ہے، یہاں کا سربراہ 'امامِ عادل' ہے۔ یہاں اگر آج کوئی یہ کہے کہ اسلام نافذ کرو تو وہ باغی ہے، خارجی ہے۔

پیغامِ پاکستان کی 'محنت' کا آغاز سال ۱۴۳۸ھ کے رمضان بمطابق ۲۰۱۷ء کے موسمِ گرما میں ہوا تھا۔ ۳۱ حضرات سے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر دستخط کروائے گئے تھے جس پر 'متفقہ فتویٰ' کا عنوان درج تھا۔ یہ 'متفقہ فتویٰ' کا آئیڈیا اتنا 'مقبول' ہوا کہ چند ماہ پہلے افغانستان میں بھی اس کا نشرِ مکرر دیکھنے کو ملا۔ افغانستان میں 'کرزئی، غنی اور عبداللہ' کی طالبان مخالف 'اسلامی حکومت' نے ہو بہو اسی عنوان سے اس کاغذ کو نشر کیا۔ ۳۱ کا عدد ان کو کم لگا سو یہ انہوں نے بڑھا دیا۔

اس 'متفقہ فتویٰ' کے بعد ۱۷۹۸ مزید دستخط لیے گئے اور کئی ماہ کی محنتِ شاقہ کے بعد ۱۸۲۹ کا عدد پورا ہوا۔

ہمارے یہاں ۳۱ نہیں ۳۱۳ کا عدد معروف ہے۔ ۱۸۲۹ نہیں ۱۸۵۷ ہمارے لیے شرف و اعزاز کا سبب ہے کہ اس سال ہمارے اہلِ ایمان، برِّ صغیر کے باشندوں نے خون سے بنیادِ اسلام کو برِّ صغیر میں ایک بار پھر تازہ کیا تھا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ 'نفاذِ شریعت کی جدوجہد کرنے والے' 'دہشت گردوں' کی کمر توڑ دی گئی ہے۔ ان باغیوں سے وزیرستان و قبائل چھینے جا چکے ہیں۔ امن قائم کیا جا چکا ہے۔ مٹھی بھر شر پسندوں کو مسل دیا جا چکا ہے۔ یہ سب دعوے اور نتائج پیغامِ پاکستان کا تعارف ہیں۔

دشمن عموماً جنگ ہارنے کے بعد کچھ ایسے دلائل اور بہانے گھڑ لاتا ہے جن کے ذریعے جنگ کچھ دیر اور لڑی جا سکے۔ سوال ہے کہ جیتی ہوئی جنگ کے بعد اس قسم کے بیانیے چہ معنیٰ دارد؟ جواب ہے کہ دشمن پہاڑوں کے پیچھے، نگاہوں سے اوجھل، گودوں میں پلتے، معسکروں اور مدرسوں میں نکھرتے، ۱۸۵۷ کے وارثوں اور ۳۱۳ امانت داروں کے پیروکاروں سے خوف زدہ ہے۔

پیغامِ پاکستان کیا ہے... پیغامِ پاکستان، ہاری ہوئی جیتی گئی جنگ کا نتیجہ اور آنے والی ہاری ہوئی جنگ کا پیش خیمہ ہے کہ فاتحین کاغذ کے ٹکڑوں پر نہیں اپنے عمل سے اپنا پیغام چہار دانگِ عالم میں پہنچایا کرتے ہیں۔ فتح کے لیے امریکہ کا سہارا، چھ لاکھ فوج اور ۱۸۲۹ جعلی دستخط نہیں ایک اللہ کی مدد چاہیے ہوتی ہے جو پیغامِ پاکستان کی تحریری 'شہادت' کے بعد ایمان و نفاق کے دو خیموں کی صورت واضح ہو گئی ہے۔

زینب انصاری کی شہادت کے ایک سال بعد... مسائل اور حل!

قصور کی ننھی کلی، زینب انصاری کو شہید ہوئے ایک برس سے کچھ زیادہ ہو گیا اور ۲۰۱۸ء کے اختتام پر پھر اس طرح کی درندگی میڈیا میں رپورٹ ہوتی رہی۔ اللہ کے فضل سے ایک برس قبل ایسے جرائم کے تدارک کے لیے کچھ تجاویز اور حل نوائے افغان جہاد کے جنوری ۲۰۱۸ء کے شمارے کے خیالات کے ماہنامچے میں چھپے تھے۔

سال ۲۰۱۸ء کے اختتام پر ایک نجی ادارے 'ساحل' کی رپورٹ کے مطابق، ۲۰۱۸ء میں بچوں سے جنسی زیادتی کے تین ہزار چار سو پینتالیس (۳۴۴۵) واقعات رپورٹ ہوئے۔ یومیہ بنیاد پر اوسط رپورٹ ہونے والے واقعات بارہ (۱۲) تھے۔

ذرا غور کیجیے، یہ پاکستانی معاشرہ ہے اور اس میں معصوم بچوں سے جنسی تشدد کے یومیہ بارہ واقعات رپورٹ ہو رہے ہیں۔ نجانے کتنے ہیں جو رپورٹ نہیں ہو رہے۔ صرف رپورٹ ہونے والے واقعات ہی کے بارے میں ذرا سا سوچیں تو دِل دہل جاتا ہے۔ ذرا اپنی معصوم بیٹی اور اپنے معصوم بیٹے کے حوالے سے سوچیے۔

- سوچیے کہ عمران علی[33] جیسے ہوس کے پجاری کو تیز ترین عدالتی کارروائی اور 'انصاف' کے کٹہرے سے موت کی سزا کے باوجود آخر کیوں معصوم بچوں کے ساتھ اس جرم کے ارتکاب کا سلسلہ رکنے کے بجائے بڑھ گیا؟
- بھلے تیز تر 'انصاف' سے بچوں سے زیادتی کرنے والوں کو سُولی پر لٹکا دیا جائے لیکن جب تک جرم پر صحیح سزا (یعنی شرعی سزا) کا نفاذ نہ کیا جائے گا تب تک یہ جرائم نہ رکیں گے۔

کچھ مزید عرض کرنے سے پہلے کچھ اعداد و شمار پیش کرنا صائب ہو گا۔

- دنیا بھر میں، سنہ ۲۰۱۱ء کے ایک تجزیے کے مطابق اس زیادتی کا شکار ہونے والے بچوں نے خود جو اس جرم کو رپورٹ کیا تو اس کی فیصد تعداد (نابالغ) بچیوں میں ۱۲.۷ فیصد سے
- ۱۸ فیصد ہے اور (نابالغ) بچوں میں اس جرم کی شرح ۷.۶ فیصد ہے۔ یعنی دنیا بھر کے بچوں میں (لڑکوں اور لڑکیوں کو ملا کر) ہر سو میں سے تقریباً بارہ بچے جنسی وحشیوں کی ہوس کا
- شکار ہوتے ہیں۔ چھ برِّاعظموں[34] کی شرحِ تقسیم دیکھیں تو:

افریقہ	۱۹.۷۵ فیصد
ایشیا	۷.۷ فیصد
آسٹریلیا	۱۴.۵ فیصد
یورپ	۹.۵۵ فیصد
جنوبی امریکہ	۱۳.۶ فیصد
امریکہ و کینیڈا	۱۴.۰۵ فیصد

سنا تھا کہ سانپ اپنے بچے کھا جایا کرتا ہے لیکن یہ کیسا انسانی معاشرہ ہے جس میں اپنے ہی ہر سو میں سے بارہ بچوں کو جیتے جی قتل کر دیا جاتا ہے؟

اوپر بیان کی گئی فیصدی شرح میں سب سے کم جرائم کی تعداد ایشیا میں پائی جاتی ہے اور اس کی وجہ بھی بظاہر یہ ہے کہ یہاں کی ایک چوتھائی (۲۳.۸ فیصد) آبادی مسلمان ہے۔

آیئے چند بڑے مسائل پر نظر ڈالتے ہیں کہ یہ جرم کیوں جنم لیتا ہے:

- اس جرم کی بنیادی وجہ زمین پر خالقِ زمین کے نظام کا قائم نہ کرنا ہے۔
- فطری خواہشاتِ نفس کو فطری طریقے (نکاح) کے ذریعے پورا نہ کرنا ہے۔
- نکاح مشکل اور زنا کا آسان ہو (لڑکے کے لیے اٹھارہ سال اور لڑکی کے لیے سولہ سال سے پہلے نکاح قانوناً جائز/legal نہیں جبکہ زنا کی اجازت ہے۔ امریکہ میں تو باقاعدہ اس بدکاری کے لیے قانون موجود ہے جسے غالباً Romeo Juliet Act کہتے ہیں)۔
- شہوات کو بڑھانے کے لیے LGBT[35] تحریکات جو بدکاری کو مطلوب کہتی ہیں۔ بلکہ ان کو چاہیے کہ یہ بچوں اور محرم رشتوں سے بدکاری کو بھی قانونی قرار دینے کا مطالبہ کریں، اگر ہم جنس پرستی 'فطری' ہو سکتی ہے تو یہ قبیح جرائم 'فطری' کیوں نہیں؟
- پورنوگرافی اور نیم پورنوگرافی ('جائز' فلمی صنعت) کا فروغ

حل کیا ہے:

- زمین پر خالقِ زمین کے نظام کا قائم کرنا۔ وہ نظام جو انسانی ضروریات اور جبلت سے واقف ہے اور خواہشات کو پورا کرنے کا جائز طریقہ بتاتا ہے۔
- نکاح کو آسان اور زنا کو مشکل بنانا۔ جب تک نفاذِ شریعت نہیں ہو جاتا تب تک درجِ ذیل اقدامات کرنے کی ضرورت ہے (حضراتِ علمائے کرام، معاشرے کے با اثر افراد، خاندانی سربراہان اور والدین سے گزارشات):
  - نفاذِ شریعت کی کوشش۔ ان جرائم اور نظامِ بد کی سرکوبی کے لیے اس سے زیادہ اہم اور مؤثر حل کوئی نہیں ہے۔ اس لیے کہ نفاذِ شریعت 'شیطان کی دعوت، جو کہ تشبیہاً سانپ کی طرح ہے' کے سر کو کچلتا ہے۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ سانپ کا سر کچل دیا جائے تو بھلے یہ سانپ پندرہ فٹ لمبا ہی کیوں نہ ہو، موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے اور اگر اس کی دم کاٹیں یا پیٹ سے کاٹ دیں تو اس موذی درندے کے یہ اعضاء پھر سے اُگ آتے ہیں۔ سو اس موذی درندے (نظامِ کفر و بغاوت) کے خلاف نفاذِ شریعت کی دعوت دینا اور نفاذِ شریعت کی محنت کرنے والوں کی حمایت دامے، درمے، قدمے، سخنے کرنا مطلوب ہے۔
  - علمائے کرام کا مساجد میں جمعے کے خطبات، خاندانوں کے سربراہان اور معاشرے کے بااثر افراد کا اپنی اپنی مجالس میں ان گناہوں اور جرائم کی قباحت بیان کرنا، نکاح کی ترغیب دینا، نکاح کو آسان بنانا (مہر میں بھاری بھاری رقوم سے اجتناب کی ترغیب دینا، جہیز سے جان چھڑوانا، ہندوانہ و مغربانہ

---

[33] زینب انصاری پر ظلم ڈھانے والا اور قاتل

[34] چھ اس لیے کہ ساتویں برِّاعظم انٹارکٹیکا میں انسانی آبادی نہ ہونے کے برابر ہے۔

[35] Lesbians Gays Bisexuals Trans-genders

- رسومات کو ترک کرنے کی دعوت دینا، تقویٰ اور دین کو نکاح کا معیار بنانا) اور نفاذِ دین کی دعوت دینا۔
- جس قدر ہو سکے، میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے درج بالا باتوں کا ابلاغ کرنا۔ یہ کام پمفلٹ، رسالوں، صوتی پیغاموں، پوسٹروں، وال چاکنگ اور سوشل میڈیا کے مؤثر استعمال سے کیا جاسکتا ہے۔
- معاشرے ر سوسائٹی کی سطح پر اپنا اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے فحاشی کے اداروں کی سرکوبی کرنا۔
    - مثلاً فلم بینی کے خلاف مہمات چلانا۔
    - فحش (پورنو گرافی و دیگر) ویب سائٹوں کو انٹرنیٹ سروس پرو-وائڈر کمپنیوں (Internet Service Provider Companies) اور پی ٹی اے[36] کے ذریعے بند کروانا۔
    - اجتماعی فحاشی بینی کے اڈوں (تھیٹر اور سینما گھروں) کو بند کروانا۔
    - سڑکوں، چوکوں چوراہوں پر لگے بِل بورڈز پر عورتوں کی تصویروں (خصوصاً فحش تصویروں) کو اتارنا اور اتروانا۔
    - دکانوں اور دیگر جگہوں پر لگے عورتوں کی تصویروں (خصوصاً فحش تصویروں) والے پوسٹروں کو ترغیب و ترہیب، دعوت الی اللہ اور نرمی سے اتروانا، اگر یہ فعل کرنے والا یوں راضی نہ ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہوئے بزورِ بازو ان منکرات کو روکنا (اس سے مراد مار کٹائی نہیں، خدانخواستہ اس فعلِ قبیح کا کرنے والا اس حد کو جائے تو دفاع تو بہر صورت جائز ہے)۔
- بینروں اور پوسٹروں کو کالی سیاہی سے خراب کرنا کہ فحش تصویر دیکھنے کے قابل نہ رہے۔
- معاشرے کی سطح پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے نوجوانوں کے گروہ تشکیل دینا۔ ایسے نوجوان جن کی تربیت دعوت و اصلاح اور باطل سے بیزاری پر کی جائے۔

معاشرے کی صالح قوتوں کا اجتماع و اتحاد تاکہ نظامِ باطل کا رد اور نظامِ اسلامی کا احیاء کیا جائے۔ تاکہ جس طرح باطل کی سب قوتیں باطل اور شیطان کی خاطر مجتمع ہیں حق اور اصلاح کی قوتیں بھی ان کے سامنے جمع ہو کر ڈٹ جائیں۔

ہماری نظر میں ان چند اقدامات پر عمل کا نتیجہ بہت جلد ظاہر ہو گا۔ یہ پیش کردہ حل ہماری فقیرانہ آراء ہیں۔ اگر اہلِ دین جمع ہو کر خود برائیوں کی راہ روکنے اور نیکیوں کی راہ ہموار کرنے کا سوچیں تو بالیقین امت کے ذہین اور زرخیز دماغ ان گزارشات سے کہیں درجے بہتر اور اچھے حل تلاش کر سکتے ہیں۔ لیکن مکرر عرض ہے کہ ان میں سے اکثر حل عارضی ہیں، اصل حل نفاذِ دین ہے جو سانپ کا سر کچلتا ہے!

جادو کی نگری:

پچھلے سے پچھلے سال عمران خان کے مرشد خانے کی مالکن مسماۃ بشریٰ بی بی نے عمران خان کو بتایا کہ یکم جنوری کو شادی کرنے سے اس کے سفلیات کے مطابق عمران اس سال ہونے والے الیکشن کے نتیجے میں وزیر اعظم بن جائے گا۔ بس عمران کی گمراہی میں اضافہ ہوا، جادو گرنی کا جادو چلا، عدت میں شادی اور چھوٹی انگلی میں پہنی انگوٹھی نے کام دکھایا۔ ’آبپارہ‘ کے جنّات نے ووٹ ڈالے اور نتیجہ عمران خاں کے وزیر اعظم بننے کی صورت منتج ہوا۔

آبپارہ کے جنّات اور ’کالے کوٹ اور کالی ٹائیوں والے‘ مؤکلات کی ملی بھگت سے مخالفوں (نواز شریف و زرداری) کو کھڈے لائن کیا گیا۔ حبیب جالبؔ نے جو ایک سوشلسٹ شاعر تھا اور اپنے سیکولر نظریات کے سبب ضیاء الحق کا مخالف تھا، ضیاء دور کے ایک الیکشن کے متعلق کہا تھا:

؏ شہر میں ہُو کا عالَم تھا
جن تھا یا ریفرینڈم تھا
مرحومین شریک ہوئے
سچائی کا چہلم تھا[37]

بے نظیر اپنے پیروں سے جھاڑ و بر سواتی تھی، زرداری کے دور میں اسلام آباد میں کالے بکرے نایاب ہو گئے تھے اور اس کا پیر گاڑی کے ٹائروں پر دم کرتا تھا اور عرصہ پانچ سال

---

[36] یہاں ہم ان کمپنیوں اور حکومتی ادارے پی ٹی اے کا ذکر صرف اس لیے کر رہے ہیں تاکہ اس جرم کی ہنگامی بنیادوں پر روک تھام کی جاسکے۔ ورنہ یہ ادارے (خصوصاً حکومتی ادارے) خود ان جرائم کے سہولت کار ہیں اور اسی نظام کا حصہ ہیں جس کے خلاف جدوجہد کر کے نفاذِ دین کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے۔

[37] یہ الیکشن تو خوب گہما گہمی والا تھا اور ہُو کا عالم نہیں تھا، لیکن جادو کی اس نگری میں الیکشن ووٹوں سے نہیں، جنات و مؤکلات کی محنتوں سے جیتا گیا ہے۔ مرحومین کی شرکت البتہ نظر انداز نہیں کی جاسکتی اور سچائی کا چہلم تو سات دہائیوں سے جادو نگری میں جاری ہے۔

ایوانِ صدر میں مقیم رہا اور بین الاقوامی دوروں سے لطف اندوز بھی ہوتا رہا۔ بتانے والوں نے ایوب خان کو دو نمازوں کے اجتماع (عید و جمعہ) سے خوف زدہ بتایا۔ جادو کی اس نگری کے حکمرانوں نے شریعت سے دشمنی پالی اور ایوانِ اقتدار میں پہنچنے کی خاطر امریکہ، روس، برطانیہ، آبپارہ کے جنات اور شیاطینِ اِنس و جن ہر کسی کے دربار میں حاضری دی اور چوکھٹ پر سجدہ ریز رہے۔

"مجاہدین!"

کہتے ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ جہاد ہے۔ اگر یہ جہاد ہے تو یہ کرنے والے مجاہد ہوئے۔ آیئے چند "مجاہدین" کے نام پڑھتے ہیں اور ذہن میں ان کے "پر نور" چہروں کا تصور جماتے ہیں:

۱. 'سیّد' پرویز مشرف (اس جنگ کا پاکستان میں مؤسس)۔ ۲. اشفاق پرویز کیانی۔ ۳. احمد شجاع پاشا۔ ۴. اے۔ رحمان ملک۔ ۵. شجاع خانزادہ۔ 6. راحیل شریف۔ ۷. قمر جاوید باجوہ (جس کی شہرت مرزائی ہے ورنہ سسرال تو پکا مرزائی ہے)۔ ۸. چودھری اسلم (اس کا چہرۂ پر نور تو اس کو پکا مجاہد بتاتا ہے)۔ ۹. راجہ عمر خطاب (سی ٹی ڈی کے غنڈوں کا کراچی میں سرغنہ)۔ ۱۰. راؤ انوار......

کئی دیگر "مجاہدین" بھی ہیں لیکن ان ٹاپ ٹین کی یاد سے ہی فی الحال "فیض" حاصل کرتے ہیں!

برہان وانی کا ٹکٹ:

حکومتِ پاکستان نے برہان وانی کی تصویر والا یادگاری ڈاک ٹکٹ جاری کیا ہے۔ اس فعل کو دوغلے پن کی اعلیٰ مثال سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ حکومت و افواجِ پاکستان لاکھوں کشمیریوں کے قتل میں ملوث ہے۔ ان کے لہو سے غداری کی مرتکب ہے۔ ہزاروں بہنوں کی عصمتوں کے لُٹنے میں سہولت کار ہے۔ کشمیری مجاہدین کو جیلوں میں بند کرنے میں شریک رہی ہے۔ مسئلۂ کشمیر کو 'مسئلہ' بنانے میں اہم کردار رکھتی ہے اور اس 'مسئلہ' کے دوام کو اپنی بقا سمجھتی ہے۔

کشمیریوں کے دشمن بھارت کو MFN[38] قرار دیتی ہے۔ امن کی آشائیں اڑاتی ہے۔ بارڈر اور دِل کھولتی ہے۔ ان کے جاسوس کلبھوشن یادو کو حقوق دیتی ہے، احترام سے رکھتی ہے جبکہ کشمیری مجاہدین تعذیب خانوں میں سڑتے ہیں۔ یہ حکومت و فوج کمانڈر الیاس کشمیری کو امریکہ کے ساتھ مل کر شہید کرتی ہے۔ احسن عزیز کو خیبر ایجنسی میں پاک فضائیہ کے طیاروں سے بمباری کروا کر شہید کرواتی ہے۔

برہان وانی کی طرح خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی کوشش کے نعرے لگانے والوں کو پچھلے ستّر سال سے قتل، گرفتار اور لاپتہ کر رہی ہے۔

پھر ساتھ میں برہان وانی کے ٹکٹ جاری کرتی ہے کہ آئی ایس آئی کا مفاد اسی میں ہے۔ 'مسئلۂ' کشمیر اور اس مسئلے کی بقا سے ان کی بقا ہے۔ جیسے رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی، رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چلتا اور کہتا کہ لوگو! ان کی اطاعت کرو یہ اللہ کے رسول ہیں، بالکل ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کے داعی برہان وانی کی تصویر لگاؤ اور پیچھے Track II کی میٹنگیں اور دعوتیں اڑاؤ۔

۵ فروری۔ یومِ یکجہتی کشمیر:

یہ میرے بچپن کا واقعہ ہے کہ میں اپنے ایک 'دوست' کے ہمراہ اسلام آباد کی ایک مرکزی شاہراہ (جسے اس وقت اسلام آباد ہائی وے اور اب اسلام آباد ایکسپریس وے کہا جاتا ہے) پر سفر کر رہا تھا کہ اچانک کشمیریوں سے یکجہتی کا ایک بورڈ نظر آیا۔ یاد آیا کہ آج تو ۵ فروری ہے۔ پھر کچھ اور بورڈ نظر آنے لگے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ یہ لوہے کے بورڈ تھے اور زمین میں نصب تھے۔ جب کہ پچھلی رات تک ان کتبوں کا کوئی نام و نشان بھی نہ تھا۔

میں نے اپنے دوست سے پوچھا کہ راتوں رات یہ بورڈ کون لگا گیا ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بورڈ لگانے والے وہی ہیں جو کشمیر کو کبھی آزاد نہیں دیکھنا چاہتے اور ہاتھ سے 'آبپارہ' کی طرف اشارہ کیا۔

عقل منداں را اشارہ کافی است!

اللہ تعالیٰ ہمیں معاملہ فہمی، تقویٰ اور للّٰہیت عطا فرمائیں اور نفاذِ شریعت کی منزل کو آسان کردیں، آمین یاربّ العالمین۔

و آخر دعوانا أن الحمدلله ربّ العالمین و صلی الله علی النبی۔

☆☆☆☆☆

"یہ عربی فوجیں اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کے لیے نہیں ہیں! بلکہ تمہیں، تمہارے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں۔ یہ کفار اور یہود پر ایک گولی تک نہیں چلائیں گی!!!"

سید قطب شہید رحمہ اللہ

[38] پسندیدہ ترین ملک/ Most Favourite Nation

مجھے پوری کہانی سناؤ

محمد اعجاز

"خبر کے مطابق لاہور کا رہائشی محمد خلیل اپنے خاندان اور ایک دوست کے ساتھ بورے والا جاتے ہوئے ساہیوال ٹول پلازہ کے قریب پولیس کی گولیوں سے......!!!"

کوئی بیچ میں بات کاٹ کر کہتا ہے: "خبر کی سب کو خبر ہے۔ مجھے کہانی سناؤ! سناؤ کہ اس دن خلیل کی شریک حیات نبیلہ نے کس رنگ کے کپڑے پہنے تھے، وہ کپڑے جو اس کے خون سے سرخ ہوگئے۔ بتاؤ کہ اس دن محمد خلیل کی بڑی بیٹی اریبہ نے اپنے بال ماں سے کس طرح بنوائے تھے؟ اس نے ایک گت بنوائی تھی یا دو؟ بتاؤ کہ بچوں نے کس رنگ کے کپڑے پہنے تھے؟ بتاؤ کہ اس منحوس دن کے حوالے سے خاندان میں کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا تھا؟ بتاؤ کہ سفر کے آغاز میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی تھی جس کو برا شگون مانا جائے؟ بتاؤ کہ جس وقت کار ساہیوال کے قریب پہنچی، اس وقت ہوا میں کتنی سردی تھی؟ بتاؤ کہ پہلی گولی کس کو لگی؟ بتاؤ کہ پہلی چیخ کس کی تھی؟ ماں کی یا بچوں کی؟ بتاؤ کہ بندوق سے نکلنے والی گولی کتنی گرم ہوتی ہے؟ بتاؤ کہ گولی کا بور کیا کیا تھا؟ بتاؤ کہ آلٹو کار پر کتنی دیر فائرنگ ہوتی رہی؟ بتاؤ کہ بندوقوں اور مقتولوں کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ بتاؤ کہ جب پولیس نے کار کے دروازے کھولے، اس وقت بچے مردہ ماں سے کس طرح چمٹے ہوئے تھے؟ بتاؤ کہ بچے کس قدر سہمے ہوئے تھے؟ بتاؤ کہ بچوں کو پولیس کے ہاتھوں نے مردہ ماں کی لاش سے کس طرح دور کیا؟ بتاؤ کہ کیا مرنے کے بعد پریشان ماں کی آنکھیں کھلی تھیں؟

سیکڑوں سوالات ایک مکمل سچی کہانی میں سما سکتے ہیں۔ وہ کہانی اس قوم کو اُن بچوں کی زبانی سنائی جائے، جو بچے گولیوں کی بوچھاڑ میں اچانک اتفاق سے نہیں بچے، بلکہ ان کے حصے کی گولیاں ماں نے اپنے جسم پر لے لیں۔ وہ گولیاں ان بچوں کو بھی موت کی نیند سلا دیتیں، مگر ماں بچوں کے آگے ڈھال بن گئی اور وہ بچے بچ گئے، جن بچوں کے پاس پوری کہانی ہے۔

وہ بچے قوم کے آگے پوری کہانی بیان کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بچے جن کو اس ریاست کے اہل کاروں نے یتیم کر دیا، جو ریاست ماں سمجھی جاتی ہے۔ وہ یتیم بچے اپنے اجڑے ہوئے گھر کی پوری کہانی بیان کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بچے بتانا چاہتے ہیں کہ ان کا چھوٹا سا گھر تھا، مگر خوب صورت تھا۔ ان کے گھر میں بلی کے بچے آتے تھے، اپنے بچوں کو تلاش کرنے کے لیے میاؤں میاؤں کرتی بلی آتی تھی۔ اس گھر میں چھوٹا سا آنگن بھی تھا۔ اس آنگن میں بارش بھی ہوتی تھی۔ اس بارش میں بچے بھیگتے تھے۔ بھیگتے ہوئے بچوں کو ان کی ماں زور زور سے چیخ کر کہتی تھی "اب اندر آجاؤ، سردی لگ جائے گی۔ آجاؤ ورنہ میں تمہارے پاپا کو فون کرتی ہوں"۔ وہ پاپا اب گولیوں سے چھلنی ہو چکے ہیں۔ وہ ماں اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگئی ہے۔ اب وہ ماں کبھی نہیں بولے گی۔ بھلے بچے سردی میں ٹھٹھرتے رہیں، بھلے بارش میں بھیگتے رہیں۔ ایک بلی بھی اپنے بچوں کو تلاش کرنے آتی ہے، مگر ایک مردہ ماں قبر کی قید سے کس طرح نکل سکتی ہے؟

وہ والد جو بڑے ہوتے بچوں کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔ وہ والد جس کی آنکھوں میں اپنی اولاد کے لیے اولاد جیسے خوبصورت خواب تھے۔ ان خوابوں والی آنکھوں کو گولیوں نے بند کر دیا۔ وہ شخص جس کی کریانہ کی چھوٹی سی دکان تھی۔ وہ شخص جو فخر سے کہتا تھا کہ اس نے اپنی اولاد کو ایمان دار سے پالا ہے۔ وہ شخص جس کا خیال تھا کہ اس نے جو خوشیاں نہیں دیکھیں، وہ خوشیاں ان کے بچے دیکھیں گے۔ وہ والد اپنے چھوٹے سے خاندان کے ساتھ جب گولیوں سے چھلنی ہو رہا تھا، اس وقت اس کو معلوم نہیں ہوگا کہ اس کے دو بچے ظلم کی کہانی بیان کرنے کے لیے بچ گئے ہیں۔ اس نے تو یہ سمجھا کہ اس کا پورا خاندان ہی قبرستان کا باسی بن رہا ہے۔

وہ ایک چھوٹی سی دنیا تھی۔ وہ چھوٹی سی دنیا اجاڑ دی گئی۔ اس مختصر مگر خوبصورت دنیا کے ساتھ بھیانک بے انصافی ہوئی۔ وہ بھی تحریک انصاف کی حکومت کے دور میں۔ وہ جماعت جو مدینے جیسی ریاست بنانے کے دعوے کرتی تھی، آج دیکھے کہ راستوں پر خون کس طرح بہہ رہا ہے؟ کس طرح گھر اجڑ رہے ہیں؟ کس طرح بچوں کی آغوش میں ماں قتل ہو جاتی ہے؟ کس طرح باپ اپنے خاندان کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے گولیوں سے چھلنی ہو جاتا ہے؟ کس طرح وردی والے قاتل' ماں باپ اور بہن کی لاشوں سے چمٹے بچوں کو اس طرح کھینچ کر الگ کرتے ہیں، جس طرح جسم سے روح الگ کی جاتی ہے۔ وہ روتے اور بلکتے ہوئے بچے جن کے ہاتھوں پر زخم تھے۔ جن کے چہرے پر ماں کے خون کے دھبے تھے۔ جن کے کپڑے خاندان کے خون سے تر تھے۔ ان بچوں کو بے سہارا بچوں کی طرح ایک پٹرول پمپ پر چھوڑ دیا گیا۔ وہ بچے جو ہر شخص کی طرف دیکھ کر بلکتے اور اسے

کہتے ”انکل! ہمیں پاپا اور امی سے ملنا ہے۔ ہمیں پاپا اور امی کے پاس لے جاؤ“۔ مگر ان کے پاپا اور امی اسپتال کے پوسٹ مارٹم روم کے سیمنٹ پر لیٹے ہوئے تھے۔ ان پر ڈالی ہوئی سفید چادر سرخ ہو چکی تھی۔ ان کے قریب ان کے تیرہ سالہ بیٹی بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سو چکی تھی۔ نہیں، سلائی گئی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے! ان کے قریب رکھی ہوئی تھی انکل مولوی کی ڈیڈ باڈی۔ جو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کو اس کے دوست اور اس کے خاندان کے ساتھ آخر کس جرم میں قتل کیا گیا؟ وہ بچے اپنے خاندان کے اجڑنے کی کہانی بتاتے دو میاں میں یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ آخر ان کے والدین اور ان کی پیاری سی بہن کو کس جرم میں قتل کیا گیا؟

پنجاب کی پولیس نے سر عام ایک خاندان کو معصوم بچوں کے ساتھ مقتل میں اس دن قتل کیا، جس دن ملک کو نیا چیف جسٹس ملا۔ ابھی ایک دن بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ نئے منصف کا پہلا دن تھا۔ اس دن ساہیوال کی ہواؤں میں ایک مظلوم خاندان کی آہیں اس طرح گونج اُٹھیں، جس طرح ایک پرندے کے قتل پر پورے جنگل میں شور بھر جاتا ہے۔ وہ خاندان اپنے خون میں ڈبویا گیا سر عام اور ٹریفک سے رواں دواں سڑک پر۔ لوگ دیکھتے رہے ایک سفید کار سے قطرہ قطرہ ٹپکتا ہوا سرخ خون۔ اس گاڑی میں پڑی ہوئی چار خاموش لاشیں۔ ان لاشوں کے قریب کھڑے ہوئے وردی اور بندوق والے وہ پولیس اہلکار جن کی وردی کا رنگ تو تبدیل ہوا ہے، مگر ان کی بے دردی کا ڈھنگ تبدیل نہیں ہوا۔ ان پولیس اہلکاروں نے غلطی سے ایک گھر کو اجاڑا یا جان بوجھ کر انہوں نے گناہ کیا، کچھ بھی ہوا، مگر کیا یہ اس ملک کا پہلا واقعہ ہے؟

ابھی کراچی میں قتل ہونے والے نقیب اللہ کی پہلی برسی آئی اور خاموشی سے گزر گئی۔ کس نے سڑک پر ٹائر تو کیا، کسی نے پریس کلب کے سامنے سستی اور پتلی موم بتی بھی نہیں جلائی۔ میڈیا نے اس بارے میں خبر دی اور پولیس والوں کو پورے ملک میں محسوس ہوا کہ ان کی وردی پر لگنے والا خون تھوڑے وقت بعد کسی کو نظر نہیں آتا۔ قانون کو بھی نہیں! انصاف کو بھی نہیں! کیا پولیس کی وردی اس کاغذ سے بنتی ہے جو سیاہی کو فوری جذب کر لیتا ہے؟!

پوری دنیا میں پولیس کو دیکھ کر تحفظ کا احساس ہوتا ہے، مگر اس ملک میں پولیس کو دیکھ کر عدم تحفظ کا احساس ابھرتا ہے۔ وہ پولیس جس کا فرض مدد کرنا ہے، جس کا کام تحفظ فراہم کرنا ہے، جس کو اس لیے وردی پہنائی گئی ہے کہ وہ معاشرے کی محافظ بنے۔ جب وہ پولیس بے گناہوں کو قتل کرتی ہے، جب وہ پولیس عوام کو تحفظ دینے کے لیے دی گئی گولیوں سے عوام کو نشانہ بناتی ہے۔ اس وقت صرف ایک حکومت نہیں، بلکہ پوری ریاست ایک چیخ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ وہ چیخ جو کار میں سوار محمد خلیل کی اہلیہ کے ہونٹوں پر اُبھری اور اس کے خون میں بہہ گئی۔ وہ چیخ جو محمد خلیل کی نوجوان بیٹی کے گلے سے پھوٹی مگر ہونٹوں تک نہیں پہنچ سکی۔ وہ چیخ جو ریاست کے ہاتھوں بغیر کسی جرم کے یتیم کیے گئے بچوں کی روح میں مچل رہی ہے۔

سوشل میڈیا پر ایشوز اٹھانے اور بٹھانے والے جدید دماغ اس وقت اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں کہ کیا والدین کو آنکھوں سے قتل ہوتا ہوا دیکھنے والے بچوں سے میڈیا کو واقعہ کی تفصیل معلوم کرنی چاہیے؟ وہ بچے جنہوں نے وحشت سے بھرا ہوا ایسا منظر دیکھا ہے اور نا صرف دیکھا، بلکہ جب بچوں پر یہ سانحہ گزرا ہے، اگر وہ اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کو بیان نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟ کون ان احساسات کو الفاظ دے گا جو احساسات گولیوں سے بھونے جانے والے جسموں کی طرح ہر شہری کی روح میں تڑپ رہے ہیں۔ ہر شہری سوچتا ہے کہ یہ سانحہ اس کے خاندان کے ساتھ بھی پیش آسکتا ہے۔ اس لیے یہ ایک خاندان کے لیے نہیں، بلکہ ہر خاندان کے لیے افسوس سے بھرا ہوا ایک سچا افسانہ ہے۔

اس ملک کا ہر خاندان چاہتا ہے کہ وہ اس خاندان کی پوری کہانی سنے، جو خاندان گمانی میں تحفظ کے ساتھ جی رہا ہے۔ وہ خاندان جو خون میں ڈوب کر مشہور ہو گیا۔ مگر ہر خاندان ایسی شہرت سے ڈرتا ہے۔ ہر خاندان سوچتا ہے کہ بچے کیسے ہوں؟ بچے کیا سوچیں گے؟ عمران خان کے بارے میں، پولیس کے بارے میں، پاکستان کے بارے میں اور اپنے اس خاندان کے بارے میں جو بغیر کسی جرم کے سر عام خون میں ڈبو دیا گیا۔

ایک خاندان جو کبھی خوش تھا، اب خاموش ہے۔ وہ خاموشی تاریخ میں ہمیشہ گونجتی رہے گی اور پوچھتی رہے گی کہ اس خاندان کا آخر قصور کیا تھا؟ اس خاندان سے کوئی کیا انصاف کرے گا؟ کاش کوئی اس خاندان کے بچ جانے والے بچوں کی وہ کہانی منظر عام پر لائے، جو کہانی روتے ہوئے بچوں نے روتی ہوئی نرسوں کو سنائی۔ وہ کہانی جو تکیے پر سر رکھ کر سسک رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

میزانِ خونچکاں

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

نائن الیون میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا ملبہ سچ، عدل، انصاف، قانون کی بالادستی پر جاپڑا۔ پاکستان نے امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بن کر جھوٹ، دجل فریب بھری اس جنگ کا وافر حصہ وصول کیا۔ یہاں تو یہ ایک صنعت کا درجہ اختیار کر گئی۔ دہشت گردی کے نام پر بے شمار ادارے، ہزاروں کی رزق رسانی اس سے وابستہ ہو گئی۔ ۱۷ سالوں میں آئین قانون عدل سے ماوراء ہزاروں بے گناہ اسی ملبے تلے دفن ہو گئے۔ اصطلاحات نے زبانوں پر تالے ڈال دیئے۔ ساہیوال سانحہ اسی کا تسلسل ہے۔ نہ نیا ہے نہ انوکھا۔ سچائی پوری سفاکی سے وڈیوز اور عینی شاہدین کے ہاتھوں کھل کر سامنے آگئی۔ دو خواتین کا قتل، ننھے بچوں کی کسمپرسی نے ضمیر جھنجھوڑ ڈالے۔ ورنہ وقوعہ تو معمول کا تھا۔ کہانی سیٹ اور تیار تھی۔ راجہ بشارت اور فواد چوہدری کے پہلے سرکاری طوطے والے بیانات چلے۔

آخر راؤ انوار ایسے ساڑھے چار سو کامیاب پولیس مقابلے چلا ہی چکا تھا۔ ہمارا دیسی ریمنڈ ڈیوس ترقی کے زینے طے کرتا رہا، انعامات پاتا رہا یہاں تک کہ نقیب اللہ محسود اور اس کے ۳ ساتھیوں کو دہشت گرد قرار دے کر مارنا اس کے گلے پڑ گیا۔ نقیب اللہ کی نہایت غیر 'دہشت گردانہ' صورت سوالیہ نشان بنی۔ رازوں سے پردہ اٹھتا گیا۔ اب انسداد دہشت گردی کی عدالت نے بالآخر پولیس مقابلے کا جعلی ہونا ثابت کر دکھایا۔ دہشت گردی، اسلحہ رکھنے و دیگر الزامات سے مقتولین کو بری کر دیا! یہ اسلحہ اور گولیاں ان کے قتل کے بعد کمرے میں رکھے گئے تھے۔

نقیب اللہ قتل (جنوری ۲۰۱۸ء) کے ایک سال بعد اب فیصلہ سامنے آیا ہے۔ اس دوران راؤ انوار کو وی آئی پی بنا کر رکھا گیا۔ فوری فیصلہ، فوری انصاف مل جاتا تو آج یہ سانحہ دن دہاڑے یوں نہ ہوتا۔ قوم جذباتی ردِ عمل دے کر چل دیتی ہے۔ بڑی سے بڑی بریکنگ نیوز کی طبعی عمر چار دن سے زیادہ نہیں ہوتی۔ نقیب اللہ کا سانحہ نہ محسود قوم کی محدود ایشو تھی نہ ہی اسے کے پی کے تک محدود ہو کر ختم ہو جانا چاہیے تھا۔ وہ قوم کا مظلوم بیٹا تھا۔ فوری انصاف کا طالب۔ 'یہ جو دہشت گردی ہے اس کے پیچھے وردی ہے' جیسے اشتعال انگیز، جذباتی نعروں نے انصاف مسل کر رکھ دیا۔ 'پولیس مقابلہ' پالیسی کو نکیل نہ ڈالی جا سکی۔ دہشت گردی کی جنگ کا یہ المیہ رہا کہ جو بھی مار دیا، مر گیا وہ دہشت گرد ہی تھا۔ جیسے امریکہ نے باراتوں پر بمباری کر کے جواز پیش کر دیے۔ ابھی جنگل میں شکار کھیلتے شہریوں کو مار کر انہیں طالبان کا ساتھی قرار دے دیا۔

سولا محالہ یہ گاڑی بھی دہشت گردوں کی تھی۔ بیگوں میں اسلحہ اور خودکش جیکٹیں تھیں۔ بچے اغوا شدہ تھے۔ سڑک پر پیچھے رکی ٹریفک نے شواہد فراہم نہ کیے ہوتے تو خونِ خاک نشیناں رزقِ خاک ہو چلا تھا! لواحقین کو خاموش کروانا کیا مشکل تھا۔ اب بھی ذیشان کٹر دہشت گرد قرار دے کر جواز دینے کی ابتدا ہو چکی۔ ایسا خوفناک دہشت گرد جس کے پاس اپنے دفاع کے لیے ایک غلیل تک نہ تھی؟ سیٹ بیلٹ میں بندھا ۱۰ گولیاں کھا کر خاموش ہو گیا؟ بچی (۱۳ سالہ) کو ۶ گولیاں ماریں۔ خاتون کو ۴ گولیاں، خلیل کو ۱۳ گولیاں لگیں۔ دن دہاڑے بھری چلتی سڑک پر دیکھے نہ گئے ہوتے تو سب کچھ لپیٹ سمٹ چکا ہوتا۔ سادہ لوح ماں نے کہا کہ 'ذیشان ۵ وقت کا نمازی اور تہجد گزار تھا۔ کبھی فضول گفتگو نہیں کرتا تھا۔ مجھ میں تو کوئی عیب ہو سکتا تھا اس میں نہیں تھا'۔ معصوم ماں نہیں جانتی کہ یہی تو اس کے 'دہشت گرد' ہونے کی علامات ہیں۔ داڑھی اس پر مستزاد ہے!

'میں کچہریوں میں خوار نہیں ہو سکتی، اللہ قاتلوں سے بدلہ لے گا'۔ یہ والدہ کا جملہ انہیں لے ڈوبنے کو کافی ہے جلد یا بدیر۔ مظلوم کی آہ اور اللہ کے درمیان رکاوٹ نہیں ہوتی۔ حکومت نے کہا: 'ان کیمرہ سیشن میں حقائق سامنے لائیں گے'۔ تاہم ایک اور 'اِن کیمرہ' سیشن پوری تفاصیل کے ساتھ حق سامنے لے آئے گا۔ جس کا وعدہ بار بار قرآن میں دہرایا گیا ہے۔ 'اس روز (زمین) اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی'۔ (الزلزال: ۴) اس کی تشریح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''وہ حالات یہ ہیں کہ زمین ہر بندے اور بندی کے بارے میں اس عمل کی گواہی دے گی جو اس کی پیٹھ پر اس نے کیا ہو گا۔ وہ کہے گی کہ اس نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا۔ یہ ہیں وہ حالات جو زمین بیان کرے گی''۔ (مسند احمد، ترمذی)

اسی کی بنیاد پر سیدنا علیؓ کا یہ عمل تاریخ میں ثبت ہے کہ وہ بیت المال کا روپیہ اہلِ حقوق میں تقسیم کر کے اسے خالی کر دیتے تو اس میں دو رکعت نماز پڑھتے اور فرماتے:

> ''(اے زمین!) تجھے گواہی دینی ہو گی کہ میں نے تجھے حق کے ساتھ بھرا اور حق کے ساتھ خالی کیا''۔

آج سائنسی حقائق نے ان آیات و احادیث کی تصدیق کر دی ہے۔ اللہ کے ہاں ریکارڈ بلا کم و کاست موجود ہو گا۔ اللہ کی تفتیشی سائنس کاملیت و اکملیت کے ساتھ کار فرما ہو گی۔ 'جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہو گی' (الطارق:۹) اعمال دکھائے جائیں گے (الزلزال) اعمال نامے کھولے جائیں گے، نشر ہو جائیں گے۔ (التکویر) وہ دن دور تو نہیں! آخرت پر ایمان، خلافتِ راشدہ والی حکمرانی لاتی ہے۔ ریاستِ مدینہ بیانوں اور کھوکھلے نعروں سے وجود نہیں پاتی۔ ڈالروں کی جھنکار، وردیوں پر لگتے تارے نگاہ دھندلا دیتے، آخرت بُھلا دیتے ہیں۔ خوف خدا کے سوا کوئی مردہ ضمیر کو زندہ نہیں کر سکتا۔

کیا ستم ظریفی ہے کہ جس وارن سٹائن کے نام پر دسیوں بندے اٹھائے پکڑے بلا ثبوت مار دیئے ذیشان کی طرح۔ وہی وارن سٹائن جو یہودی پیدا ہوا تھا، اپنے 'اغوا کاروں'، 'دہشت

گردوں' کے ہاتھوں مسلمان ہوا! (عین اسی طرح جیسے ایوان ریڈلی مسلمان ہوئی تھی) اسحاق نام رکھا۔ امریکہ کے ڈرون حملے میں شہید ہوا۔

پاکستان کیا کر رہا ہے؟ امریکہ کے ہاتھوں ایمان گنوا کر دو ٹکوں کے عوض ملک کے مقدر میں ظلم کی تاریکیاں بو رہا ہے؟ اس واقعے میں عوامی ردِ عمل سے ہمت پا کر لاپتگان کے لواحقین ہزارویں مرتبہ اپنے کھوئے ہوؤں کی جستجو میں ایک مرتبہ پھر اسلام آباد کی سڑکوں پر جا کھڑے ہوئے۔ ایک مضبوط عدلیہ، مضبوط سویلین حکومت اور معاشرے کے ضمیر کی منظم مضبوط آواز کے بغیر انصاف اور حقوق کا حصول ممکن نہیں۔ بھٹو کو تو قتل پر پھانسی دے دی تھی۔ نائن الیون سے آج تک مذبح خانے کھل گئے۔ میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں کا سوالیہ نشان چہار سو آویزاں ہے۔ کس میں جرأت ہے کہ پوچھے ہم سے حملے کا جواز!

ننھے بچے لمحے بھر میں اُجڑ گئے اُن کی دنیا لُٹ گئی۔ آپ جائیے! اپنے بچوں کی روزی روٹی گیس بجلی کے بل نمٹائیے! جہاں ان جیسے ہزاروں سسک سسک کر مرجھائے پھول پل رہے ہیں یہ بھی پَل ہی جائیں گے۔ اغوا شدگان لاپتگان کے گھروں میں جھانک کر تو دیکھئے!

دھرتی بھی رو رہی ہے ترے ظلم و جور سے
ہے آسماں بھی سامنے حیران خونچکاں
تیری عدالتیں بھی تو خاموش ہو گئیں
آئین و عدل کے ہوئے میزان خونچکاں

اسی دوران شاید ملکی حالات سے متاثر ہو کر شیطان کا مجسمہ، ۲۰ فٹ بلند، نحوست مارا، لاہور میوزیم کے باہر لگا دیا گیا تھا۔ اس پر شدید تنقید شروع ہو گئی۔ وکیل عنبرین قریشی نے ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی تھی کہ اس کا پاکستان کی ثقافتی تاریخی اقدار سے کیا واسطہ؟ بیچاری خواہ مخواہ جذباتی ہو گئیں۔

حالانکہ ۱۸ سالوں کا حامل نیا پاکستان اتنی محنت سے چلتا چلاتا ساری اقدار ملیا میٹ کر کے جہاں آن کھڑا ہوا ہے یہ بد نما بدہیئت شیطان اسی کی نمائندگی کر رہا تھا۔ اقبال کی آنکھوں کے حسین خواب اسی عفریت نے نوچ ڈالے۔ اقبالؒ کا شاہین تو مر گیا۔ دہشت گردی کی جنگ کی کوکھ سے جو عفریت نمودار ہوئی اسے اس مجسمے کی صورت دیکھا جا سکتا ہے! تاہم عدالت نے ہٹانے کا حکم صادر کر دیا۔

یہ دور ہمارے مغربی آقاؤں کے ہاں یوں بھی شیطان پرستی کا دور ہے۔ جس کے مظاہر ان کے ہاں شیطانی عبادت گاہوں، بیت الخلائی ریسٹورانٹوں میں فلش نما سیٹوں پر بیٹھ کر غلاظت نما اشیائے خورونوش کے ذریعے شیاطین سے یکجہتی کی صورت عام ہیں۔ برہنہ ہو رہنے کے چلن اور اخلاقی گندگیاں، ظلم و جور سب شیطانیت ہی کے بڑھتے پھیلتے مظاہر ہیں۔ یہی فتنۂ دجال ہے۔ امتحان ہمارا ہے کہ خود نخواستہ بدنصیب اصحاب المشئمة میں سے ہوں یا اصحاب المیمنة (دائیں ہاتھ والے... دنیا و آخرت میں پاکیزگی اور ایمان والے) بننے کا غم کھائیں۔ یا بھیڑ چال لیئے میمنے بن کر کفر کا چارہ بن جائیں! خدانخواستہ۔

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

بقیہ: کشمیری تحریک آزادی کی صدیوں پرانی تاریخ

اس حقیقت کے باوجود کہ ہندوستان کی حکومت کی جانب سے وادی میں سماجی رابطوں کی ۲۲ ویب سائٹوں تک رسائی بند کر دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جنوبی کشمیر کے مختلف شہروں اور گاؤں کو ہندوستانی فوجیوں نے محاصرے میں لے کر گھر گھر تلاشیوں جیسے وحشیانہ اور ننگے جبر کو ہفتوں تک ان علاقوں کے عوام پر ایک قہر کے طور پر مسلط کیے رکھا۔ ان محصور علاقوں کے نوجوانوں، عوام اور خواتین کے اس محاصرے کے خلاف مسلسل احتجاجی مظاہروں اور فوج کے ساتھ تصادم کی خبریں بھی منظر عام پر آتی رہی ہیں۔ محصور کئے گئے علاقوں میں وحشیانہ ریاستی جبر لوگوں کو خوفزدہ کرنے کی بجائے ان کو زیادہ جرأت مندانہ مزاحمت میں ابھارنے کا باعث بن رہا ہے اور کشمیر میں جاری موجودہ سرکشی کی شدت اور طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے یہی کافی ہے۔ عوام سڑکوں پر ہیں، شہدا کے جنازے بھارتی فوج پر خوف اور کشمیری عوام پر جنون طاری کر دیتے ہیں۔ اب بھارتی فوج سے برسرپیکار ہر مجاہد بھارتی فوج کے لیے خوف اور کشمیریوں کے لیے آئیڈیل بن چکا ہے۔ آج بھارتی درندوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے کسی مجاہد کا جنازہ اُٹھے تو کشمیری لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ اس صورتحال کے پیشِ نظر ہندوستان کے آرمی چیف جنرل بپن راوت کو ۱۵ فروری کو یہ بیان دینا پڑا:

> "مقامی لوگ عوام دوست فوجی کارروائیوں کے باوجود فوج کے ساتھ تعاون نہیں کرتے، جن مقامی لوگوں نے ہتھیار اٹھا لئے ہیں یا جو دہشت گردوں کی مدد کرتے ہیں، انہیں قوم کا دشمن تصور کیا جائے گا اور سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا"۔

تحریک آزادی کشمیر کسی بیرونی امداد کے بغیر اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے اور بھارت کے تمام ہتھکنڈے ناکام ہو چکے ہیں۔ ہر نیا دن تحریک میں نئی آگ بھرتا ہے۔ کشمیریوں کے عزم و استقامت کو دیکھتے ہوئے امید کی جا سکتی ہے کہ اب کشمیر میں آزادی کا سورج جلد طلوع ہونے والا ہے۔ ان شاءاللہ

☆☆☆☆☆

انسان نما بھیڑیے

راجہ منصور محمد

یہ سوچ کر ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ وہ کیسا منظر ہو گا جب کچھ انسان نما بھیڑیے ساہیوال ٹول پلازہ کے قریب مہر خلیل کی گاڑی پر اندھا دھند گولیاں برسا رہے تھے اور مہر خلیل کی بیوی نبیلہ نے اپنے بچوں کو اپنی اوٹ میں لے رکھا تھا کہ اس کے بچوں کی طرف لپکنے والی گولیاں بھی اسی کے جسم ہی میں پیوست ہو جائیں، لیکن وہ مظلوم ماں اپنی بڑی بیٹی کو پھر بھی نہ بچا سکی کہ تیرہ سالہ اریبہ اپنی اماں کی آغوش میں سما نہ سکی ہو گی۔ ہائے ری ممتا! نجانے قدرت نے تجھے کس مٹی سے گوندھ کر بنایا ہے کہ مرتے مر جاتی ہے، لیکن اپنے بچوں کو تتی ہوا نہیں لگنے دیتی۔ افسوس! دہشت گردی کے خلاف جاری نام نہاد جنگ نجانے ابھی اور کتنی ماؤں کو رُلائے اور تڑپائے گی۔

یادش بخیر! نائن الیون کے بعد ہم جس نام نہاد امریکی جنگ کا حصہ بنے، اس نے گزشتہ سترہ برسوں کے دوران میں پاکستان کو جا بجا چرکے لگا کر لہولہان کرنے کے علاوہ ہمیں تین ایسے "تحفے" دیے ہیں، جن کے نتائج پوری قوم آج تک بھگت رہی ہے۔ اولاً اس جنگ کے طفیل پاکستان میں انسانوں کی خرید و فروخت کا کاروبار خوب پھلا پھولا۔ یار لوگوں نے القاعدہ اور طالبان کے نام پر باریش نوجوانوں کو فروخت کر کے لمبی لمبی دیہاڑیاں لگائیں۔ ثانیاً ملک میں "پیشہ ور اجرتی قاتلوں" کی نئی فصل اُگ آئی اور بدقسمتی سے ان قاتلوں نے وردی پہن رکھی تھی۔ ثالثاً خاص طور پر ڈاڑھی جیسی سنت رسول ﷺ کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نفرت کی علامت بنایا گیا۔ ساہیوال میں ہونے والے قتل عام کے پیچھے بھی موخر الذکر دونوں عوامل کار فرما دکھائی دیتے ہیں۔

پولیس کو وسیع اختیارات کے ساتھ دہشت گردی کے خاتمے کی ذمہ داری ملی تو گویا بندر کے ہاتھ میں استرا آ گیا، جس کے نتیجے میں "سرکاری اجرتی قاتلوں" نے غریبوں اور دین دار لوگوں کے گھر اجاڑنے شروع کر دیے۔ اس کی واضح مثالیں کراچی کے چوہدری اسلم اور راؤ انوار ہیں۔ پولیس کی مخصوص ذہنیت کی تشریح ایک جملے میں یوں کی جا سکتی ہے کہ "پولیس ڈیپارٹمنٹ طاقت ور کو سلام اور کمزور کو کالا نعام سمجھتا ہے"۔

مفکرِ احرار چوہدری افضل حق سیاست میں آنے سے پہلے پولیس میں بطور تھانے دار کام کر رہے تھے۔ وہ مشرقی پنجاب میں قلعہ پھلور میں واقعہ ٹریننگ اسکول میں پیشہ ورانہ تربیت حاصل کرنے کے بعد تھانہ لدھیانہ میں تعینات رہے۔ پولیس افسران کی ذہنیت کے بارے میں وہ اپنی خود نوشت میں لکھتے ہیں:

"غلام ہندوستان میں سب انسپکٹر بھوکا بھیڑیا ہے۔ جدھر منہ اُٹھاتا ہے، چیر تا پھاڑ تا چلا جاتا ہے۔ سرکار کے ملازمین کے ہاتھوں انسانیت کی ایسی تذلیل شاید ہی کہیں ہوتی ہو۔ جب میں قلعہ سے ضلع میں آیا تو تھانہ صدر لدھیانہ کے حوالدار تفتیش نے مجھے سمجھایا کہ تفتیش کے لیے عقل کی ضرورت نہیں۔ جس گاؤں میں تفتیش کے لیے جاؤ، پہلے چماروں کے گھروں کی طرف سیدھے ہو لو۔ ان پر بلا تکلف ڈنڈے برساؤ۔ پھر چوکیدار کو بلا کر اس کے منہ پر بے شک بلاوجہ چپت لگاؤ۔ چمار اور چوکیدار کبھی ظلم کی داد رسی نہیں چاہتے، بلکہ مظالم پر صبر کرتے ہیں اور عاجزی سے ہاتھ جوڑ دیتے ہیں۔ نمبر دار کا سوال البتہ ٹیڑھی کھیر ہے۔ پہلے اس کو معمولی سی گالی دے کر اس کے صبر کا امتحان کرنا چاہیے۔ اگر سُور کتے کی گالی برداشت کر جائے تو فحش گالیاں دو۔ یہ گالیاں بھی برداشت کر لے تو پھر ڈاڑھی پکڑ کر ہلاؤ۔ ان تین مدارج میں سے کسی مرحلے پر نمبر دار ناک بھوں چڑھائے یا تیوری ڈالے تو وہیں بس کر کے بات ٹال دو۔ ایسے گاؤں میں جا کر جس پر شبہ بھی نہ ہو، بلا کر بغیر کچھ پوچھے سنے کان پکڑوا دو اور خوب جوتے برساؤ۔ بہتر ہے کہ جوتے پٹوانے کا عمل رات کے وقت شروع کیا جائے تاکہ اس کی آواز سنی جائے اور عورتیں پکار اُٹھیں کہ حاکم بڑا سخت مزاج ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ کوئی مقابلہ پر اُتر آئے تو خان صاحب کی طرح مقابلہ نہ کرو، بلکہ شیخ صاحب کی طرح فوراً مونچھیں نیچی کر لو اور بھیگی بلی بن جاؤ اور مناسب موقع کی تلاس میں کرو"

افسوس! پولیس ڈیپارٹمنٹ کی جو ذہنیت غلام ہندوستان میں تھی، وہی ذہنیت آزاد اور خود مختار پاکستان میں بھی برقرار ہے۔ سانحہ ساہیوال کے پیچھے بھی یہی پولیس ذہنیت کار فرما ہے۔ سانحہ ساہیوال کی تحقیقات کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ گزشتہ برسوں میں سی ٹی ڈی کے ہاتھوں مبینہ پولیس مقابلوں میں مارے گئے مبینہ دہشت گردوں کے لواحقین سے بھی تحقیقات کی جائیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو کئی دلخراش واقعات سامنے آئیں گے۔ ان واقعات کی روک تھام کے لیے اس نام نہاد جنگ سے باہر نکلا جائے اور یہ طے کیا جائے کہ یہ ملک ایک آزاد ریاست ہے یا پولیس اسٹیٹ، جہاں انسان نما بھیڑیے دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں نہتے شہریوں کا قتل عام کر رہے ہیں!

☆☆☆☆☆

مسلسل جبر سے اسلم دلوں میں ڈر نہیں رہتے

محمد عزیز الدین

گزشتہ ہفتے کی بات ہے، بچوں نے بہت ضد کی کہ انہوں نے برف دیکھنی ہے۔ مری جانے کو دل نہیں مانتا۔ اس لیے گاؤں جانے کا پروگرام بنالیا۔ بچوں نے خوب تیاری کی۔ راستے میں کھانے پینے کے لیے ڈھیر سارا سامان خرید لیا۔ ہنسی خوشی گپ شپ لگاتے سفر کٹ رہا تھا کہ کہوٹہ کے قریب سڑک پر پولیس کا ناکہ نظر آیا۔ عین ناکے پر پہنچے تو سپاہی نے اچانک رکنے کا اشارہ کر دیا۔ گاڑی کی رفتار آہستہ تھی لیکن پیچھے موجود گاڑی کو رستہ دینے کے لیے رُکتے رُکتے ناکہ پچاس ساٹھ قدم پیچھے رہ گیا۔

گاڑی سائیڈ پر پارک کر کے بیک مرر میں دیکھا تو پولیس اہلکار تیزی سے گاڑی کی جانب آ رہا تھا۔ معلوم نہیں کہ وہ بندہ ہی بہت مہذب تھا یا اُس نے گاڑی پر لگا ہوا چینل کا اسٹیکر دیکھ کر انتہائی مہذب رویہ اپنایا۔ قریب پہنچ کر سلام کرنے کے بعد کہا سر آپ نے کمپیوٹرائز نمبر پلیٹ نہیں لگائی ہوئی۔ اُسے بتایا کہ اس ماڈل کی نمبر پلیٹ ہی مینول آئی ہے، اب کمپیوٹرائزڈ جاری کی جا رہی ہیں لیکن ایکسائز آفس جانے کا وقت نہیں ملا، اس لیے نئی نمبر پلیٹ حاصل نہیں کر سکا۔ اُس نے کہا ''کوشش کریں جلد تبدیل کروالیں، تکلیف معاف! اللہ حافظ''۔

ہمارے معاشرے میں پولیس کی شبیہ ہی اتنی گھناؤنی بن چکی ہے کہ پولیس وردی میں ملبوس ہر سپاہی اور افسر خونخوار دکھائی دیتا ہے۔ گاڑی آگے چلی تو میں نے محسوس کیا کہ بچے پہلے کی طرح چہک نہیں رہے، کچھ خاموش سے ہوگئے ہیں۔ میں نے ماحول خوشگوار بنانے کی بہت کوشش کی لیکن کم عمر بچے بار بار پوچھتے رہے کہ اگر پولیس ہمیں روک لیتی تو؟ کیا ہمیں جیل میں بند کر دیتے؟ برف باری سے لطف اندوز ہوگئے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد کمبل اوڑھ کر بیٹھے تو اچانک چھوٹا بیٹا کہنے لگا ''بابا آپ نے نمبر پلیٹ کیوں تبدیل نہیں کرائی؟ واپسی پر پولیس دوبارہ تو نہیں روک لے گی؟''

میں سمجھا سمجھا کر تھک گیا کہ دیکھو پولیس صرف گندے لوگوں کو پکڑتی ہے، اچھے لوگوں سے تو پولیس والے بہت پیار سے بات کرتے ہیں۔ پولیس والے کبھی بھی کسی کو بلاوجہ تنگ نہیں کرتے۔ چھوٹے بچوں سے تو پولیس والے انکل بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔ جس نے غلط کام نہ کیا ہو اُس سے تو پولیس بہت عزت سے بات کرتی ہے۔ کوئی معمولی غلطی ہو بھی جائے تو پولیس کچھ نہیں کہتی۔ یا معمولی سا فائن کر دیتی ہے، جس طرح آپ کے اسکول میں غلطی پر فائن کیا جاتا ہے۔ میری پے در پے وضاحتوں کے بعد بچے خاموش تو ہو گئے، لیکن صاف محسوس ہو رہا تھا کہ مطمئن ہرگز نہیں ہوئے۔

اب پرسوں سے بچے مسلسل مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ ساہیوال میں کیا ہوا؟ کیا وہ واقعی بُرے لوگ تھے، اس لیے پولیس نے انہیں مارا ہے؟ آپ نے کہا تھا کہ پولیس والے بچوں کو پیار کرتے ہیں، اُس گاڑی میں تو چھوٹے بچے تھے، ایک بچی تو فیڈر پی رہی تھی۔ ان بچوں میں سے ایک کے ہاتھ اور دوسرے کی ٹانگ پر گولی لگی ہے۔ اُنہیں کیوں مارا ہے؟ ان سب نے کیا غلط کام کیا تھا جس کی وجہ سے پولیس نے انہیں مار دیا ہے؟ میرے پاس ان کے کسی سوال کا جواب نہیں۔ میری آئیں بائیں شائیں سے بچے مزید الجھ گئے۔

آج جب آفس کے لیے نکلنے لگا تو چھوٹے بیٹے بیٹی نے گاڑی کی چابی چھپالی۔ کہنے لگے ''بابا، آپ گاڑی لے کر نہ جائیں، بائیک پر چلے جائیں۔'' میں نے کہا بیٹا! آپ کو معلوم ہے باہر مسلسل بارش ہے، ایسے میں بائیک پر جاتے ہوئے بھیگ جاؤں گا۔ ویسے آپ کو کہیں جانا ہے جس کے لیے آپ کو گاڑی چاہیے؟ کہنے لگے ''نہیں بابا ہمیں کہیں نہیں جانا، گاڑی بھی نہیں چاہیے''۔ پوچھا بیٹا! پھر آپ نے چابی کیوں چھپائی؟ بیٹا انتہائی معصومیت سے بولا ''بابا آپ نے ابھی تک نمبر پلیٹ تبدیل نہیں کرائی، کہیں پولیس آپ پر بھی فائرنگ نہ کر دے۔ اس لیے آپ بائیک پر ہی آفس چلے جائیں''۔

میری آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ میں نے دونوں کو اٹھا کر گلے سے لگایا اور ماتھا چوما۔ کچھ بولا اس لیے بھی نہیں کہ میری رندھی ہوئی آواز سُن کر بچے مزید نروس نہ ہو جائیں۔ ویسے میرے پاس کہنے کو کچھ تھا بھی نہیں۔ خود اپنی یہ حالت ہے کہ ان بچوں کی یہ تصویر دیکھ کر آنسو روکے نہیں رُکتے۔ بار بار یہی خیال آتا ہے کہ ساہیوال کے اُن ننھے بچوں نے بھی تو پولیس کے ظلم کی کہانیاں سُنی ہوں گی۔ یہ بھی تو اپنے والدین سے ایسے ہی سوال کرتے ہوں گے؟ ان کے ماما بابا بھی تو پولیس کے حوالے سے ان کا خوف دور کرنے کی اسی طرح کوشش کرتے رہے ہوں گے۔

پرسوں جب یہ اپنے گھر سے تیار ہو کر چاچو کی شادی میں شرکت کے لیے نکلے ہوں گے تو کتنے خوش ہوئے ہوں گے۔ انہوں نے بھی چپس کے پیکٹ، جوس کے ڈبے اور کولڈ ڈرنکس ساتھ لیے ہوں گے۔ یہ بھی تو راستے میں ماما بابا کے ساتھ خوب چہک رہے ہوں گے۔ پھر جب پولیس نے ان کی گاڑی کو اچانک روکا ہو گا تو یہ کتنے سہم گئے ہوں گے۔ جب ان کے ماما، بابا اور بہن پر گولیاں چلائی گئیں ہوں گی تو ان پر کیا گزری ہو گی۔ جب اپنی ماما کا گرم خون ان کے کپڑوں اور چہرے پر گرا ہو گا تو ان کی کیا کیفیت ہوئی ہو گی۔ جب بھائی کی ٹانگ اور بہن کے ہاتھ پر گولی لگی ہو گی تو یہ کتنا تڑپے ہوں گے۔ جب انہیں والدین کے تڑپتے جسموں سے نوچ کر الگ کیا گیا ہو گا تو ان کی کیا حالت ہوئی ہو گی؟ جب انہیں پولیس موبائل میں ڈال کر والدین سے دور لے جایا جا رہا تھا تو یہ کیا سوچ رہے ہوں گے؟ جب پولیس اہلکار انہیں زخمی حالت میں پیٹرول پمپ پر بے یار و مددگار چھوڑ کر فرار ہوئے تھے تو وہ ایک ایک پل کیسے گزارا ہو گا؟ اپنے زخموں کی تکلیف انہیں زیادہ محسوس ہوئی ہو گی یا والدین اور بہن کی موت کی اذیت؟ جب انہیں بار بار میڈیا نمائندوں کو اپنے والدین کے قتل کی کہانی سنانا پڑی تو ان کی کیا کیفیت ہوئی ہو گی؟ (بقیہ صفحہ ۱۱۲ پر)

پاک چین دوستی زندہ باد

مسعود انور

قرض ادا نہ کرسکنے کی پاداش میں چین نے افریقہ کے چھوٹے سے ملک زیمبیا کے دارالحکومت 'لوکاسا' میں واقع 'لوکاسا انٹرنیشنل ایئرپورٹ' کا کنٹرول حاصل کرلیا ہے۔ اس سے قبل چین زیمبیا میں قرض کے عوض زیمبیا ہی کی قومی براڈ کاسٹنگ کمپنی ZNBC اور بجلی فراہم کرنے والی کمپنی ZESCO کا کنٹرول بھی حاصل کرچکا ہے۔ براعظم افریقہ میں یہ چین کی پہلی پیش قدمی ہے۔ اس سے قبل چین' سری لنکا کی بندر گارہ ہمبنٹوٹا اور تاجکستان کی ایک ہزار مربع کلومیٹر زمین نادہندگی کے جرم میں حاصل کرچکا ہے۔

زیمبیا' براعظم افریقہ کے جنوب میں واقع تقریباً پونے دو کروڑ افراد پر مشتمل ایک چھوٹا سا 'لینڈ لاکڈ' ملک ہے (جس کے پاس کوئی سمندری راستہ نہیں ہے)۔ جھیلوں، معدنیات اور جنگلات کی دولت سے مالا مال اس ملک نے ۱۹۶۴ء میں برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔ آزادی سے قبل اس کا نام شمالی رہوڈیشیا تھا۔ اس کی سرحدیں کانگو، تنزانیہ، موزمبیق، زمبابوے، بوٹسوانا، نمیبیا اور انگولا سے ملتی ہیں۔ بیشتر افریقی ممالک کے برعکس زیمبیا ایک پُرامن ملک ہے اور یہاں پر خانہ جنگی کی کوئی صورت حال نہیں ہے۔ کانگو کے بعد زیمبیا کا افریقی ممالک میں تانبے کی پیداوار میں دوسرا نمبر ہے۔ دیگر ممالک کی طرح زیمبیا بھی چینی قرضوں کے جال میں ۲۰۰۰ء کے عشرے میں پھنسا۔ زیمبیا پر مجموعی طور پر ۸.۷ ارب ڈالر کا بیرونی قرضہ ہے۔ اس میں سے چین سے حاصل کیے گئے قرض کی مالیت ۶.۴ ارب ڈالر ہے۔ یہ سارا قرضہ one belt one road نامی جال میں پھنسا کر زیمبیا کو دیا گیا۔

زیمبیا کی کہانی بھی باقی ممالک سے مختلف نہیں ہے۔ چینی بینکوں نے دیگر شکار کیے گئے ترقی پذیر ممالک کی طرح زیمبیا کی قیادت پر نوازشات کی بارش کردی اور بھاری کِک بیکس کے عوض فراخ دلانہ قرضے جاری کرنے شروع کردیے۔ یہ کِک بیکس چینی بینک اپنی جیب سے نہیں دے رہے تھے بلکہ انہوں نے یہ قرض فراہم ہی غیر معمولی شرح سود پر کیے تھے۔ ان چینی بینکوں نے اس امر کو بھی یقینی بنایا کہ دیئے گئے قرض کسی ترقیاتی پروجیکٹ پر خرچ نہ ہونے پائیں اور ان پروجیکٹس میں کرپشن کی شرح بھی بلند ہی رہے۔ سڑکوں، روڈ ٹرانسپورٹ وغیرہ جیسے پروجیکٹس میں فنانسنگ کی گئی۔ ان پروجیکٹس کی عمر کم ہوتی ہے۔ مثلاً ایک سڑک دس یا پندرہ سال بعد کھنڈر بن جاتی ہے۔ اگر اس میں کرپشن کا تڑکا لگا ہو تو دس سال سے پہلے ہی سڑک کھنڈر کا نقشہ پیش کرنے لگتی ہے۔ اس کے علاوہ بغیر کسی فزیبلٹی کے بندر گاہوں کی تعمیر بھی قوموں کو جال میں پھنسانے کا بہترین طریقہ ہے۔ اس میں سرمایہ کاری بھاری ہوتی ہے اور آمد صفر۔ زیمبیا بھی اس جال میں پھنس گیا اور اس کے لیڈر دیکھتے ہی دیکھتے اربوں ڈالر کے مالک بن گئے مگر ملک کی غلامی کی قیمت پر۔ یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ بینک کی شرح سود کم زیادہ ہوسکتی ہے مگر بینک دیئے جانے والے قرض کی مالیت سے زیادہ کی جائیداد گروی رکھے بغیر کسی صورت قرض نہیں دیتا۔ جیسے ہی کوئی ملک نادہندگی کے نقطے پر پہنچتا ہے، چینی بینک گروی رکھوائی ہوئی جائیداد کی قرقی شروع کردیتے ہیں جیسا کہ سری لنکا کے کیس میں ہوا۔ یہ چینی بینک گروی رکھوائی ہوئی چیز کو مذاکرات کی میز پر اپنی من پسند چیز لینے کے لیے چھوڑ بھی دیتے ہیں جیسا کہ تاجکستان کے کیس میں ہوا۔ تاجکستان کے کیس میں چین نے اپنی سرحد سے ملحق تاجکستان کی ایک ہزار مربع کلومیٹر زمین چین میں شامل کرلی۔ اب چین کی افغانستان کی سرحد کے ساتھ تین سو کلومیٹر طویل سرحد موجود ہے۔

یہ چینی بینک اس امر کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ قرض کے معاہدہ کی شقیں اور گروی رکھی ہوئی جائیداد کی تفصیل کسی بھی صورت میں منظر عام پر نہ آنے پائے۔ اٹھارویں صدی کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ کوئی ملک دیگر ممالک کو اپنی کالونی بنارہا ہے۔ تاہم اٹھارویں صدی میں کالونی بنانے اور آج کے کالونی بنانے کی چینی پالیسی میں واضح فرق ہے۔ اٹھارویں صدی میں برطانیہ، فرانس، پرتگال اور دیگر ممالک نے فوج کشی کے ذریعے پوری دنیا کو آپس میں بانٹ لیا تھا۔ اس وقت چین یہ کام قرض کے جال کے ذریعے لے رہا ہے۔ چین زندہ مینڈک کو اُبالنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ کسی بھی زندہ مینڈک کو اگر اُبلتے ہوئے پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ زبردست مزاحمت کا مظاہرہ کرتا ہے اور اکثر کُود کر باہر نکل جاتا ہے۔ زندہ مینڈک کو اُبالنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ اُسے عام سادہ پانی کے برتن میں ڈال کر نیچے آہستہ آہستہ آگ لگادی جاتی ہے۔ شروع میں مینڈک اس پانی سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ پانی گرم ہوتا جاتا ہے تو اتنے میں مینڈک کی مزاحمت بھی دم توڑتی جاتی ہے اور یوں زندہ مینڈک کو اُبال لیا جاتا ہے۔

یہی طریق کار چینی حکومت نے اختیار کیا ہے۔ اگر چین فوج کشی کے ذریعے سری لنکا کی بندر گاہ کو حاصل کرنا چاہتا تو اسے نہ صرف سری لنکا سے بلکہ دنیا کے دیگر ممالک سے بھی بھاری مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا۔ کچھ ایسا ہی تاجکستان کی سرحدی زمین پر قبضے کی صورت میں ہوتا۔ فوج کشی میں چین کو بھاری اخراجات بھی برداشت کرنے پڑتے اور جانی نقصان کی وجہ سے خود بھی عدم استحکام کا شکار ہوسکتا تھا۔ قرض دینے کی صورت میں نہ صرف کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ اصل رقم سود سمیت واپس بھی مل گئی اور جائیداد مفت میں ہاتھ آئی۔ بس کرنا صرف یہ پڑا کہ ہدف ملک میں کرپٹ حکمرانوں کو برسر اقتدار لانے میں تھوڑی سی سرمایہ کرنا پڑی اور پھر ان کرپٹ حکمرانوں کو کِک بیکس کے سہانے خواب دکھانے پڑے۔

پاکستان میں چونکہ زرداری اور آل شریف جیسے کرپٹ عناصر کی کوئی کمی نہیں ہے اس لیے چین کو پاکستان میں صورت حال ہر دور میں موافق ہی ملی ہے۔ سی پیک کے تحت پاکستان نے مجموعی طور پر کتنا قرض لیا ہے اور کس شرح سود اور کن شرائط پر لیا ہے، یہ سب مخفی ہے۔ ان بھاری قرضوں کے حصول کے لیے کیا کچھ گروی رکھا گیا ہے، یہ سب بھی پوشیدہ ہے۔ ۲۰۲۳ء میں جب پاکستان نادہندگی کی لائن پار کرے گا تو کیا کچھ ہوسکتا ہے، یہ بھی کوئی بتانے کو تیار نہیں۔ نادہندگی کے عوض قرقی کی چینی داستان جاری ہے۔

☆☆☆☆☆

پاکستان میں حالات کی مختصر تصویر کشی

حسنین اوکاڑوی

اوکاڑہ ملٹری فارمز کا دیرینہ تنازع:

نیشنل کمیشن آف ہیومن رائٹس کے چیئر مین جسٹس (ریٹائرڈ) نواز علی چوہان نے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان آرمی کی جانب سے تسلیم کیا گیا ہے کہ اوکاڑہ ملٹری فارم اس کی ملکیت ہے نہ وہ اس کی ملکیت کی دعوے دار ہے بلکہ اس کی اصل مالک پنجاب حکومت ہے، فوج کا یہ بھی ماننا ہے کہ ان کا اس زمین کو حاصل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ مختلف تجاویز پر بات ہو چکی ہے اور اب مزارعین کی جانب سے جواب کو اسلام آباد میں سماعت کے دوران دیا جائے گا کہ آیا وہ ان تجاویز کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ فوج کی طرف سے موجود نمائندے نے ۳۱ دسمبر کو اسلام آباد میں نیشنل کمیشن آف ہیومن رائٹس میں اوکاڑہ ملٹری فارمز کے حوالے سے ہونے والی ایک سماعت میں یہ بات سامنے رکھی گئی تھی کہ مزارعین کو تنگ نہیں کیا جائے گا اور ان کے خلاف فوجداری کے ۸۰ مقدمات واپس لے لیے جائیں گے یہ بات بھی سامنے رکھی گئی کہ بٹائی ملٹری فارمز انتظامیہ کو نہیں دی جائے گی جو اس کا مالک ہے اس سے بات کی جاسکتی ہے۔ ادھر عوامی ورکرز پارٹی کے جنرل سیکریٹری، فاروق طارق نے کہا کہ ہم نے بٹائی دینے پر رضامندی ظاہر نہیں کی۔ اگر حکومت ہم سے بٹائی لینا چاہے تو اس پر ہم آنے والے ہفتوں میں اوکاڑہ، خانیوال اور سرگودھا میں میٹنگ کریں گے۔ اس میٹنگ میں ہم تجاویز تیار کریں گے کہ کیا کرنا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ یہ بات بھی کی گئی ہے کہ پچھلے ۱۸ سال کی بٹائی معاف کی جائے گی لیکن اس کے بعد سے بٹائی دینی پڑے گی۔

واضح رہے کہ اوکاڑہ ملٹری فارمز ۱۸ ہزار ایکڑ زمین ہے جس میں سے ۵ ہزار ایکڑ فوج کے ہاتھ میں ہے جبکہ ۱۳ ہزار مزارعین کے پاس ہے۔ ان زمینوں پر زیادہ تر گندم، مکئی اور چاولوں کی کاشت ہوتی ہے۔ فوج کا پہلے مؤقف تھا کہ ریونیو اتھارٹی کے مطابق زمین ان کی ہے جو برٹش راج کے بعد ان کے حصے میں آئی تھی اس لیے کسانوں کو اُگائی ہوئی فصل کا کچھ حصہ بٹائی کے طور پر ان کو دینا ہو گا۔ دوسری جانب کسانوں کا کہنا ہے کہ یہ زمین ان کے آباؤ اجداد کی ہے۔ برٹش راج کے بعد زمینیں فوج کو چلی گئیں جس کے نتیجے میں کسان فوج کو کئی سال تک ان زمینوں پر اُگنے والی کاشت کا حصہ دیتے رہے۔ سابق صدر پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں کسانوں سے کہا گیا کہ یہ زمینیں ٹھیکے پر لے لیں۔ مزارعین نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ ان کو لگا کہ ٹھیکا بھی بڑھا دیا جائے گا اور ایک وقت پر ٹھیکا کینسل کر کے ان سے ان کی زمینیں خالی کروا دی جائیں گی۔ ۲۰۰۰ء میں انجمنِ مزارعینِ پنجاب نے نعرہ لگایا تھا کہ ان زمینوں پر مزارعین کا حقِ وراثت ہے اور پاکستان میں ٹھیکے پر کام کرنے والوں یا رہنے والوں کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ افواجِ پاکستان کی حب الوطنی کا راگ الاپنے والوں کے لیے شرم کا مقام ہے کہ ان کی لاڈلی فوج کس طرح اس لوٹ مار کی کمائی کو آج بھی اپنا حق سمجھتی ہے جو انگریز فوج قیامِ پاکستان سے قبل غریب کسانوں سے حاصل کرتی رہی اور ایسا کرتے ہوئے اخلاقیات سے عاری ان حیوانوں کو بھلا کوئی شرم کیونکر ہو سکتی ہے۔

حکومت پر مہمند ڈیم کا متنازعہ ٹھیکہ ختم کرنے کے لیے دباؤ بڑھ گیا:

مہمند ہائیڈرو پاور ڈیم کا متنازعہ ٹھیکہ کینسل کرنے کے لئے حکومت پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔ واضح رہے کہ عمران خان کا ذاتی دوست اور مشیرِ تجارت عبد الرزاق داؤد جو مشرف کابینہ میں بھی شامل رہا، اس کی ملٹی نیشنل کمپنی ڈیسکون اور چینی کمپنی گھیزوبا نے مشترکہ طور پر ڈیم کی تعمیر کا کنٹریکٹ ۳۱۰ ارب روپے کی بولی کے عوض حاصل کیا ہے۔ سوشل میڈیا پر اس حوالے سے شدید تنقید کا سلسلہ تاحال جاری ہے، وہیں دنیا بھر میں کرپشن پر نظر رکھنے والی تنظیم ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل نے بھی اس ٹھیکے پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے چیئرمین واپڈا کو خط لکھا ہے۔ سیاسی جماعتوں کی جانب سے بھی اس ٹھیکے کی تحقیقات نیب سے کرانے کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے۔ بظاہر اس پریشر کے علاوہ اندرونی طور پر بھی اس ٹھیکے پر تنازعات پائے جاتے ہیں، اس صورت حال سے حکومت پریشان ہے، جس کے نتیجے میں ٹھیکہ دینے کے فیصلے پر نظرِ ثانی کا امکان بڑھ گیا ہے۔ واپڈا کا ترجمان بھی اس قسم کا اشارہ دیتے ہوئے کہہ چکا ہے کہ ابھی تک ڈیسکون اور اس کی پارٹنر چینی کمپنی کو یہ ٹھیکہ باقاعدہ طور پر نہیں دیا گیا، صرف بولی منظور کی گئی ہے، اس بولی کو اچھی طرح جانچنے کے بعد ہی ٹھیکہ دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ جبکہ اس متوقع صورت حال کو بھانپ کر پہلے ہی عبد الرزاق داؤد ڈیسکون کی چیئرمین شپ سے دستبردار ہو گیا تھا، اور یہ عہدہ اُس نے اپنے بیٹے تیمور داؤد کو دے دیا تھا۔ کابینہ میں ٹھیکے کے حوالے سے جب چند ارکان کی طرف سے یہ معاملہ اٹھایا گیا تو اس کے لئے یہی دلیل دی گئی تھی کہ اب عبد الرزاق داؤد کا ڈیسکون سے کوئی لینا دینا نہیں، لہٰذا ٹھیکہ دیئے جانے کی صورت میں کسی قسم کے ردِ عمل کا جواز نہیں ہو گا۔ تاہم ٹھیکہ دینے کے مخالفین کا کہنا تھا کہ باپ کے پاس سے کمپنی کی چیئرمین شپ بیٹے کے ہاتھوں میں چلے جانے کا مطلب ہے کہ گھر کی چیز گھر میں رہی، لہٰذا متحرک روایتی میڈیا اور سوشل میڈیا کے دور میں یہ کمزور جواز پیش کر کے معاملے کو دبایا جانا مشکل ہو گا، اور اب یہ خدشات درست ثابت ہو رہے ہیں۔ دوسری جانب فوجی ادارہ ایف ڈبلیو بھی اس صورتحال سے فائدہ اٹھا کر اس ٹھیکے کو حاصل کرنے کے لیے پر تول رہا

ہے اور میڈیا میں موجود سابق فوجی دانشور حضرات بڑھ چڑھ کر ایف ڈبلیو او کی خدمات کا تذکرہ کرتے نظر آرہے ہیں۔ ایف ڈبلیو او کو مہمند ڈیم کنٹریکٹ کی بولی سے باہر کرنے کے معاملے پر تجزیہ کار بریگیڈیئر (ر) آصف ہارون کا کہنا تھا کہ جب عبد الرزاق داؤد نے مشیر تجارت کے طور پر ذمہ داریاں سنبھالی تھیں تو اسی وقت سے یہ تاثر عام تھا کہ ان کا سی پیک میں بڑا اسٹیک ہے، اس سے قبل انہیں سی پیک کے ٹھیکے نہیں مل رہے تھے، اور اب یہ خدشات پورے ہو رہے ہیں۔ عبد الرزاق داؤد کی خاندانی ڈیسکون کمپنی کو ڈیم کا ٹھیکہ ''سنگل سورس'' کے طور پر کھلے عام دے دیا گیا ہے۔ آصف ہارون کے بقول ایک صرف مہمند ڈیم کے ٹھیکے کا معاملہ ہی نہیں، موجودہ حکومت کے اور بھی کئی معاملات ہیں جس میں اقربا پروری اور پسند و ناپسند کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس معاملے نے فوج اور تحریک انصاف حکومت کے یک جان دو قالب ہونے کی بھی قلعی کھول دی ہے کہ جب مفادات اور مالی معاملات میں زیادہ سے زیادہ حصہ بٹورنے کی بات آئے گی تو پھر یہ جرنیل ٹولہ ذرا نہیں خیال کرنے والا کہ تحریک انصاف ان کے گھر ہی کی تو فرمانبردار لونڈی تھی۔

پنجاب کی مساجد میں جمعہ کے سرکاری خطبے کا نفاذ:

پنجاب کی مساجد میں جمعہ کا سرکاری خطبہ نافذ کیا جانے لگا ہے۔ پولیس کی جانب سے مساجد کے ائمہ کو تیار شدہ مواد فراہم کیا جا رہا ہے۔ سرکاری خطبہ فراہم کرنے کے لیے امام و خطیب کے واٹس ایپ گروپ علاقے کے ایس ایچ او کی نگرانی میں بنائے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما امیر سید عطاء اللہ بخاری ثالث نے بتایا کہ ''ہمارے حلقہ اثر کے علمائے کرام کا بھی ایک واٹس ایپ گروپ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سب انسپکٹر مسجد میں آکر یہ خطبہ تحریری طور پر دے کر گیا ہے۔ میں نے تو اس کے مطابق خطبہ نہیں دیا۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اس طرح کے اقدامات سے گریز کرے۔ علمائے کرام کو پہلے سے معلوم ہے کہ کیا بات کرنی ہے اور کیا نہیں کرنی۔ تھانے سے اس طرح کی ہدایات آنا ہتک آمیز رویہ ہے۔ پولیس نے تو یہاں تک بھی کہا ہے کہ اسی ہدایت پر عمل کرنا ہے، بصورت دیگر ہم جمعہ کی تقریر خود بھی سنیں گے۔ حکومت نے اگر ایسا کرنا تھا تو وفاق المدارس سے بات کی جاتی، نہ کہ معاملہ تھانے کو دیا جاتا''۔ جامعہ الصفہ کے نائب مہتمم مفتی محمد زبیر کا کہنا تھا کہ ''عالم دین پر نہی عن المنکر لازم ہے۔ اس کے لیے اپنے علاقے اور حالات کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اسے موضوع اور عنوان و مواد کا خود ہی انتخاب کرنے کی آزادی ضروری ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اسلامی جمہوری ملک میں بھانڈ اور گانے بجانے والوں کو تو آزادی ہو، مگر مسجد کا خطیب پابند کر دیا جائے''۔ انہوں نے علمائے کرام کے نام فورتھ شیڈول میں ڈالنے کے معاملے پر بھی تنقید کی۔

مدارس پر دباؤ ڈالنے کے لیے اسلام آباد کے تمام مدارس کی کوائف طلبی:

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی انتظامیہ اور پولیس نے گزشتہ دنوں تمام مدارس میں پرفارمے تقسیم کئے اور انتظامیہ کو ہدایت کی گئی کہ تمام کوائف مکمل کر کے ایک ہفتے کے اندر واپس کئے جائیں۔ ان میں بعض ایسے سوالات / خانے بھی تھے، جن کا بظاہر کوئی جواز نہیں بنتا۔ اس سلسلے میں علمائے کرام نے جب وفاقی وزیر مذہبی امور پیر نورالحق قادری سے رابطہ کیا تو انہوں نے ایسی کسی سرگرمی سے لاعلمی کا اظہار کیا جبکہ اسلام آباد پولیس نے مدارس سے زبردستی کوائف یہ کہہ کر حاصل کر لئے کہ اگر پرفارمے مکمل کر کے واپس نہ کئے گئے تو ایسا نہ کرنے والے مدارس اور ان کے متعلقہ حکام و علمائے کرام کا ریکارڈ خراب ہو گا، جو ان کے لئے مستقبل میں مشکلات اور مسائل کا سبب بن سکتا ہے۔ اس حوالے سے اخباری نمائندے نے وفاق المدارس کے ترجمان اور اسلام آباد کے ممتاز عالم دین مولانا عبد القدوس محمدی سے رابطہ کیا تو انہوں کہا کہ ''موجودہ حکومت مدارس پر بلاوجہ پابندیاں عائد کر کے انہیں دباؤ میں لانا چاہتی ہے۔ ہم سیاسی لوگوں کی طرح یہ تو نہیں کہتے کہ وزیر عمران خان نے مدارس کے بارے میں اپنی چند سال پہلے کی سوچ اور پالیسی پر یوٹرن لے لیا ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ انہوں نے مدارس کے بارے میں پالیسی تبدیل کر لی ہے۔ اس کا ایک ثبوت صوبہ خیبر پختونخواہ میں عربی و اسلامیات کے ٹیچرز کے لئے ٹیسٹ ہیں۔ اس میں شہادت العالمیہ کے طلبہ کو ان کی اسناد کے نمبر نہ دینا، بہت بڑی زیادتی ہے۔ پھر ایک جانب بینک اکاؤنٹ کی ضرورت اور افادیت پر زور دیا جاتا ہے تو دوسری جانب اسٹیٹ بینک کے ماتحت تمام بینک، اکاؤنٹ کھولنے پر آمادہ نہیں۔ ایک طرف وفاقی وزیر مذہبی امور کوائف طلبی سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں تو دوسری جانب اسلام آباد پولیس انہی کوائف کی طلبی کو بنیاد بنا کر ڈرانے دھمکانے اور خوف زدہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ موجودہ حکومت کی یہ دو عملی سمجھنے سے علمائے کرام قاصر ہیں''۔

فوجی عدالتوں میں سزاؤں کی شرح ۹۹ فی صد رہی:

فوجی عدالتوں کے مستقبل کے حوالے سے بحث جاری ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ان عدالتوں کی سزا دینے کی شرح ۹۹ فی صد رہی۔ جیورسٹ ڈیٹا کے بین الاقوامی کمیشن کے مطابق ۷۱۷ مقدمات کو فوجی عدالت میں منتقل کیا گیا جن میں سے ۶۴۶ پر فیصلہ دیا گیا۔ ان میں سے صرف ۵ ملزمان کو ہی بری کیا گیا۔ اکثریت کو سزائے موت دی گئی جبکہ کچھ تعداد ان کی ہے جن کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے فوجی عدالتوں کی مدت، جو کہ اس برس جنوری میں ختم ہونے والی

تھی، بڑھانے کے لیے بل لانے کے حکومتی فیصلے پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ جاری ہونے والے ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے برملا کہا ہے کہ ریاست کا فریضہ ہے کہ قانون کی حکمرانی کو اس طرح قائم کرے کہ جس سے شہریوں کے باضابطہ قانونی کارروائی اور شفاف سماعت کے حقوق متاثر نہ ہوں۔ اسی طرح، شہریوں کی سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے بھی قانون کی حکمرانی قائم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ یہ ایک دوسرے سے کٹی ہوئی ذمہ داریاں نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ، اس بات کے شواہد بھی نہیں ہیں کہ فوجی عدالتیں قانون کی حکمرانی میں اضافہ کرنے میں کامیاب ہوئی ہیں۔ ایچ آر سی پی کو فوجی عدالتوں کی کارروائی میں پائی جانے والی رازداری، ان عدالتوں میں سزاوں کی بہت زیادہ شرح اور اس شرح کو پانے کے لیے استعمال ہونے والے ذرائع سے بھی تکلیف ہے۔ یہ تمام باتیں انصاف کے اصولوں کے خلاف ہیں۔ پشاور ہائی کورٹ کا حالیہ فیصلہ، جس نے فوجی عدالتوں سے سزا پانے والے ۷۰ سے زائد افراد کی سزا مسنوخ کی ہے، ان تحفظات کی نشاندہی کرتا ہے۔ فوجی عدالتوں کی میعاد میں توسیع عالمی میثاق برائے شہری و سیاسی حقوق' جس کا پاکستان فریق ہے' کے بھی منافی ہے۔ اور اس سے نچلی عدالتوں میں نظام انصاف براہ راست متاثر ہو گا۔

فوجی عدالتوں کے قیام کے بعد ان عدالتوں میں ٹرائل کے لیے سول جیل میں موجود ملزمان کو فوج کے حوالے کیا گیا اور فوج نے اس نام نہاد ٹرائل کے دوران ان ملزمان کو ان خفیہ عقوبت خانوں میں رکھا جہاں پہلے سے لاپتہ افراد سالہا سال سے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ سول جیلوں میں تو وقتاً فوقتاً ججز کے دورے ہوتے ہیں جن میں قیدیوں کو ملنے والی سہولیات کی کسی قدر نگرانی ہو ہی جاتی ہے۔ جبکہ فوج کے زیر انتظام چلنے والی خفیہ جیلوں کی لغت میں تو انسانیت اور انسانی حقوق کا لفظ ہی ناپید ہے۔ ان جیلوں تک پہنچنے کی جرأت تو چیف جسٹس بھی نہیں کر سکتا۔ تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کی عدالتوں نے ملزمان کی ان خفیہ جیلوں میں منتقلی کے ذریعے ان غیر قانونی جیلوں کو ریگولرائز کر دیا ہے؟

کراچی انسداد تجاوزات مہم:

کراچی ایمپریس مارکیٹ کے بعد گارڈن مارکیٹ میں بھی تجاوزات کے نام پر دکانیں مسمار کر دی گئیں۔ تفصیلات کے مطابق انسداد تجاوزات عملے نے گارڈن کے اطراف آپریشن کرتے ہوئے ۴۰۵ دکانیں اور درجن سے زائد دفاتر مسمار کیے۔ آپریشن سے قبل ہی میئر وسیم اختر نے متاثرہ دکان داروں سے ملاقات میں یقین دہانی کروائی تھی کہ آپریشن متبادل جگہ فراہم کرنے کے بعد ہی شروع کیا جائے گا، تاہم وعدے کے برعکس انہدامی کارروائی کر کے دکانداروں کا نقصان کر دیا گیا۔ آپریشن کے روز تاجر برادری کی جانب سے بھرپور احتجاج کرنے کے ساتھ ساتھ سڑک پر کے ایم سی اور میئر کے خلاف چاکنگ بھی کی گئی تھی۔ آپریشن کے نگراں ڈاکٹر سیف الرحمن نے بھی متاثرین کو یقین دہانی کروائی تھی کہ ایک دو روز میں متبادل جگہ فراہم کر دی جائے گی، تاہم آپریشن کو کئی ہفتے گزر جانے کے بعد بھی متاثرین سے کسی قسم کا رابطہ نہیں کیا گیا۔ گارڈن متاثرین نے ۷ جنوری سے احتجاجی کیمپ بھی لگایا، تاہم میئر کراچی، وزیر بلدیات سمیت کسی نے ان سے رابطہ نہیں کیا، جس پر متاثرین کے احتجاج میں ان کے اہل خانہ بھی شریک ہو گئے۔ احتجاج کے دوران خواتین اور بچوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، جو ہاتھوں میں پلے کارڈ اٹھائے میئر کراچی سے متبادل جگہ فراہمی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اخباری نمائندے کو صابرہ نامی خاتون نے بتایا کہ گارڈن مارکیٹ میں میری بھائی کی ۳۷ سالہ پرانی بیٹری کی دکان تھی۔ میرا بھائی گھر کا واحد کفیل ہے، جو میری ایک بیوہ بہن سمیت ۱۴/افراد کی کفالت کرتا ہے۔ اس دکان سے ہمارے گھر کے علاوہ ۶ دیگر افراد کا روزگار بھی وابستہ تھا۔ اس طرح دکان گرا کرے خاندانوں کو دربدر کر دیا گیا۔ خاتون کا مزید کہنا تھا کہ میرے بھائی اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، ان میں سے ۴ بچوں کے دودھ کے پیسے بھی ہمیں ادھار لینا پڑ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میئر نے یقین دہانی کے باوجود متبادل جگہ فراہم نہیں کی، جس کے باعث بھائی کیمپ پر آ کر احتجاج کر رہے ہیں۔ متاثرہ دکان دار نعمان طاہر کا کہنا تھا کہ گارڈن مارکیٹ میں ان کی آٹو پارٹس کی ۳ دکانیں تھیں، جن کا نمبر بالترتیب ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۱ اور ۱۵۴ تھا۔ ان دکانوں میں ۱۰ سے ۱۳/افراد ان کے پاس کام کرتے تھے، جنہیں وہ ۴۰۰ روپے سے ۶۰۰ روپے یومیہ دیہاڑی دیتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مذکورہ مارکیٹ میں ۱۲ سال قبل کاروبار شروع کیا تھا، لیکن کے ایم سی کے آپریشن کے باعث کا کاروبار تباہ ہو گیا۔ کلفٹن میں باغ ابن قاسم اور کلفٹن بلاک ۵ میں نہر خیام پر اور سٹی کورٹ کے اطراف چاند بی بی روڈ نزد سول اسپتال کے اطراف آپریشن کرتے ہوئے فٹ پاتھ پر لگائے گئے تمام کیبن، کھانے پینے کے اسٹال، ہوٹل کا سامان، کرسیاں، میزیں، ٹیبل اور فٹ پاتھ پر رکھے پنجرے اور کھانا کھلانے کا سامان ضبط کر لیا۔ فیڈرل بی ایریا میں بھی فٹ پاتھ پر بنی دکانیں اور جھونپڑا ہوٹل کو مسمار کر دیا گیا، جب کہ فٹ پاتھ اور سڑک کے کنارے لگائے گئے کیبن، ٹھیلے، پتھارے اور اسٹال ضبط کر لئے گئے۔ عائشہ منزل، واٹر پمپ، حسین آباد بھنگوریہ گوٹھ میں فٹ پاتھ اور روڈ پر تجاوزات قائم کرنے والوں کو نوٹس دے دیا گیا ہے کہ ۳ دن میں تمام تجاوزات ختم کر دیں۔ دوسری جانب میٹروپولیٹن کمشنر سیف الرحمن کا کہنا تھا کہ ہل پارک میں بھی تجاوزات کے خلاف آپریشن شروع کیا

جائے گا۔ پارک میں مختلف نوعیت کی تجاوزات ہیں جن کو آج مسمار کیے جانے کا اعلان کیا گیا ہے۔

سپریم کورٹ کے واضح احکامات کے باوجود نجی سکولوں کی من مانیاں:

اسلام آباد میں سپریم کورٹ کی جانب سے اسکولوں کی زائد فیس کی وصولی سمیت دیگر امور کے حوالے سے کیس کی سماعت کی گئی، جس میں معلوم ہوا کہ اسکولوں کی جانب سے تاحال زائد فیسوں کی وصولی جاری ہے، جبکہ عدالتی حکم پر عمل درآمد نہیں کیا جارہا۔ جبکہ جہاں جن اسکولوں میں فیسیں کم کی گئیں، وہاں تعلیمی معیار گرانے اور طلبہ کی سہولیات میں کمی کرنا شروع کر دی گئی ہے، جس پر عدالت کی جانب سے برہمی کا اظہار بھی کیا گیا۔

محکمہ تعلیم سندھ کے ماتحت ادارے ڈائریکٹوریٹ پرائیویٹ اسکول ایجوکیشن میں افسران کی شدید کمی کے سبب نجی اسکولوں کے مالکان پر گرفت نہیں کی جارہی۔ اسکولوں کا ریکارڈ چیک کرنا اور انسپکشن کرنا چند سرکاری افسران کے بس میں نہیں ہے۔ معاملات عدالت میں ہونے کی وجہ سے اسکولوں کے مالکان محکمہ کے ساتھ ڈیلنگ میں مسلسل بہانے تراش رہے ہیں۔ ڈائریکٹوریٹ کے افسران شکایت پر ہی کارروائی پر اکتفا کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے والدین اور طلبہ کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔

ملک بھر کے سیکریٹریز ایجوکیشن کی جانب سے اپنے ماتحت اداروں ڈائریکٹوریٹس پرائیویٹ انسٹی ٹیوشنز کی انتظامیہ کے ذریعے فیسوں میں کمی کے حوالے سے طریقہ کار وضع کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ تاہم متعلقہ محکموں کی جانب سے فائلوں کے علاوہ عملی طور کوئی بھی حکمت عملی ترتیب نہیں دی گئی ہے۔ معلوم رہے کہ ۱۸ ویں ترمیم کے بعد صوبوں کو ملنے والے محکموں کے بعد ابھی تک ڈائریکٹوریٹ پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن میں افسران کی نئی بھرتیاں نہیں کی گئیں۔ شہر میں قائم ۵ ہزار کے لگ بھگ نجی اسکولوں میں انسپکشن کرنے، ان کی رجسٹریشن اور تجدیدی رجسٹریشن کرنے سمیت دیگر معاملات کے لیے صرف درجن بھر افسران موجود ہیں۔ اسکولوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر محکمہ ایجوکیشن سندھ نے ڈائریکٹوریٹس میں افسران کا اضافہ کیا ہے، نہ ہی متعلقہ شعبے کو کوئی نئی پالیسی دی ہے۔ جس کی وجہ سے ایک جانب ادارے کو شدید مسائل کا سامنا ہے تو دوسری جانب حد سے زیادہ فیسیں دینے پر مجبور والدین اور طلبا و طالبات کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔

عدالت کی جانب سے ۱۳/ دسمبر کو ایف آئی اے کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ بیکن ہاؤس اسکول سسٹم، سٹی اسکول پرائیویٹ لمیٹڈ، سٹی اسکول سسٹم، لاہور گرائمر اسکول، لاہور کالج آف آرٹس اینڈ سائنس، روٹس انٹرنیشنل اسکول سسٹم، روٹس اسکول سسٹم، روٹس ملینیم اسکول، روٹس لیوی اسکول، لرننگ الائنس، فروبلز ایجوکیشن سینٹر کراچی، فاربلز پرائیویٹ لمیٹڈ اسلام آباد، ہیڈ اسٹارٹ اسکول اسلام آباد، ریسورس اکیڈمیا، پنجاب گروپ آف کالجز، بے ویو اکیڈمی کراچی، سلامت اسکول سسٹم لاہور، جنریشن اسکول کراچی، سولائزیشن اسکول، الائنس ریسورس ڈی ایچ اے لاہور اینڈ گجرانوالہ، دی لرننگ ٹری اسکول، سٹی پبلک اسکول اور ایڈن اسکول سسٹم کے خلاف انکوائری کریں اور ان کے اکاؤنٹس فی الفور منجمد کئے جائیں۔ اس کے بعد مذکورہ ۲۲/ اسکولوں کا ریکارڈ ایف آئی اے نے منجمد کر دیا تھا اور ریکارڈ ایف بی آر کے ساتھ بھی شیئر کر دیا گیا تھا۔ اس حوالے سے ڈائریکٹر ایف آئی اے سندھ ڈاکٹر منیر احمد شیخ کا کہنا ہے کہ ”ہم نے سپریم کورٹ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مذکورہ اسکولوں کا مینول اور کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ منجمد کر دیا تھا۔ جس کے بعد ہم نے ایف بی آر سے بھی ڈیٹا شیئر کر دیا تھا۔ اب ایف بی آر نے ہی ان کا آڈٹ کرنا ہے“۔

ایجوکیشنل ریفارم ویلفیئر ایسوسی ایشن کے صدر راجا محمد فیاض کا کہنا ہے کہ ”جن اسکولوں کی فیسیں ۵ ہزار سے زائد ہیں، ان سے فیسیں کم کرانا ڈائریکٹوریٹ پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن کے افسران کی ذمہ داری ہے۔ جبکہ اسکولوں میں ایس او پی کے مطابق ۱۰ فی صد بچوں کو مفت تعلیم دلوانے کا پابند کیا جائے۔ اسکولوں میں انسپکشن نہ ہونے کی وجہ سے والدین اور حکومت کا بس نہیں چلتا۔ اسکولوں کے مالکان کی جانب سے اثرورسوخ استعمال کر کے انسپکشن نہیں کرایا جاتا۔ جبکہ محکمہ کے پاس انسپکشن کرنے کے لیے مذکورہ تعداد مکمل نہیں، جس کی وجہ سے نقصان والدین کو زائد فیسوں کی ادائیگی کی صورت میں ہو رہا ہے“۔

پیرنٹس ایکشن کمیٹی کے چیئرمین کاشف صابرانی کا کہنا ہے کہ ”عدالتی احکامات پر من و عن عمل نہیں ہو رہا ہے۔ عدالت کی جانب سے کہا گیا تھا کہ جنوری میں جون یا جولائی میں سے ایک ماہ کی فیس لی جائے گی۔ مجموعی ماہانہ فیس میں سے ۲۰ فی صد کمی کی جائے گی اور وصول کردہ فیس واپس کی جائے گی۔ ۱۰ فی صد بچوں کو مفت تعلیم دی جائے گی۔ جبکہ کوئی بھی اسکول مذکورہ فیصلوں پر عمل درآمد نہیں کر رہا ہے“۔ کاشف صابرانی کا مزید کہنا تھا کہ ”ہمیں یومیہ درجنوں اسکولوں کے خلاف والدین کی شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ ہم سے زائد فیسیں لی جارہی ہیں۔ میرے خیال میں ڈائریکٹوریٹ پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن کی انتظامیہ کی نااہلی یا غفلت ہے۔ کیونکہ اگر وہ بروقت کارروائی کریں تو شاید بہت زیادہ فرق پڑ جائے گا“۔

نئی حج پالیسی نے متوسط طبقے کے لیے حج کو مزید مشکل بنا دیا:

وفاقی وزیر مذہبی امور نورالحق قادری اور متعلقہ وفاقی سیکریٹری نے قریباً ایک ماہ قبل حج کی تیاریوں کے سلسلے میں سعودی عرب کا دورہ کیا تھا۔ اس دورے کا مقصد حجاج کرام کی آمد و

روانگی، رہائش اور کھانے سمیت دیگر سہولیات کا جائزہ لینا تھا اور یہ تعین کرنا تھا کہ نئی حج پالیسی ۲۰۱۹ء کے تحت اس بار حج پیکیج کے سرکاری ریٹ کیا رکھے جائیں۔ کہا جا رہا ہے کہ ڈالر اور ریال کی قیمتوں میں حالیہ اضافے کے نتیجے میں رہائش، کھانا، ٹرانسپورٹ سمیت دیگر سہولتیں مہنگی ہو گئی ہیں، لہٰذا سرکاری اسکیم کے تحت حج کرنے والوں پر یہ بوجھ ڈالنا مجبوری ہے۔

گزشتہ برس سرکاری حج کا پیکیج دو لاکھ ۸۰ ہزار روپے تھا۔ پاکستان سے اس برس سرکاری اسکیم کے تحت شمالی زون سے حج پر جانے والوں کو ۴۲۶،۹۷۵ روپے اور جنوبی زون سے جانے والوں کو ۴۳۶،۹۷۵ روپے ادا کرنا ہوں گے۔ سوشل و الیکٹرانک میڈیا پر ہونے والی تنقید کے جواب میں وزیر مذہبی امور نورالحق قادری فرماتے ہیں کہ ”ریاست مدینہ کا مطلب لوگوں کو خوشحالی دینا ہے نہ کہ مفت حج کروانا“۔ موصوف شاید ریاست کی ان شاہ خرچیوں سے واقف نہیں کہ کس طرح قادیانیوں اور سکھوں کی آمد و رفت کو سہل بنانے کے لیے بے دریغ رقم لٹائی جاتی ہے کسطرح سینما گھروں کی تعداد بڑھانے کے لیے بجٹ مختص کیا جاتا ہے۔ کس طرح سابق صدر پاکستان جو ارب پتی تاجر ہونے کے باوجود اپنے عزیز و اقارب کے ہمراہ سرکاری خرچ پر پورا جہاز بک کروا کر حج کرتا ہے۔ لیکن جب بات عوام کی ہو تو پھر دلیلیں بہت، بہانے بہت۔ ایک طبقہ کہتا ہے کہ حج تو صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ تو سنیے کہ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے بے چین افراد کی اکثریت وہی ہے جو اپنی زندگی بھر کی کمائی جوڑ جوڑ کر حج کے لیے جاتے ہیں۔ ایسے میں حکومتی فیصلے سے متاثر ہونے والا سب سے بڑا طبقہ یہی ہے۔

سابق آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی بیرون ملک ملازمت کے لیے این او سی جاری:

وفاقی کابینہ نے سعودی عرب میں بننے والے نام نہاد عسکری اتحاد کے سربراہ سابق آرمی چیف جنرل (ر) راحیل شریف کو بیرون ملک ملازمت کے لیے این او سی کی منظوری دے دی۔ راحیل شریف کو سعودی عرب میں اس فوجی اتحاد کی کمانڈ کے لئے این او سی درکار تھا۔ وزیر اعظم کی زیر صدارت ہونے والے وفاقی کابینہ کے اجلاس میں فوج کے سابق سربراہ کو این او سی دینے کی منظوری دی گئی۔ اس سے قبل ۱۵ دسمبر کو سپریم کورٹ نے دہری شہریت کیس کا تفصیلی فیصلہ جاری کیا تھا جس میں جنرل (ر) راحیل شریف کو دیے گئے این او سی کو غیر قانونی قرار دیا گیا تھا۔ تفصیلی فیصلے میں کہا گیا تھا کہ راحیل شریف کا این او سی قانون کے مطابق نہیں، سابق آرمی چیف کو بیرون ملک ملازمت کے لیے جی ایچ کیو اور وزرات دفاع نے این او سی جاری کیا جب کہ قانون کے تحت سابق سرکاری ملازم کو صرف وفاقی حکومت این او سی جاری کر سکتی ہے۔ اسی لیے این او سی کے بغیر کوئی سابق سرکاری ملازم کسی غیر ملکی حکومت یا ایجنسی کی ملازمت نہیں کر سکتا۔ فیصلے میں کہا گیا تھا کہ وفاقی حکومت سے مراد وفاقی کابینہ ہے، عدالت نے سیکرٹری دفاع کو حکومت سے این او سی کے لیے ایک ماہ کی مہلت دیتے ہوئے کہا تھا اگر مقررہ مدت کے اندر قانون کے مطابق این او سی جاری نہیں کیا جاتا تو جنرل (ر) راحیل شریف بیرون ملک ملازمت سے سبک دوش تصور کیے جائیں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ تحریک انصاف اپوزیشن میں رہتے ہوئے جنرل (ر) راحیل شریف کی سعودیہ تعیناتی کی مخالفت کرتی رہی ہے لیکن اب اقتدار میں آکر مخالفت کرنا اقتدار کی اس کرسی کو لات مارنے کے مترادف ہو گا کہ جن کی بدولت اقتدار میں پہنچے بھلا انہیں نہ کرنا کوئی آسان کام ہے۔ اور ایسا بھی نہیں کہ یہ کوئی پہلا یوٹرن ہو جس پر شرم سے پانی پانی ہوا جائے اور وضاحتیں پیش کرنے کے لیے جواز ڈھونڈے جائیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جس طرح یہ ڈالروں کے غلام اپنے امریکی آقاؤں کی حفاظت نہ کر کے ان کے ہاں مردود و ملعون ٹھہرے، ریالوں کا حق ادا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں یا نہیں اور جلد یا بدیر ان کے ہاں سے بھی دھتکارے جاتے ہیں۔

میری حیرت کی انتہا اس وقت نہ رہی جب میں نے سوشل میڈیا پر کام کرنے والے ایک مشہور اسلامی چینل ”وصال اردو“ کو اس نام نہاد عسکری اتحاد کی تعریف میں زمین آسمان ایک کرتے دیکھا۔ یہ چینل کافی عرصے سے دنیا بھر میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے متعلق معلوماتی ویڈیو نشر کرتا رہا ہے تو اس کا مطلب ہے ان کی عالمی حالات پر نظر تو ہے تو ایسا کس طرح ممکن ہے کہ وہ اس خائن پاکستانی فوج کے کرتوتوں سے بے خبر ہو اور انہیں علم ہی نہ ہو کہ کس طرح ملک کے کونے کونے میں اسلام کے نام لیواؤں پر یہ فوج عرصہ حیات تنگ کر رہی ہے۔ ایسے میں ان کے مظالم بے نقاب کرنے کی بجائے الٹا ان درندوں کو محسن بنا کر پیش کرنا، کیا اس سے بڑھ کر بھی اس امت کیساتھ کوئی خیانت ہو سکتی ہے۔ دور حاضر میں ہم کئی ایسی شخصیات کو رنگ بدلتے دیکھ چکے ہیں جو ابتدا میں تو بڑی اچھی بات کرتے ہیں امت کے غم میں گھلے جاتے ہیں لیکن جب مسلمان عوام ان کو اپنا مسیحا اور ہمدرد سمجھ کر ان کے سحر میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر ایسی شخصیات یک دم تبدیل ہو جاتی ہیں ان کے موقف میں تبدیلی آنے لگتی ہے۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کے دل ابتدا ہی سے سیاہ تھے اور وہ سب کچھ ایک منصوبے کے تحت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ شخصیات وہ ہوتی ہیں جو ایک وقت تک تو حق بات کہہ کر عوام میں اور خصوصاً میڈیا پر شہرت حاصل کر لیتی ہیں لیکن جب اس شہرت حاصل کر لینے کے بعد فراعین وقت ان کو اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ آزمائش میں پورے نہیں اترتے اور قدم

ڈگمگا جاتے ہیں۔ اب وصال اردو چینل کیساتھ کیا معاملہ ہے یہ وہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ انہوں نے یہ سب باقاعدہ منصوبے کے تحت کیا یا اب قدم ڈگمگا گئے ہیں۔

کراچی ملیر پولیس کی اغوا برائے تاوان کی کاروائیوں میں تیزی:

کراچی کے اضلاع میں ملیر کو پولیس کے حوالے سے انتہائی ساز گار اور منفعت بخش ضلع قرار دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے راؤ انوار نے زیادہ تر ملازمت اسی ضلع میں کی۔ چونکہ اس نظام کا ہر کارندہ اپنی ذات میں خود راؤ انوار ہے لہذا راؤ کی غیر موجودگی میں بھی ان کے ظلم میں کوئی کمی آنے کا امکان نہیں۔ ملیر میں پولیس نے اغوا برائے تاوان کی کارروائیاں پھر شروع کر دی ہیں۔ ایس ایچ او سائٹ سپر ہائی وے انڈسٹریل ایریا سالم رند نے ۷ جنوری کی سہ پہر ایم محسود مارکیٹنگ کے ڈائریکٹر مصطفی خان کے ۲۳ سالہ بیٹے ذکران خان کو تھانے بلایا اور پھر اسے وہاں سے اپنی گاڑی میں کہیں اور لے گئے بعد میں سالم رند کے قریبی ساتھی ایک پولیس اہلکار نے پیغام پہنچایا کہ ۲۰ لاکھ دو، نہیں تو ذکران کا انکاؤنٹر کر دیا جائے گا۔ بارگیننگ کے بعد بات گیارہ لاکھ پر طے ہوگئی۔ گیارہ لاکھ رقم سالم رند نے خود وصول کی لیکن پھر بھی ذکران کو حوالے نہیں کیا گیا بلکہ جھوٹا ڈکیتی کا مقدمہ بنا کر سبزی منڈی چوکی کے حوالے کر دیا گیا۔ پیر رحمان ایڈووکیٹ کا کہنا تھا کہ ۱۲ جنوری کو ملیر جوڈیشل مجسٹریٹ نمبر ۱۲ کی عدالت میں ذکران خان کو دوبارہ کیس کے گواہان کے ساتھ پیش کیا گیا۔ جہاں ۱۶۴ ضابطہ فوجداری کئے تحت ان کے بیانات قلمبند کرانے کے لیے درخواست دی گئی۔ واضح رہے کہ ۱۶۴ کے تحت گواہان کی تصویریں عدالت میں پیش کرنا لازمی ہوتا ہے جو بیانات کے ساتھ لگانی ہوتی ہیں وہ تفتیشی ٹیم لے کر ہی نہیں آئی تھی۔ دوسری بدنیتی کرتے ہوئے ۱۶۴ کے تحت کیس کے مدعی، جن کے یہاں ڈکیتی ہوئی تھی، ان کے بیان کیلئے بھی عدالت سے استدعا نہیں کی گئی۔ جس کے بعد عدالت نے مدعی کے بھائی اور چشم دید گواہ مظہر اقبال، محمد قسیم اور عبدالرشید کے بیانات ریکارڈ کئے جن میں انہوں نے حلفاً اقرار کیا کہ ذکران خان ہمارا ملزم نہیں ہے کیونکہ ہم اپنے ملزمان کو بخوبی شناخت کرسکتے ہیں۔ جبکہ ذکران سے نکالے جانے والے پیسے بھی ہمارے نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مدعی پرویز حسین اور ان تینوں گواہان نے عدالت میں حلف نامے جمع کرائے جس میں دوبارہ کہا گیا کہ یہ ہمارا ملزم نہیں اور پیسے بھی ہمارے نہیں ہیں اور ہم استدعا کرتے ہیں کہ پولیس ہمارے اصل ملزمان کو گرفتار کرے جس کے بعد عدالت نے وہیں پر ملزم کی ہتھکڑی کھلوائی۔ دوسری جانب سبزی منڈی ڈکیتی کیس کے مدعی کی جانب سے پولیس کا جھوٹ میں ساتھ نہ دینے پر سائٹ سپر ہائی وے انڈسٹریل ایریا کے ایس ایچ او سالم رند نے نیو سبزی منڈی یونین کے نامعلوم افراد کے خلاف درج پرانی ایف آئی آر میں یونین کے چیدہ چیدہ ۱۰ سے ۱۵/افراد کے نام ڈال دیئے ہیں تاکہ ان کے خلاف انتقامی کارروائی کی جائے۔

عمران حکومت کی ناکامی کے بعد صدارتی نظام کے نفاذ کے لیے مشاورت شروع:

یہ تو طے ہے کہ پردے کے پیچھے سے کٹھ پتلیوں کی ڈوریاں ہلانے والے پارلیمانی نظام سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اور یہ بات ان کے ذہن میں جگہ بنا چکی ہے کہ جو امیدیں انہوں نے ان گدھوں سے باندھی تھی وہ اپنی نااہلی کے سبب ان کے خوابوں کا ملبہ انہی پر گرانے کے درپے ہیں۔ ماضی کی طرح عوام اب سیاستدانوں کو گالیاں دینے کے بجائے ان کو بھی گالیاں دے رہے ہیں جنہوں نے اس میوزیکل چیئر ٹائپ جمہوریت کے ذریعے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ ایسے میں اس صورتحال سے نکلنے کے لیے دوبارہ کوئی تبدیلی چاہیئے لیکن ایسی تبدیلی جو اس فسادی نظام کی ڈوریاں اِنہی کے ہاتھ میں رہنے دے چاہے عوام کی بچی کچھی سانسیں ہی کیوں نہ داؤ پر لگ جائیں۔ افواہیں گردش کر رہی ہیں کہ اس نظام کی جگہ ایک ایسے صدارتی نظام کو دی جانی چاہیئے، جس میں اختیارات کلیتاً صدر کے پاس ہوں۔ حرکت کے لئے ایک وزیراعظم ہو اور برکت کے لئے ایک پارلیمنٹ۔ لیکن کابینہ سازی سے لے کر وزیراعظم کی تقرری تک اور پالیسی سازی سے لے کر فیصلہ سازی تک سارے سوتے ایوان صدر سے پھوٹتے ہوں۔ جہاں ممکنہ طور پر ریٹائرڈ جنرل راحیل شریف صدارتی نظام کے پہلے پاسبان کے طور پر براجمان ہو سکتے ہیں تب تک سعودی عرب میں ان کے معاہدے کی مدت بھی ختم ہو چکی ہو گی یا ممکن ہے کسی اور مہرے کا انتخاب کیا جائے۔ دارالحکومت میں گردش کرتی خبریں باتی ہیں کہ نظام کی اس تبدیلی کے لئے ایک بار پھر نام نہاد ریفرنڈم کا سہارا لیا جائے گا اور ضیا اور مشرف دور کے تجربات کو کام میں لایا جائے گا۔ گویا صدر بھی عوامی ریفرنڈم سے منتخب ہو گا۔ جیسے کہ طیب اوردگان منتخب ہوئے ہیں یا جیسے فرانس کا صدر منتخب ہوتا ہے۔ فیصلہ سازوں کو ہمیشہ یہ شکایت رہی کہ پارلیمنٹ اور منتخب وزیراعظم ان کے لئے دانستہ یا غیر دانستہ رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ ان کی ترجیحات کو اہمیت نہیں دیتے۔ جس سے فیصلہ سازی کا عمل متاثر ہوتا ہے یا رک جاتا ہے۔ لہٰذا پارلیمانی نظام کے گلے میں رسا ڈالنا اور اسے کسی کھونٹے سے باندھنا ضروری ہے اور یہ کام موجودہ حکومت کے ناکام ہونے کی صورت میں زیادہ آسان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تب عوام کا وہ طبقہ بھی موجودہ سسٹم سے مایوس ہو جائے گا۔ جسے عمران خان کی صورت میں ایک امید دکھائی گئی تھی۔ عمران حکومت کی ناکامی سے فائدہ اٹھانے کے لئے وہی طاقتیں صدارتی نظام کا راستہ ہموار کر رہی ہیں، جو عمران کو حکومت میں لائی ہیں۔ شاید ان کے نزدیک پارلیمانی نظام کے تابوت میں آخری کیل گاڑنے کے لئے عمران کا

وزیر اعظم بننا ضروری تھا اور اسے کمزور اکثریت دلانا بھی۔ تاکہ وہ خود کو بچانے میں ہی مصروف رہے۔ صدارتی نظام حکومت ہمیشہ فوجی آمروں کا پسندیدہ نظام رہا ہے۔ ایوب خان، یحییٰ خان، ضیا الحق اور مشرف نے ناصرف اس نظام کو پسند کیا اور اس کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی، بلکہ اپنے اپنے مقام پر اسے طرز حکومت کے طور پر بھی نافذ کیا۔ لیکن اس کھلواڑ نے ہر بار ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ فیصلہ سازوں کو یہ بھی علم ہے کہ موجودہ پارلیمنٹ یہ کام کسی صورت نہیں کرے گی۔ اس لئے متبادل حکمت عملی کے طور پر ریفرنڈم کے ذریعے تبدیلی پر غور کیا جارہاہے اور اگر ایسا ہوا تو یہ ایک ایسا نظام ہو گا۔ جس کی مخالفت میں تمام بڑی سیاسی جماعتیں کھڑی ہوں گی اور نظام کے چلنے سے پہلے اس کی ناکامی کے آثار نمودار ہو جائیں گے۔

قرضے آرمی چیف کی وجہ سے ملے شہباز شریف:

قومی اسمبلی میں شہباز شریف نے تحریک انصاف حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ قرضے ملنے میں حکومت کا کوئی کردار نہیں بلکہ قرضے آرمی چیف کی وجہ سے ملے۔ ذرا ان حکمرانوں کی ذہنی پستی کا تو اندازہ لگایئے کہ قرضے حاصل کرنا ان کے نزدیک کوئی کارنامہ ہے پھر یہ بیان بھی موصوف ایسے شخص کی خوشامد کے لیے دے رہے ہیں جو ان کو دوسرے سیاستدانوں کے لیے عبرت کی مثال بنانے پر تلا ہے۔ شہباز شریف نے فوجی عدالتوں کی توسیع کے معاملے میں حمایت کا بھی عندیہ دیا۔ مسلم لیگی رہنماؤں کی جانب سے فوج کے لیے نرم بیان ایسے وقت میں دیا جارہاہے جب کسی قدر انہیں ریلیف دیے جانے کے امکان نظر آنے شروع ہوئے ہیں۔ دوسری جانب پیپلز پارٹی کو بھی ریلیف ملتا نظر آرہاہے۔ یہ اتار چڑھاؤ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ پاکستان کا ناصرف سیاسی بلکہ عدالتی نظام بھی کہیں اور سے کنٹرول ہوتا ہے۔ اُن کی مرضی ہو گی تو کرپشن ثابت ہو جائے گی نہ ہوئی تو عدالتیں احسن طریقے سے کیس کو لمبا کر کے انہیں ردی کی ٹوکری میں ڈالنے پر تیار نظر آتی ہیں۔

۵ سال میں ۲۱۱۷ پولیس مقابلے ۳۳۴۵ افراد قتل ہوئے صوبہ سندھ سر فہرست پنجاب دوسرے نمبر پر:

انسانی حقوق کمیشن پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق جنوری ۲۰۱۴ء سے مئی ۲۰۱۸ء تک ۳۴۵۳ افراد پولیس مقابلوں میں مارے جاچکے ہیں۔ جس میں ۲۳ خواتین اور ۱۲ بچے بھی شامل ہیں۔ سندھ جو پولیس مقابلوں میں سر فہرست ہے، پولیس مقابلوں میں ۱۵۹۲ افراد مارے گئے جن میں سے ۸۳۷ جرائم پیشہ تھے، ۱۲۲ افراد کو دہشت گرد قرار دیا گیا جبکہ ۲۰۱ ڈاکہ زنی کے مقدمات میں ملوث تھے، ۳۶ء اغوا برائے تاوان، ۱۰۸ قتل، ۱۳۴ ڈکیتی جبکہ ۱۶ بھتہ خوری میں ملوث تھے۔ اسی طرح صوبہ پنجاب میں ۱۰۳۶ پولیس مقابلوں میں ۱۵۵۶ افراد موت کا شکار ہوئے۔ ساہیوال واقعے کے بعد جس طرح حکومت ڈھٹائی کے ساتھ دفاع کرتی نظر آرہی ہے یہ اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ پولیس مقابلوں کے معاملے میں حکومت کو کوئی پشیمانی نہیں بلکہ اسے وہ اپنا حق سمجھتی ہے اور اس کے خلاف بولنے والوں پر ملک دشمنی کا لیبل لگاتی ہے۔

چند ہفتوں کے دوران ادویات کی قیمتوں میں دوسری بار اضافہ:

ادویات کی قیمتوں میں اضافے کے باضابطہ اعلان سے پہلے ہی ادویات بنانے والی کمپنیاں قیمتوں میں ۱۵ یا ۲۵ فی صد کے بجائے ۱۵۰ فی صد کے لگ بھگ اضافہ کر چکی ہیں۔ لوگ ادویات کی نئی اور پرانی قیمت والے پیکیجنگ کی تصاویر سوشل میڈیا پر ڈال رہے ہیں۔ گراسٹ نامی دوا کی ۱۰۰ ملی گرام کی ۲۰ گولیاں جو یکم جنوری ۲۰۱۸ء کو ۴۰۰ روپے میں دستیاب تھیں وہی ۲۰ گولیاں اب ۹۰۰ روپے میں مل رہی ہیں۔ پیکجنگ پر درج قیمت میں اضافے کے علاوہ ادویات کی قلت پیدا کر کے انہیں بلیک میں فروخت کرنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دماغی دوروں کے مرض میں استعمال ہونے والی **Phenobarbitan** کی مقررہ قیمت ۲۹۰ روپے ہے تاہم یہ دوہزار روپے میں فروخت کی جارہی ہے۔ ادھر کراچی کے علاقے کورنگی میں بچے کی دوا خریدنے کے پیسے نہ ہونے پر جواں سال خاتون نے خودکشی کرلی۔ علاقہ ایس ایچ او کے مطابق متوفیہ ایک بچے کی ماں تھی۔ اس کا شوہر ناظم فیکٹری میں کام کرتاہے۔ ان کا بچہ کافی دنوں سے بیمار تھا۔ ناظم معمول کے مطابق گھر پر آیا تو خاتون نے ایک بار پھر شوہر سے شکایت کی کہ وہ بچے کی دوا نہیں لے کر آیا۔ اس پر دونوں کا جھگڑا ہوا اور ناظم کے بیان کے مطابق وہ گھر سے باہر نکل گیا۔ جب کچھ دیر بعد وہ گھر پہنچا تو خاتون نے دوپٹہ کی مدد سے گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کرلی تھی۔ دوا کے پیسے نہ ہونے پر خودکشی کا یہ واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا ہے جب حکومت کچھ ہفتے کے دوران دو مرتبہ ادویات کی قیمتوں میں اضافہ کر چکی ہے۔ تازہ اضافہ ۹ فی صد سے ۱۵ فی صد تک کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ادویات کی قیمتوں میں نو فی صد اضافہ کیا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

سوشل میڈیا کی دنیا سے......

محمد سلیم نے لکھا:

وہ تو شکر ہے فرعون کا قصہ قرآن میں موجود ہے۔ورنہ تو ہمیں یہ پڑھایا جاتا کہ ''وہ دہشت گردوں (نعوذ باللہ) کا پیچھا کرتے ہوئے ڈوب کر شہید ہو گئے تھے''۔

احمد کشمیری نے لکھا:

اللہ پر کامل یقین سے ہی ایسی ایمانی قوت حاصل ہوتی ہے کہ ایک معمولی اور کمزور سا انسان محدود وسائل کے ساتھ دشمن کے کیل وکانٹے سے لیس ہزار گنا بڑے لشکر کا جواں مردی سے مقابلہ کرتا ہے۔ صحابہؓ میں یہ ایمانی قوت موجود تھی، تو انہوں نے اُس وقت کی سپر طاقتوں کا محدود وسائل سے مقابلہ کیا اور فتح پائی۔ لیکن ان ایمان والوں کے بعد وقت کے ساتھ ساتھ مسلمان عیاش ہوتے گئے، آخرت سے زیادہ دنیا کی فکر میں مگن رہنے لگے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کا اللہ پر ایمان ویقین بھی کمزور ہوتا گیا۔

ایمان کی یہ کمزوری دنیامیں مسلمانوں کے زوال کا بھی سبب بنی اور مسلمانوں کی اکثریت نے کفار کو مادی وسائل کے اعتبار سے طاقتور دیکھ کر غلامی میں ہی عافیت جانی۔

لیکن کچھ مسلمان ایسے بھی تھے جو بے سروسامانی کے باوجود کفار کے سامنے ڈٹ گئے۔ پھر ایسا معرکہِ ایمان ومادیت کا نظارہ دیکھنے کو ملا جس نے صحابہؓ کے زمانے کی یاد تازہ کر دی۔ دورِ حاضر میں اس کی سب سے بڑی مثال طالبان ہیں۔

جب طالبان کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی طاقت سے ڈرایا جارہا تھا، اُس وقت بے سروسامان اور روکھی سوکھی روٹی کھانے والے ملا عمرؒ کا جواب کہ امریکہ کی حیثیت ایک چیونٹی سے زیادہ نہیں ہے، یقیناً اللہ پر کامل ایمان کی وجہ سے ہی تھا۔ آج سپر طاقت کہلوانے والا امریکہ اور اُس کے اتحادی ہر طرح کے مادی وسائل کے باوجود شکست سے دوچار ہیں۔

یقیناً افغان جہاد مسلم امت کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ جدید سے جدید ٹیکنالوجی بھی ایمان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسلمان کی سب سے بڑی طاقت اُس کا اللہ پر ایمان ویقین ہوتا ہے۔ جب ایک بندہ اللہ کے بھروسہ پر میدان میں نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے اُس بندے کو ایسی بصیرت عطا فرماتے ہیں کہ دشمن کی تمام چالیں ناکام ہو کر واپس دشمن پر پلٹتی ہیں۔

اگر ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ کفار کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیں حاصل ہو جائے تو ہمیں اُس راستے کا انتخاب کرنا ہو گا جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ دنیاوالوں سے امیدیں وابستہ کرنے کے بجائے اللہ پر توکل کرنا ہو گا۔ کوئی بھی پالیسی اپنانے سے پہلے اسلام کے مفاد کو مقدم رکھنا ہو گا۔ جب ہمارا چلنا پھرنا اور جینا مرنا اسلام کے لیے ہو گا تو یقیناً اللہ کی مدد بھی ہمیں حاصل ہو گی۔

منیب حسین نے لکھا:

۱۱ ستمبر سے ۷ دسمبر ۲۰۰۱ء جیسی بے یقینی اور کرب زندگی میں نہیں دیکھا۔ روز درجنوں بری خبریں سننے کو ملتیں۔ ٹوٹے ہار کے موتیوں کی طرح اہل ایمان پر آزمائشیں گر رہی تھیں۔ ملا عمر مجاہدؒ نے نومبر میں کابل سے انخلا کے بعد دسمبر کے پہلے ہفتے میں قندھار بھی چھوڑ دیا۔ ڈیڑھ ہزار امریکی میرینز قندھار کے باہر پوزیشن سنبھالے ہوئے تھے اور فضا میں دنیا کے جدید ترین جاسوس، بمبار اور لڑاکا طیارے تھے۔ اس کے باوجود کسی کی ہمت نہ تھی کہ وہ شیروں کی اس کچھار میں داخل ہو۔ چند روز قبل بون کانفرنس کے دوران کٹھ پتلی افغان صدر بنائے گئے حامد کرزئی اور بدمعاشوں کے ٹولوں شمالی اتحاد کو مغربی آقاؤں نے حکم دیا کہ قندھار کا قضیہ حل کیا جائے۔

مذاکرات کے بعد طالبان اپنے ہتھیاروں سمیت قندھار سے نکلے تو امریکیوں نے سکھ کا سانس لیا اور فتح کا حقیقی جشن منایا، تاہم قابض افواج اس وقت یہ سمجھ ہی نہ سکیں کہ طالبان نے ہتھیار نہیں ڈالے، بلکہ اپنی بندوقوں کے ساتھ پہاڑوں میں جابسے ہیں۔ اس وقت دین بے زار اور مغرب زدہ لوگوں نے کہا کہ خاک ہو گئے۔ چڑھتے سورج کے پجاری ایک نام نہاد مذہبی طبقے نے کہا کہ ملا عمر کے وعدے تو جھوٹے نکلے۔ گویا وہ ''ما وعدنا اللہ ورسولہ إلا غرورا'' کہنا چاہ رہے تھے۔

لیکن ۱۷ سال سے زائد عرصے مسلح جدوجہد اور کامیاب سفارت کاری کے بعد طالبان نے امریکیوں کو بتادیا کہ تمہاری شکست ۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو اسی وقت ہو گئی تھی جب تم طالبان کو قندھار سے مسلح انخلا کی اجازت دینے پر مجبور ہوئے تھے۔ آج تو امریکہ کے ظاہری سفید چہرے پر تاریخی سیاہی مل گئی ہے اور یہ ذلت افغانستان میں ہونے والی سوویت یونین کی شکست سے کہیں بڑھ کر ہے۔

حمزہ طارق نے لکھا:

سترہ سال جیسے کل ہی کی بات ہو۔ دنیا کے تمام ممالک ایک آواز میں بول رہے تھے۔ اور ملا عمرؒ صرف اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر رہا تھا اور دنیا کو سمجھا رہا تھا سپر پاور صرف اللہ ہے۔ پھر وقت نے ثابت کیا قندھار کا یہ مردِ قلندر، سادگی کا پیکر، صحابہ کرامؓ کا وارث، ملا عمرؒ جو جو بولتا گیا سچ ثابت ہوا۔

سوویت یونین کے خلاف افغانوں کو اللہ نے جس طرح کندن بنایا اسی تربیت کا نتیجہ تھا کے امریکہ جو اکیلا نہیں اپنے ساتھ اپنے حمایتیوں سمیت شکست کھاتا گیا۔ نام نہاد دہشت گردی کی جنگ کا سب سے بڑا چیمپین امریکہ خود مذاکرات کی بھیک لے کر جنگ سے نکلتا نظر آرہا ہے۔

سوال یہ ہے جنھوں نے امریکہ کا سبق، قرآنی حکم سمجھ کر پڑھا کیا وہ اب اس جنگ سے نکلیں گے یا نہیں؟ یا ابھی بھی ٹیکنالوجی کو ہی اپنا ایمان سمجھیں گے؟

امریکہ کی شکست کو اپنے کھاتے میں ڈالنے والے دانشور وہی ہیں جنہوں نے سترہ سال پہلے قوم کو بتایا تا امریکہ سپر پاور ہے اس سے کوئی نہیں لڑ سکتا۔

ابو عمارہ نے لکھا:

قصہ ان چار لوگوں کا نہیں جن کو شادی پر جاتے ہوئے قتل کیا گیا۔ قصہ ان بچوں کا بھی نہیں جن کے سامنے ان کے ماں باپ قتل کر دیے گئے۔ قصہ اس ماں کا بھی نہیں جو اپنے بیٹے اور بہو کے قتل کی خبر سن کر جان ہار گئی۔ قصہ اس حکومت کا بھی نہیں جس کے وزرا مقتولین کو دہشت گرد ثابت کرتے ہیں۔ قصہ ان اہلکاروں کا بھی نہیں جنہوں نے ان مقتولین پر گولیاں برسائیں۔

قصہ اس بے حسی کا ہے جو عشروں سے ہم پر مسلط ہے۔ نوحہ اس بے بسی کا ہے جس نے ہمیں عضو معطل بنا دیا ہے جو تکلیف تو محسوس کر سکتا ہے مگر رد عمل نہیں دے سکتا۔ المیہ یہ ہے کہ ہم بلوچ بغاوت سے آج تک ایسی ہی کہانیاں سن کر ان پر یقین کرتے چلے آرہے ہیں جو اب ہمیں سنائی جا رہی ہیں۔

نہ جانے اب ہمیں اس کہانی پر یقین کیوں نہیں آرہا جو اسٹیبلشمنٹ سنا رہی ہے۔ اب ہمیں ان قصوں پر اعتبار نہیں آتا جو سو بار دہرائے جا چکے۔ تحقیقات ہوں گی جے آئی ٹی بنے گی ملزماں کا تعین کیا جائے گا اور مجرمین کو سزا دی جائے گی ہو سکتا ہے یہ سب ہو جائے مگر ...یہ بھی تو بتائیں کہ اصل مجرم جس نے ایک نہیں ہزاروں گھر اجاڑ دیے ہیں، ڈھاکہ اور کاکس بازار سے لے کر ساہیوال تک یہ نظام یہ طاقتور کو تحفظ دیتا اور مظلوم کو کچلتا ہوا نظام اس کو کب سزا ملے گی؟ یہ کب تختہ دار پر چڑھے گا؟

سوال اداروں سے نہیں سوال اپنے آپ سے ہے۔ کیا ہم اس نظام کے تحت اسی طرح قتل ہونا چاہتے ہیں یا اس قاتل کو قتل کر کے نیا نظام بنانا چاہتے ہیں

یاد رکھیں یہ پہلا واقعہ نہیں ہے اس کو آخری بنا دیں ورنہ کل ہم میں سے کوئی بھی ایسے ہی شکار ہو کر دہشت گرد کہلا سکتا ہے اور مردے صفائی نہیں دے سکتے۔

نظام کو قتل کر دیں یہ اب خطرناک پاگل کی طرح عمل کر رہا ہے۔ بچائیں خود کو اپنے بچوں کو اور اپنی نسلوں کو۔

جمال عبد اللہ عثمان نے لکھا:

مریم نواز اپنے والد کو ملنے والی تمام سہولیات کے باوجود تڑپ اٹھتی ہیں۔ وہ جیل کے لیے نکلتی ہیں تو ٹویٹ کی صورت مظلومیت کا رونا روتی ہیں۔ وہ جیل سے باہر آتی ہیں تو ابا کی خرابی صحت کا ڈھنڈورا پیٹتی نظر آتی ہیں۔

چار معصوم بھون ڈالے گئے، ان کے ماتھے پر شکن تک نہ پڑا۔ ٹویٹ کی صورت ہی سہی، چند سطری افسوس کی جرات نہ کر سکیں۔ واقعی سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا۔

زبیر منصوری نے لکھا:

تو تم کیا سمجھتے ہو کہ انصاف ہو گا؟ تمہارے خیال میں ظالم سزا پائیں گے؟ پھانسی ہو گی انہیں؟ سن لو! ادارے اداروں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ جن لوگوں کے ہاتھ روز ظلم سے رنگین ہوتے ہیں ان کے لیے دو چار قتل معمول کا واقعہ ہے۔

یقین کرو ان وردیوں کے پیچھے دل نہیں سنگ ہیں، یہ اس وقت صرف یہ سوچ رہے ہوں کہ فیس بک کے اس چار روزہ طوفان کو کسی طرح گزار دیا جائے۔ یہ ظالم ابن ظالم ابن ظالم۔ لوگ ایف آئی آر میں بچاؤ کے قانونی راستے چھوڑ دیں گے۔ پھر یہ گواہوں سے غلطیاں کروائیں گے۔ پھر یہ لواحقین کو دباؤ میں لیں گے۔ اور لواحقین چند دن بعد نقیب اللہ کے بوڑھے باپ کی طرح فکر معاش میں الجھے تنہا بے وسیلہ اور شکست خوردہ...

سارے برساتی مینڈک ہمدرد غائب۔ یہ حاکموں کو لالی پاپ دیں گے اور حاکموں کے روز کے مفادات ان سے وابستہ ہیں اور طاقتوروں کا یہ گروہ صرف ایک دوسرے کا حامی اور ساتھی ہے۔ یہ ملک شکار گاہ... بائیس کروڑ انسان محض شکار... اور یہ شکاری کتے

اس گروہ میں سیاستدان بھی ان کے ساتھی ہیں اور جرنیل بھی صحافی بھی اور اسٹیبلشمنٹ بھی... یہ سب وقت پڑنے پر ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

اور اے کروڑوں انسانوں کے ہجوم! تم اور ہم بس ان کے لیے ٹیکس دینے والے، ووٹ دینے والے سپورٹ دینے والے نعرے لگانے والے معمولی کیڑے مکوڑے ہیں

یہ حزب اقتدار بھی اپنی بناتے ہیں اور سامنے بھی اپنا مُہرہ کھڑا کرتے ہیں چِت بھی ان کی پَٹ بھی ان کی۔ اور ہاں! تم میں سے جو بھی محض عورتوں کی طرح آنسو بہا کر غم بھلا دینا نہیں چاہتا وہ پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے۔ حوصلہ، بہادری اور ذہانت کو شعار کرے اور پھر یہی دوسروں میں بھی پیدا کرنے کی عظیم جدوجہد کرے جب تک ان ظالموں کے اصل گیم پلان کو ان سے اوپر کی ذہانت کے ساتھ ناکام بنانا نہیں سیکھو گے یونہی ساہیوال کی سڑکوں پر مارے جاتے رہو گے آنسو بہاتے رہو گے۔

انجینئر اشفاق احمد نے لکھا:

یہ آنکھوں میں آنکھ ڈالنے والا رعب ناک شیر کی طرح گھورنے والا شخص افغانستان سے تعلق رکھنے والا ملا عبد السلام ضعیف ہے۔

موصوف سابقہ طالبان حکومت کی طرف سے پاکستان میں سفیر تعینات تھے

زمانہ جاہلیت میں بھی کسی ملک کے سفیر کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا لیکن ۲۰۰۱ء میں جب وحشی دہشت گرد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو نام نہاد ملعون مشرف جو ابھی موت کے قریب جان لیوا بیماری میں مبتلا ہیں، نے ایک کال پر اپنی شلوار امریکہ کے حوالے کی اور سفارتی آداب کی دھجیاں اڑاتے ہوئے ملا عبد السلام کو پاکستان سے گرفتار کر کے ڈالروں کے عوض اپنے باپ امریکہ کے حوالے کر دیا اور ان خبیثوں نے مولانا کو گوانتانامو بے بدنام زمانہ جیل میں قید کر کے ظلم کی تاریخیں رقم کر دی لیکن یہ استقامت

کے پہاڑ برداشت کرتے رہے ان پر ہونے والے ظلم کی داستان پر کتاب منظر عام پر آچکی ہے۔ان کے نہتے طالبان نے اللہ کے بھروسہ پر بدمست ہاتھی کی طرح حملہ آور ہونے والے پر زندگی تنگ کر دی ہے۔ جن لوگوں نے انہیں اذیتیں دی جنھوں نے مذاق اڑایا آج میز پر بیٹھ کر بھاگنے کی بھیک مانگ رہے ہیں اور یہ مرد مومن دوبارہ عزتوں کے چوٹیوں پر خیمہ زن ہیں اور دین کے دشمن ذلیل وخوار ہیں۔ جیل سے رہائی کے بعد طالبان نے اسے قطر میں موجودہ امریکہ اور طالبان مذاکراتی عمل میں شریک وفد کا رکن بنایا ہے۔

ولله الحمد والمنة...ولله عزة جميعا...العزة لله ولرسوله وللمؤمنين

افغان باقی کہسار باقی

عبد الباسط خان نے لکھا:

ملا عبد السلام ضعیف پاکستان میں طالبان کے سفیر تھے، جنہیں نائن الیون کے بعد جنرل پرویز مشرف کی حکومت نے انتہائی شرمناک انداز میں امریکہ کے حوالے کر دیا تھا۔

ملا عبد السلام ضعیف عرصہ دراز تک امریکی قید میں صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد رہا ہوئے تو ان کی کتاب ''گوانتاناموبے کی کہانی ملا ضعیف کی زبانی'' منظر عام پر آئی۔ جس سے دنیا کو نام نہاد سپر پاور اور اس کے گماشتوں کا غلیظ وبد نما چہرہ دیکھنے کو ملا۔

کل ملا عبد السلام ضعیف کو حقارت سے گھسیٹنے والے امریکیوں کو آج اسی ملا ضعیف کے سامنے بیٹھے اپنی سلامتی کی بھیک مانگتے دیکھا تو یقین کریں میری روح تک سرشار ہو گئی۔

عجیب نظام قدرت ہے۔ یہاں ملا ضعیف صاحب کی سیاہ ڈاڑھی میں کچھ چاندی ہی چمکی ہے لیکن اس عرصہ میں نام نہاد سپر پاور کا غرور خاک میں مل گیا ہے۔

اسامہ ریاض نے لکھا:

۲ جنوری ۲۰۰۲ء کو ملا عبد السلام ضعیف کو اسلام آباد میں گرفتار کیا گیا۔ سیاہ رنگت والے ایک بھاری بھرکم فوجی افسر نے ضعیف سے کہا کہ امریکہ ایک بہت بڑی طاقت ہے، کوئی اس کا حکم ماننے سے انکار نہیں کر سکتا۔ امریکہ کو پوچھ گچھ کیلئے آپ کی ضرورت ہے لہٰذا آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔ ضعیف نے اس سیاہ رنگ شخص سے بحث شروع کر دی لیکن اس ''فہیم'' شخص سے بحث کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ضعیف کو گرفتار کر کے پشاور لے جایا گیا.. تین دن کے بعد انہیں آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایئرپورٹ لے جایا گیا جہاں ایک ہیلی کاپٹر تیار کھڑا تھا۔ پاکستانی حکام نے اپنے قیدی کو جیسے ہی امریکیوں کے حوالے کیا تو انہوں نے ملا عبد السلام ضعیف پر لاتوں اور گھونسوں کی بارش کر دی۔ پھر چاقوؤں سے اس باریش قیدی کے تمام کپڑے پھاڑ دیئے گئے اور زمین پر الٹا لٹا کر مارا گیا۔ تشدد کے دوران ضعیف کی آنکھوں پر بندھی پٹی اتر گئی تو انہیں نظر آیا کہ ایک طرف قطار میں پاکستانی فوجی اور ان کی گاڑیاں کھڑی تھیں اور دوسری طرف امریکی انہیں بے لباس کر کے مار رہے تھے۔ ضعیف لکھتے ہیں کہ ''ان لمحات کو میں قبر تک نہیں بھول سکوں گا''...

پشاور سے بگرام لے جا کر ملا عبد السلام ضعیف کو بغیر کپڑوں کے برف پر پھینک دیا گیا اور امریکہ کی فوجی خواتین ایک بے لباس مسلمان کے سامنے کھڑے ہو کر تین گھنٹے تک گانے گاتی رہیں۔ بگرام میں کئی دن کی مارپیٹ کے بعد ضعیف کو قندھار بھجوایا گیا۔ قندھار میں ایک دفعہ پھر ضعیف اور دیگر قیدیوں کو ننگا کر کے سب کی تصاویر لی گئیں۔ ایک دن قندھار جیل میں ضعیف نماز فجر کی امامت کروا رہے تھے جیسے ہی وہ سجدے میں گئے تو ایک امریکی فوجی ان کے سر پر بیٹھ گیا۔ یہ نماز ضعیف کو دوبارہ پڑھنی پڑی۔ اپنی کتاب میں ملا عبد السلام ضعیف لکھتے ہیں کہ امریکیوں کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ ہم ہر قسم کا تشدد برداشت کر لیتے ہیں لیکن قرآن مجید کی توہین برداشت نہیں کرتے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ قندھار جیل میں امریکی فوجی (نعوذ باللہ) قرآن مجید پر پیشاب کر کے اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے تھے اور قیدی یہ منظر دیکھ کر روتے تھے۔ آخر کار قیدیوں نے اپنے تمام قرآن اکٹھے کر کے ہلال احمر کو دے دیئے تا کہ ان کی توہین نہ ہو۔ عبد السلام ضعیف نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ قندھار جیل سے انہیں گوانتاناموبے جیل منتقل کیا گیا اور بدقسمتی سے یہاں بھی قرآن مجید کی توہین کا سلسلہ جاری رہا۔ اس امریکی جیل میں ساڑھے تین سالہ قید کے دوران کم از کم دس مرتبہ قرآن مجید کی توہین ہوئی۔ ضعیف کے بقول ''امریکی قرآن کی بے حرمتی کر کے مسلمانوں کو یہ پیغام دیتے تھے کہ تم ہمارے غلام اور تمہارا دین و قرآن ہمارے لئے قابل احترام نہیں''۔

گوانتاناموبے جیل میں امریکی فوجیوں کے ظلم و زیادتی کے خلاف ملا عبد السلام ضعیف نے کئی مرتبہ بھوک ہڑتالیں کیں۔ ایک سے زائد مرتبہ کرزئی حکومت کے نمائندے انہیں ملنے جیل آئے اور مشروط رہائی کی پیشکش کی، ضعیف انکار کرتے رہے۔

صہیب جمال نے لکھا:

پاکستان کے ان دانشوروں کو لعنت ان کے علم و تحقیق کو لعنت، مجھے یاد ہے طالبان کے پسپا ہونے پر وہ مذاق اڑا رہے تھے، مجھے یاد ہے ملا عمرؒ کو کہا جاتا تھا امیر المؤمنین فرار ہو گئے۔

مجھے یہ دن بھی یاد ہے جب مشرف عرف کمر درد بھگوڑا ایڈز کا مریض تمام سفارتی آداب توڑ کر افغان سفیر ملا ضعیف کو امریکہ کے حوالے کرتا ہے، پھر جو رنج و الم جو مشکلات اس مردِ مجاہد نے اٹھائیں اس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

خیر وقت پلٹتا ہے، سامنے سپر پاور ہے، سامنے تورا بورا بنانے والے ہیں، سامنے ہزاروں میل سے نشانہ بنانے والے بیٹھے ہیں، کس کے سامنے بیٹھے ہیں؟ اسی ملا ضعیف کے جس کو نہتا گرفتار کیا تھا، آج اللہ پاک نے ضعیف کو قوی کر دیا۔

صرف ایک بات!

جہاد میں ہے زندگی

☆☆☆☆☆

کشمیری تحریک آزادی کی صدیوں پرانی تاریخ

طارق حبیب

بین الاقوامی الیکٹرانک میڈیا کی سکرینوں اور پرنٹ میڈیا کے سرورق پر پیلیٹس سے چھلنی معصوم چہروں نے عالمی سطح پر کہرام مچا دیا تھا۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں چیخ اٹھیں۔ بین الاقوامی سطح پر پیدا ہونے والے ردعمل نے اقوام متحدہ اور یورپی یونین کو بھی آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا۔ انسانیت سوز مظالم نے عالمی برادری کے سامنے بھارت کے چہرے سے سیکولر ریاست کا نقاب نوچ پھینکا۔ یہ تصاویر بھارتی تسلط اور ظلم و جبر کے خلاف پر امن مظاہرے کرنے والے بچوں اور نوجوانوں کی تھیں، جن پر بھارتی فوج نے بین الاقوامی سطح پر پابندی والے ہتھیار پیلٹ گن کا استعمال کیا۔ آزادی کی امید اور خوابوں سے روشن آنکھوں سے خوفزدہ بھارتی فوجیوں نے ان آنکھوں کی روشنی تو چھینی، مگر ان کے خواب نہ چھین سکے اور تحریک آزادی نے ایسا زور پکڑا کہ دنیا کو حیران کر دیا۔

کشمیر میں جدوجہد آزادی کی تاریخ دو صدیاں پرانی ہے۔ کشمیر میں سکھ تسلط سے آزادی کے لیے شروع کی گئی جدوجہد آزادی ۱۹ویں صدی میں ابھی جاری ہی تھی کہ انسانی حقوق کے علم بردار تاجِ برطانیہ نے سکھوں کو شکست دے کر کشمیر اور کشمیریوں کو گلاب سنگھ کے ہاتھوں ۷۵ لاکھ میں فروخت کر دیا تو کشمیروں نے ڈوگر اراج کے خلاف تحریک جاری رکھی۔ ۱۹۳۱ء میں تحریک کو ریاستی قوت سے کچلنے کی کوشش میں ہزاروں کشمیروں کو شہید کر دیا گیا، جس پر گلینسی کمیشن بنایا گیا، جس نے اپنی رپورٹ میں مسلم کشمیریوں پر مظالم کا اعتراف اور انہیں بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھے جانے کا اعتراف کیا۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء کی رات مہاراجہ کشمیر نے رات کی تاریکی میں بھارت کے ساتھ الحاق کا معاہدہ کر لیا اور اگلے ہی روز بھارتی فوج کشمیر میں داخل ہو گئی۔

۲۷/ اکتوبر کو جنرل ڈگلس گریسی نے بھارتی فوج کا کشمیر میں مقابلہ کرنے کا اپنے گورنر جنرل محمد علی جناح کا حکم ماننے سے انکار کر دیا، جس پر کشمیری عوام اور پاکستانی قبائلیوں نے کشمیر کے بقا کی جنگ لڑی۔ بھارت اقوام متحدہ میں بار بار کشمیریوں کی امنگوں کے مطابق مسئلہ کشمیر حل کرنے کا وعدہ کر کے مکرتا رہا۔ فروری ۱۹۷۵ء میں شیخ عبداللہ نے اندرا گاندھی کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، جسے کشمیری ''سیاہ معاہدے'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس معاہدے کے تحت شیخ عبداللہ نے کشمیریوں کے خون کا سودا کر کے وزیر اعلیٰ کا عہدہ قبول کر لیا۔

کشمیریوں کی تحریک آزادی میں کئی موڑ اور نشیب و فراز آئے، مگر تحریک بدستور جاری رہی۔ ۹۰۔۱۹۸۷ء کے دوران تحریک آزادی کشمیر شدت اختیار کر گئی اور کشمیریوں نے اپنے خون سے تحریک میں ایک نئی روح پھونکی۔ ظلم و درندگی کی ایسے مناظر سامنے آئے ، جس نے بھارت کو سسکی اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ بین الاقوامی انسانی حقوق کے اداروں کی رپورٹس کے مطابق، جنوری ۱۹۸۹ء سے جنوری ۲۰۱۹ء تک ۹۵۹۸۳ افراد کو شہید کیا گیا، جن میں بڑی تعداد نوجوانوں کی ہے۔ ۷۱۲۰ کشمیری نوجوانوں کو بھارتی فوج کے عقوبت خانوں میں تشدد سے شہید کیا گیا۔ بھارتی فوج نے ۲۲ ہزار ۸۹۸ خواتین کو بیوہ اور ایک لاکھ ۷ ہزار ۷۵۶ بچوں کو یتیم کر دیا ہے۔ بھارتی فوج نے ۱۱ ہزار ۱۱۱ کشمیری لڑکیوں کو اجتماعی آبروریزی کا نشانہ بنایا، جبکہ انفرادی سطح پر آبروریزی کے واقعات کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ایسے واقعات بھی ہیں، جو رپورٹ نہیں ہو سکے۔ ایک لاکھ ۹ ہزار ۲۰۷ کشمیریوں کی گھر بار بارود سے اڑا دیئے گئے۔

بھارتی فوج کے ظلم و جبر کے یہ خوفناک ہتھکنڈے بھی کشمیریوں کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ پیدا کر سکے۔ جون ۲۰۱۰ء میں تحریک آزادی کو نویں کلاس کے طالبعلم کی بھارتی فوج کے ہاتھوں شہادت نے مزید گرما دیا۔ بھارت مخالف مظاہروں کے خلاف سکول کے بچے بھی سڑکوں پر نکل آئے۔ اس تحریک میں نئی روح جولائی ۲۰۱۶ء میں کشمیریوں کے دل کی دھڑکن بن جانے والے مجاہد برہان وانی کی شہادت نے پھونک دی۔ برہان وانی نے تحریک میں ایسا جوالا مکھی بھر دیا کہ بھارت عالمی سطح پر ذلیل و خوار ہو گیا۔ کشمیر کا ہر بچہ ، نوجوان اور جوان برہان وانی کی تصویر لئے سڑکوں پر موجود رہا۔ ان مناظر نے بھارتی فوج کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لی۔ برہان وانی کی شہادت کے بعد بھارتی فوج پوری قوت سے کشمیریوں پر ٹوٹ پڑی اور گزشتہ اڑھائی سال کے دوران ۷۵۵ نوجوانوں کو شہید اور ۲۵ ہزار ۲۶۵ کو تشدد کر کے معذور کر دیا۔ لاکھوں کشمیریوں نے سڑکوں پر نکل کر عالمی برادری کو جھنجھوڑ دیا۔ بھارتی فوج نے عالمی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پیلٹ گن کا استعمال کیا، جس سے ۸ ہزار ۴۲۴/ افراد کی آنکھیں متاثر ہوئیں، جن میں بچے بھی شامل ہیں۔ ۶۵ ہزار ۸۸۰ گھر تباہ کر دیے گئے، جبکہ ۱۹ ہزار ۲۳۰ کشمیریوں کو گرفتار کر کے لاپتا کر دیا گیا۔ وادی کے مختلف علاقوں سے طلبا کے مظاہروں سمیت بڑے احتجاجی جلسوں اور ریلیوں کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۷۵ پر)

آل سعود اور قزاق ٹرمپ کے مابین محبتوں کی کہانی

شیخ اوّاب بن حسن الحسنی حفظہ اللہ

زیر نظر تحریر شیخ اوّاب بن حسن الحسنی حفظہ اللہ کے مقالے قصة الحب بين سلمان آل سعود والقرصان ترمب "قراءة في دلالات التسول ومضامين الإساءة والابتزاز" کا اردو ترجمہ ہے۔ برادرم ابنِ مبارک نے اس تحریر کا اردو ترجمہ کیا

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے حسبِ عادت سعودیہ کے نام نہاد حاکم سلمان بن عبد العزیز آلِ سعود کی اہانت و تذلیل کا سلسلہ برابر جاری رکھا ہوا ہے۔ صرف ایک ہفتے میں پانچ مرتبہ اہانت کر کے اس کی مصنوعی عزت خاک آلود کی۔ اس دوران ٹرمپ کو نہ تو وہ جدید عالمی نظام سیاست کے اصول یاد رہے جو اِن کفریہ طاقتوں نے غلام اور کٹھ پتلی حکومتوں کے لیے وضع کیے ہیں اور نہ سفارتکاری کے اصولوں کو خاطر خواہ میں لایا۔

اس امر میں شاید ہی کسی کو تردد ہو کہ ٹرمپ بدکلامی، غارت گری اور فریب زنی کے ساتھ ساتھ اپنے غلاموں اور باندیوں کو تنبیہ کرنے اور سزا دینے میں بھی حد درجہ مہارت رکھتا ہے، ان پر کسی قسم کا ترس کھائے بغیر سزا دینے کا گُر بھی جانتا ہے اور انہیں سزا دینے میں اپنے ان آباؤاجداد ہی کے ڈگر پر قائم ہے جنہوں نے ماضی میں سرخ ہندیوں (Red Indians) کو طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کیے رکھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ 'دائیں بازو کی بادشاہتوں اور سیاسی کٹھ پتلیوں' کے ساتھ کسی عہد وپیمان کا پاس رکھتا ہے اور نہ رشتے و قرابت کی پرواہ کرتا ہے۔ ان کے ساتھ اس اہانت و تذلیل کا رویہ دیکھ کر اپنے تو اپنے غیروں کو بھی رحم آنے لگتا ہے، بلکہ بسا اوقات مخالفین کو بھی ان کی حالتِ زار پر ترس آتا ہے۔ چنانچہ میرے ایک محضرمی دوست نے مجھ سے کہا کہ:

> "باوجود اس کے کہ میں آلِ سعود سے بے زار اور ان کی کرتوتوں کے سبب ان کا مخالف ہوں مگر ان کے ساتھ اس قسم کا سلوک دیکھ کر افسوس ہوتا ہے اور ان کی حالتِ زار پر ترس آتا ہے کہ ایک گورا نصرانی ان کے ساتھ غلاموں والا سلوک برتھ رہا ہے" میں نے جواباً عرض کیا کہ: "سلمان کی مثال بنتِ لبون کی سی ہے، نہ تو سواری کے قابل ہے اور نہ دودھ دینے کے لائق"۔

بہر حال ہم اُس رات ٹرمپ کی بد سلوکی اور اِس پر آلِ سعود کی اپنے ولی عہد کی ذلت آمیزی پر خاموشی کے حوالے سے نوحہ کناں تھے اور اس موضوع کو قیدِ قرطاس کرنے پر ہی محوِ سخن تھے کہ یکایک ایک اور خبر کانوں میں آ کھٹکی کہ محمد بن سلمان نے بھی ٹرمپ پر زبردست تنقید کر دی ہے۔ مگر وہ تنقید کیا تھی جیسے ایک شیر خوار بچہ کا دودھ چھڑوانا یا کسی بگڑے ہوئے عاشق کا عشق سے جان چھڑانا۔

لئن ساءني أن نلتني بمزمة فقد سرني أني خطرتُ ببالكا

"جب دشمن مجھ سے کہتے ہیں کہ میری محبوبہ نے مجھے بُرا بھلا کہا تو میں اس پر بھی خوش ہو کر پھولے نہیں سماتا کہ چلو محبوبہ کے دل میں میرا خیال تو کھٹکا"۔

دوسری طرف پوری 'قومِ سلمان' اس تباہ کن نظام سے یہ آس لگائی بیٹھی تھی کہ بس اب وقت آ گیا ہے کہ یہ ناتواں پرندہ قفس کی جکڑبندیوں سے نکل آئے گا اور امریکی سفیر کو ملک بدر کر کے امریکہ سے سفارتی تعلقات ختم کرنے کے کمربستہ ہو جائے گا۔ مگر ان کی یہ سب توقعات اس وقت دھرے کی دھرے ہی رہ گئیں جب سلمان نے بہادر عرب کی رفتہ دلیری اور اپنے آباؤاجداد کی عزت کو روند کر 'Bloomberg' کو انتہائی ذلت آمیز انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ:

> "میں ٹرمپ کے ساتھ کام کرنے کو پسند کرتا ہوں، وہ ہمارا دوست ہے اور دوستوں کی طرف سے مدح سرائی و ڈانٹ ڈپٹ کوئی معیوب بات نہیں"۔

جبکہ وہ بدبخت یہ بھول گیا کہ پوری دنیا کے سامنے اس کے منہ پر رسید ہونے والا یہ طمانچہ محض کوئی مدح و ذم ہی نہیں بلکہ سلمان اور اس کے باپ کے لیے ابنِ نصرانیہ کا غیض و غضب ہے جو اُنہیں ذلیل و خوار ہو کر بھاری بھرکم ٹیکسز کی صورت میں ادا کرنا پڑتا ہے۔ ٹرمپ نے دوٹوک لفظوں میں کھلے لفظوں میں کہا:

> "تمہیں یہ ٹیکس ہر حال میں ادا کرنا پڑے گا اور سلمان! غور سے سنو تم ہماری حمایت کے بغیر دو ہفتے بھی نہیں چل سکتے اور نہ تم اپنے جہازوں کی حفاظت کر سکتے ہو"۔

گو ان کی مثال ابونواس شاعر کی سی ہے، اس نے بھی محبوبہ کی خاطر غلامی کی زندگی کو گلے لگایا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

وهان عليّ اللوم في جنب حبها وقول الأعادي إنه لخليع

أ صم إ ذا نوديتُ باسمي وإنني إذا قيل لي يا عبدَها لسميع

"محبوبہ کی محبت میں ندامت اور دشمنوں کی طرف سے مجھ پر بدچلنی کا الزام میرے لیے معمولی چیز ہے اور اس کی محبت میں میرا یہ حال ہو گیا ہے کہ جب مجھے میرے نام سے پکارا جائے تو بہرہ ہوتا ہوں لیکن جب اس (عورت) کا غلام کہہ کر پکارا جائے تو میں سنتا ہوں"۔

اس بات کی سب سے بڑی دلیل جس کو ٹرمپ انتظامیہ بھگت رہی ہے اور دنیا بھر میں بار بار شرمندگی اٹھانا پڑ رہی ہے؛ **"وہ دنیا میں امریکہ کی عسکری، اقتصادی اور ذاتی بالادستی کا گرتا مورال ہے"**۔ اس لیے کہ ایک ظالم اور متکبر شخص اس وقت تک کسی کے سامنے آہ وزاری اور دست درازی نہیں کرتا جب تک اسے سخت بھوک و پیاس لاحق نہ ہو۔ اگر بغور دیکھا جائے تو امریکہ روز بروز ان غلام ممالک سے کنارہ کشی کی راہ پر گامزن ہوتا نظر آرہا ہے۔ اور ساتھ ساتھ ٹرمپ بے وقوف کی سیاست بے شمار پیچیدگیوں اور تناقضات کا شاخسانہ ہے۔ 'مہاتیر محمد' نے سچ کہا تھا کہ:

" ایسے شخص پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے جو دن میں کئی بار اپنی رائے بدلتا رہتا ہے"۔

یہ بے وقوف اپنے ہمنواؤں اور اتحادیوں کے ساتھ ساتھ غلاموں اور کٹھ پتلیوں کو بھی لے ڈوبے گا اور اس کی بے وقوفی کا خمیازہ سب مل کر بھگتیں گے۔ پھر یہی مواقع ہوتے ہیں جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمن کو مزید معرکوں کی طرف دھکیلا جائے۔ ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ امریکہ جو اس اقتصادی، سیاسی اور اجتماعی زبوں حالی کا شکار ہے اسے اس دلدل میں پھنسانے کا اصل سبب افغانستان میں امتِ مسلمہ اور اس کے ہراول دستے کے ساتھ طویل جنگ ہے۔ عراق، یمن، صومالیہ، مغربِ اسلامی اور نائیجر میں برپا کشمکش اس کے علاوہ ہیں جہاں مسلح اسلامی بیداری کی تحریکات جنم لے رہی ہیں اور امریکہ کو مسلسل اضطراب و بے چینی کے بھنور میں پھنسانے کا سبب بنی ہوئی ہیں۔ اس حالت میں امریکی افواج افغانستان میں مزید ٹِک سکے گی یا خاک سروں پر چھانتے ہوئے دُم دبا کر انخلا کرے گی؟ جو بھی ہو، بہر حال یہ ضرور ہے کہ دونوں صورتیں اس کے لیے زہرِ قاتل سے کم نہیں، مزید ٹکنا جانی ومالی خسارے کا بارِ گراں ہے، انخلا کرنا رُسوا کن شکست اور ہزیمت کی ذلت ورسوائی سر لینا۔

اس صورتِ حال کو ایک امریکہ صحافی 'Bob Woodward' نے اپنی کتاب "Obama`s wars" میں مزید واضح کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نے اس کتاب میں "امتِ مسلمہ اور اس کے ہراول دستہ مجاہدین کے خلاف جنگ" کے عنوان کے ضمن میں سیاست دانوں کے یکے بعد دیگرے شر وفساد، لاقانونیت، افراتفری وانانیت سے پردہ چاک کیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس وقت امریکہ کے سیاسی اراکین، عسکری قائدین، اور دیگر اداروں کے نمائندگان سر جوڑ کر بیٹھے ہیں اور باہم گتھم گتھا ہیں کہ امریکہ کی تاریخ میں رونما ہونے والے اس منفرد معمہ سے گلو خلاصی کی کیا صورت ہو؟ اوبامہ نے بھی عسکری وانٹیلی جنس قیادت کے ساتھ بیٹھ کر اپنی کسی کانفرنس کے اختتام پر دوٹوک فیصلہ سنایا تھا کہ:

"ہمیں یقین ہو چکا ہے کہ ہم طالبان کو ہرگز مکمل شکست نہیں دے سکتے ہیں اور یہ وہ فیصلہ ہے جس پر ہم سب نے اتفاق کیا ہے"۔

'Bob Woodward' آگے چل کر امریکی قائدین کی بحث وتمحیص کی روشنی میں اس سے بھی بڑھ کر ہلا دینے والی بات لکھتا ہے کہ اس جنگ میں امتِ مسلمہ اور اس کے فرنٹ لائن مجاہدین کی پوزیشن بلحاظِ انتظام وانصرام امریکہ سے منظم ہے۔ چنانچہ وہ اپنے کسی لیڈر کے قول کو نقل کر کے کہتا ہے:

"جنگ' اپنی بساط بھر طاقت وقوت کا مالک ہونا نہیں بلکہ قوت کو منظم انداز میں استعمال کرنے کا نام ہے"۔

جب ہم زمینی حقائق پر بھی نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں امریکہ 'بھنور کے بیچ پھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ سترہ سالہ جنگ جس کے سلگتے انگاروں پر امریکہ نے اپنے دس ہزار فوجی بھون ڈالے اور تقریباً چار ٹریلین ڈالر اس کے شعلوں کی نذر کر چکا ہے اور اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود امتِ مسلمہ کی فرنٹ لائن امارتِ اسلامی افغانستان اور ان کی بیعت یافتہ تنظیموں کو زیر نہ کر سکا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اشرف غنی کی خونخوار حکومت اور اس کے امریکی آقاؤں کے فوجی کابل سے باہر قدم بھی نہیں رکھ سکتے الاّ یہ کہ طالبان کے شاہینوں کے مقرر کردہ ضابطوں کے مطابق ہو۔ اور افغان حکومتی ڈھانچہ 'اللہ کے فضل سے امارتِ اسلامی افغانستان کی شمشیر تلے زندگی کی گنی چنی سانسیں لے رہا ہے۔

تعجب خیز امر یہ ہے کہ وہ سالہا سال سے افغانستان میں جاری جنگ کے اساسی اہداف کے حصول کے بارے میں بحث وکناں ہو کر باہم گتھم گتھا ہو رہے ہیں جیسا کہ 'Bob Woodward' نے انکشاف کیا ہے۔

ہمیں اس پر کوئی فخر نہیں کہ جب امریکی قومی سلامتی کا مشیر "James Jones" جنگ کی شکست و ریخت اور سخت دباؤ سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے صراحت کے ساتھ کہتا ہے کہ:

" افواج اور انٹیلی جنس قیادت کا اس پر اتفاق ہوا ہے کہ طالبان اور القاعدہ کو شکست دینا یا ان کو موت کے گھاٹ اتار کر ختم کرنا ہمارا ٹارگٹ نہیں ہے"۔

جینس نے بھی طالبان کے لیے "شکست" کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے "کمزور" کا لفظ استعمال کیا۔ اور مزید کہا کہ "طالبان کو شکست دینا ناممکن ہے"۔ امریکی وزیرِ دفاع 'Robert Gates' نے بھی اپنے چیف سے اسی طرح صاف صاف کہا اور سی آئی اے کے ڈائریکٹر چیف 'Leon Panetta' نے اس کی موافقت کی۔

الغرض اس وقت وائٹ ہاوس اور پینٹا گون میں کوئی بھی طالبان اور القاعدہ سے مقابلے کے حوالے سے گفتگو نہیں کرتا اور نہ ہی انہیں ختم وفنا کرنے کی بات دہراتا ہے بلکہ سب ہی ایک دوسرے پر بوجھ بن کر دائمی مریض کی طرح اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ طالبان کے ساتھ مل بیٹھ کر مذاکرات ضروری ہیں۔ 'James Jones' نے بہرحال اس کڑوی حقیقت کا ادراک کرلیا جسے 'جارج ڈبلیو بش جونیئر' نے ان سے چھپائے رکھا کہ طالبان والقاعدہ کے ساتھ مول لینے والی جنگ ایک عمیق جنگ ہے جو محض دہشت گردی کے خلاف نہیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ 'تہذیب و ادیان' کی جنگ ہے۔ اور یہی خیال ایک مستشرق 'لونارڈ لوئس' اور اس کے پیشرو 'روہنٹ جٹون' کا بھی ہے۔ اور بالآخر 'Jones' نے اس جنگ کا اندازہ لگا کر بالکل صراحت کے ساتھ یہ اعتراف کیا کہ:

"اگر امریکہ افغانستان میں جنگ جیت نہ سکا تو پورے کا پورا مغرب، نیٹو، یورپین اتحاد، اقوامِ متحدہ سمیت تاریخ کی کچرا کنڈی کی نذر کر دیے جائیں گے!"۔

یہ درحقیقت اللہ کا وہ وعدہ ہے جو مومنوں سے اس آیت میں کیا گیا ہے:

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَہُمُ الْغٰلِبُوْنَ(الصافات:۱۷۳)

"اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے لوگ ہی غالب رہتے ہیں"۔

سابق امریکی چیف آف آرمی سٹاف 'David Petrous' نے بھی یہ بھانپ لیا ہے کہ:

"یہ جنگ ایسی شکل اختیار کرگئی ہے جو تا مرگِ امریکہ جاری رہے گی"۔

اور بالآخر افغانی موجوں کے بھنور میں پھنسے امریکہ کے متعلق اپنے تجربات کا خلاصہ نقل کرتے ہوئے کہتا ہے:

"افغانستان میں کامیابی فوجی تعداد بڑھانے سے نہیں بلکہ مزید فوج نہ بھیجنے میں ہے۔ جنگ کے نقصان کو کم سے کم رکھنے کی صرف یہی صورت ہے اور طالبان کی پے درپے کامیابیاں امریکہ کے لیے بزورِ قوت نکالے جانے کا پیشِ خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ بس عافیت اسی میں ہے کہ فی الفور امریکی افواج وہاں سے نکال لی جائے"۔

اس لیے جب سے امریکہ میں یہ فضا بنی ہے کہ عوام حکومت سے افغانستان و عراق سے افواج نکالنے اور سمندر پار گوشۂ نشین ہو کر اپنے داخلی مسائل پر توجہ دینے کا مطالبہ کر رہی ہے اس وقت سے ہر نو منتخب صدر بھی عوام کو اس اہم اسٹراٹیجک ہدف کے حصول کا سراب دکھاتا ہے اور اس کے ذریعے اپنی سیاست چمکاتا ہے۔

امریکی تاریخ کا بغور مطالعہ کرنے والا اس امر کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ امریکہ نے جب بھی کسی خارجی مسئلے میں براہِ راست مداخلت کرکے اپنی عسکری و اقتصادی قوت داؤ پر لگائی ہے اور پھر نتیجتاً اندرونی خلفشار اور اقتصادی بحران سے دوچار ہوا ہے تو فرصت پاتے ہی خارجی مسائل سے دست بردار ہو کر اپنے داخلی امور کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ دوسری جنگِ عظیم اور ویت نام جنگ کے بعد بھی امریکہ کی اس کشمکش کا مشاہدہ کیا گیا۔ اور آج بھی امریکہ امتِ مسلمہ اور اس کی فرنٹ لائن مجاہدین کے ساتھ سترہ سالہ جنگ کے بعد اسی کشمکش میں مبتلا نظر آرہا ہے۔ یہی کفر کے سرغنے جو کل تک طالبان کو 'دہشت گرد' کہتے تھے آج صلح کی بھیک مانگتے پھر رہے ہیں اور مذاکرات کی میز پر آنے کی التجائیں کر رہے ہیں۔ یہی غنڈے جو کل تک طاقت کے نشے میں دُھت اور قوت کی گھمنڈ میں بدمست تھے آج امن کی رَٹ کو اپنا وظیفہ بنائے بیٹھے ہیں۔ یہی ہیں جو کل تک دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کی قیادت کے بلند وبالا دعوے کر رہے تھے، آج ایک آدھ محاذ پر مجاہدین کی چند ضربیں کھا کر یہ سمجھ گئے کہ صلح ہی مسائل کا حل ہے۔ اور یہی لوگ ہیں جو کل تک طالبان سے کسی قسم کی بات نہ کرنے پر اڑے رہتے تھے آج ان کے ساتھ مل بیٹھ کر بات کرنے کو اپنی عافیت سمجھنے لگے ہیں۔ چنانچہ 'Jonathan Powell' جو 'ٹونی بلیر' کے معاملات سلجھانے والے مشیران میں سے ہے 'اپنی کتاب' Talking to Terrorists: How to end Armed Conflic'[39] کے مقدمے میں ہی لکھتا ہے:

"اور جہاں تک دہشت گردی کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل عیاں ہے کہ یہ حکومتوں کا باہمی بات چیت میں عدمِ تعاون کا نتیجہ ہے، تاریخی تجربات ہمیں بتاتے ہے کہ تیز رفتار عسکری کارروائی مسئلے کا حل نہیں بلکہ سیاسی مشکلات کا باعث ہیں"۔

اور اُس کتاب کی ابتدا ہی اسی سے کی ہے کہ:

"دہشت گردی کے ہاتھوں شکار ہونے والوں کے نام !اور اس پیغام کے ساتھ کہ اگر قیادت نے ماضی سے سیکھ کر مستقبل میں قدم رکھا تو دہشت گردی کا دروازہ بند ہو جائے گا"۔

ایک برطانوی مضمون نگار نے اس بے وقوف قیادت کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ تاریخی اسباق سے استفادہ حاصل کرے، خاص کر افغانی تجربات سے۔ اور اس کے بقول ان تجربات کا حاصل یہ ہے کہ صلح کی طرف پورے وثوق سے گامزن ہوا جائے۔ چنانچہ کہتا ہے:

[39] 'یعنی جہادی جماعتوں سے مل بیٹھ کر بات جیت کرنا پوری دنیا میں جنگ کے قلع قمع کرنے کا ذریعہ ہے'۔

"بسا اوقات بعض ممالک بھر پور طاقت و قوت سے مسلح جنگجوؤں پر ظاہری کامیابی پا لیتے ہیں مگر یہ جنگ کی گتھی سلجھانا نہیں بلکہ جنگ کو طول دینا ہے"۔

اسی طرح سرزمینِ شام میں بھی امریکی عسکری دخل اندازی جنگ بھڑکانے کا پیشِ خیمہ ہے۔ وہاں طبلِ جنگ بجانے سے مقصود اپنے بغل بچہ اسرائیل کے لیے اسلامی مسلح تحریکوں کے خلاف دھمکی کا جواز پیدا کرنا ہے۔ خصوصاً 'ٹرمپ' کے امریکی سفارت خانے کو 'القدس' منتقل کرنے اور اسرائیل کا دار الحکومت بنانے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امریکہ خود کو مسلم و یہود لڑائی کا ثالث گردانتا ہے اور مشرقِ وسطیٰ میں اپنی چودھراہٹ قائم رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو امریکہ کو وہاں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک طرف اپنے حلیف و غلام ممالک کا عدمِ اطاعت کی ڈگر پر جانے کا اندیشہ، تو دوسری طرف وہاں عالمی سیاست کا دستِ راست سے نکلنے کا ڈر۔ دیکھیے آج یورپی یونین کا سربراہ بھی یورپی ممالک کو خود پر اعتماد کرنے، امریکہ سے کنارہ کش ہونے اور اس کے سامنے نہ جھکنے کی دعوت دے رہا ہے۔ کچھ ممالک تو نیٹو کے بجائے دیگر اتحاد بنانے کے خواہاں نظر آتے ہیں۔

'شام' کے پسِ منظر میں امریکہ کی خارجہ پالیسی اس قابل ہی نہ رہی کہ اس پر لب کشائی کی جائے۔ امریکی خارجہ پالیسی ساز ادارے 'شام' کا ذکر تک نہیں کرتے سوائے اس کے کہ "وہاں انسانیت کو خطرہ لاحق ہے، وہاں ہمیں انسانی مدد کی ضرورت ہے"، بس اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ بے وقوف امریکی صدر 'ٹرمپ' نے مزاحیہ انداز میں کہا کہ ادلب میں رونما ہونے والے واقعات کا علم اسے کسی عوامی اجتماع میں ایک خاتون کی زبانی ہوا۔ اور اندیشہ ہے کہ 'شام' میں وقوع پزیر ہونے والے واقعات تمام مسلم و عرب ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ لہٰذا اس معاملے پر پوری طرح توجہ دیتے ہوئے مقامی قیادت کے ساتھ بیٹھ کر بات کی جائے گی اور غور و فکر کے ذریعے اس کا حل نکالا جائے گا۔ اس قسم کے واقعات کو روسی اشاروں پر چلنے والی تنظیمیں اور ایران کے گُن گانے والی مختلف تحریکات "عرب بہار" کا نام دیتی ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مجاہدین خوب جان فشانی، دلاوری اور صبر و تحمل کے ساتھ لڑتے ہوئے ہبلِ عصر امریکہ کے اہداف پر توجہ دیں، اس اہم اسٹراٹیجک موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے مرحلہ وار دشمن کے ساتھ سُنَنِ ربانیہ کے مطابق نمٹا جائے، تمام تکوینی مراحل کے لیے بھرپور تیاری کی جائے، جہاد کی مسلسل ذمہ داری، امت کی عزت و سربلندی کی نہج پر تیاری اور اس کی قیادت کے لیے کمربستہ ہوا جائے، فتح و کامرانی کو پُر امید ہو کر مستحکم بنایا جائے اور یہ بھی علم میں ہو کہ امریکی جنگیں دوام نہیں رکھتی۔ امریکہ کی سیاسی و سفارتی تنہائی اور گرتا ہوا اقتصادی مورال عسکری تنہائی کا پیشِ خیمہ ثابت ہو گا۔ اور آنے والے مرحلے میں امریکہ خود بھی اسی ڈگر پر اپنی سیاست استوار کرتا ہوا نظر آرہا ہے بلکہ اوباما کے دورِ اقتدار میں ہی اسی پر عمل درآمد شروع ہو گیا تھا جس کے دھیمے دھیمے آثار اُفق کی روشنی کے مانند نظر آنے لگے اور بالآخر ایک کرشمہ 'عرب بہار اور کٹھ پتلی حکومتوں میں دراڑیں پڑنے' کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور اب ایک بے وقوف کی قیادت میں نئے چہرے نمودار ہوئے ہیں جن کے ہاتھوں امریکہ تیزی سے رو بہ زوال ہے۔ اس ٹولے کو 'بے وقوف' کا لقب خود ڈونلڈ ٹرمپ کی ایک معزول کی ہوئی خاتون معاون 'Omarosa Newma' نے دیا جسے ٹرمپ نے "باؤلی کتیا" کے لقب سے نوازا۔

ہم یہ کہتے ہوئے بھی حق بجانب ہیں اور شاید ہی کسی تجزیہ نگار کو اس سے اختلاف ہو کہ امریکہ اب تنہا ہو جانے کے تدریجی مراحل طے کر رہا ہے۔ امریکہ کے قذافی 'ٹرمپ' کا کئی ملکی معاہدے ختم کرنا اور اپنی خود مختاری کے گُن گانا اس کا منہ بولتا ثبوت ہے، خصوصاً عسکری و تجارتی میدانوں میں معاہدوں سے دست برداری۔

عنقریب یہ تدریجی علیحدگی امریکی سطوت و شوکت کے بخرے کرنے، ٹکڑوں ٹکڑوں میں بٹنے اور پھر غلام ممالک میں سیاسی فساد پر منتج ہو گی۔ جیسا آج بعض غلام ممالک مثلاً قطر، سعودیہ اور ترکی وغیرہ میں ہوتا ہوا نظر آرہا ہے اور اب مزید غلام ممالک تعلقات کے نئے دروازے کھلنے اور نئے تجارتی و عسکری معاہدوں کے دوراہے میں امریکی غلامی سے نکل کر نئے آقا کی تلاش میں نکل پڑیں گے[40]۔ اور پھر بالآخر یہ علاقائی و ملکی تبدیلی جہاں 'غلام ممالک اور دائیں بازو کی بادشاہتوں' کی کمزوری و شکست کی شکل میں ظاہر ہو گی وہاں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تقویت و افزائش کا بھی سامان فراہم کرے گی۔

یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ امریکہ کو اپنے حلیفوں کے ساتھ علاقائی اقتصاد میں بھی خسارے کا سامنہ ہے۔ بنا بریں جنوبی کوریا لے لیتے ہیں جہاں امریکہ کو فوجی تعاون اور عسکری حفاظت کی مد میں پندرہ ملین ڈالر خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ 'Bob woodward' بھی اپنی نئی کتاب 'Fire and fury' میں یہی رونا رو رہا ہے۔

اب اس ڈوبتے ہوئے اقتصادی خسارے کو تنکے کا سہارا دینے کی خاطر غلاموں کے منہ سے نوالے چھیننے کے لیے انوکھا انداز اپنایا۔ چنانچہ امریکی سپریم کورٹ نے فیصلہ سنایا کہ:

[40] پاکستان بھی ان بھگوڑے ممالک کی طرح امریکی بلاگ سے نکلنے اور روسی بلاگ میں اپنی جگہ بنانے کیلیے پر تول رہا ہے۔ (مترجم)

"امریکی بنکوں میں امانت رکھوائے ہوئے تمام اثاثوں کو 'JASTA'[41] قانون کے تحت گیارہ ستمبر میں ہونے والے نقصانات کے بدلے ضبط کر دیا جائے گا"۔

یہ فیصلہ اس وقت سامنے آیا جب محمد بن سلمان نے کہا کہ:

"وہ ایسا کچھ اپنے والد کی سلامتی کی خاطر کرنے کو تیار نہیں"۔

مجاہدین کو اس امر کا بھی بخوبی ادراک کرنا چاہئے کہ سعودی حکومت طوعاً وکرہاً اپنی حفاظت کے لیے امریکہ کو بھاری بھر کم ٹیکسز ادا کرتی ہے اور اس کے بدلے میں امریکہ اس کی حفاظت کا انتظام کرتا ہے۔ اور یہ حفاظت صرف ایران سے نہیں کرتا بلکہ اولِ وہلہ یہ بچاؤ مجاہدین اور ان اسلام پسند عرب قبائل سے ہی کرتا ہے جو سعودیہ میں شریعت کی بالادستی کے خواہاں ہیں۔ جیسا کہ ٹرمپ نے کہا تھا کہ:

"ہم سعودیہ کی حفاظت کرتے ہیں اور اگر ہم نہ ہوتے تو ایران صرف بارہ منٹ میں ہی سعودیہ پر قبضہ کر لیتا"۔

ٹرمپ کی اپنے غلاموں سے ہاتھ اُٹھانے کی دھمکی مغربی ایمپیریلزم کو رُسوا کرنے والا اعلان ہے جس سے بسا اوقات مقامی غلاموں کو بھی بے خبر رکھا جاتا ہے۔ یہ دراصل اس بات کا اعلان ہے کہ مسلح اسلامی تحریکیں اس قابل ہیں کہ صرف دو ہفتے میں ان مغربی مفاد کی حفاظت پر مامور حکمرانوں کے تختے اُلٹ دیں۔ جس کا مشاہدہ چند سال قبل عرب انقلابات کی صورت میں کیا گیا۔ دیکھئے امریکہ کتنی صفائی سے اپنے غلاموں کو سیاسی بیانات کے ضمن میں رمزی انداز میں سمجھا کر اپنے مفادات کی طرف جھکاتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ٹرمپ خود 'مولر' پارٹی، صحافی برادری اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے رحم وکرم پر ہے اور وقت آنے پر یہ بھی آشکارا ہو جائے گا کہ غلاموں پر غصّہ نکالنے والا بے رحم ٹرمپ خود ۲۰۱۲ء سے اقتصادی مجبوریوں کے سبب روسی انٹیلی جنس کے ہاتھوں کا کھلونا اور وہاں کی فاحشاؤں کے رہینِ منت ہے۔ بس یہاں آخر کار یہ قرآنی حقیقت سچ ثابت ہو جاتی ہے کہ:

وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ(سورۃ العنکبوت:۴۱)

"اور کھلی بات ہے کہ تمام گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے"۔

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ(سورۃ الحج:۷۳)

"ایسا دعا مانگنے والا بھی بودا اور جس سے دعا مانگی جا رہی ہے وہ بھی"۔

اب امریکہ بھی باذن اللہ مسلمانوں کے سامنے بے بس ہوتا جا رہا ہے۔

آخر میں ہم جہاں مجاہدین کو اپنی ذمہ داریوں پر کمربستہ ہونے کی دعوت دیتے ہیں وہاں ان حکمرانوں کے خلاف دیگر مزاحمت کاروں سے بھی یہ التماس کرتے ہیں کہ ان نیٹو و دیگر اتحادوں کی چھتری تلے پرورش پانے والے سیکولر حکومتوں کی طرف جھکنے کی بجائے اپنے رب کی طرف لوٹیں، اپنے دین میں عزت کے متلاشی بنیں اور ملتِ اسلامیہ کے دامن میں اپنی جگہ بنائیں جس نے ہر دور میں اپنوں کے لیے مرکز کا کردار ادا کیا ہے۔ اور ان لوگوں سے بھی نصیحت حاصل کرنی چاہئے جنھوں نے صرف اپنے شکست خوردہ قلم سے مزاحمت کو اپنا شیوہ بنا کر شمشیر وسناں کی جھنکار سے غفلت برتی، حالانکہ سرکشی و استبداد قلم کی نہیں تلوار کی زبان سمجھتی ہے۔ اس لیے کہ ظلم و سربریت کے نہ تو دین و مذہب، اصول وضابطے ہیں، نہ حدود و قیود۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ صرف قلم کی مزاحمت راستے ہی میں دم توڑ جاتی ہے بلکہ بسا اوقات دشمن کے کھینچی ہوئی لکیروں پر عازمِ سفر ہو کر دھوکہ دہی کے گھونسلوں اور غدر وخیانت کے محلات کا شکار ہو جاتی ہے۔

ساتھ ساتھ ہم ان غلام حکومتوں کو بھی بتاتے چلیں کہ بہت ہو گیا، مغربی سیاست کے مزے لوٹ لیے، عرصہ دراز سے امریکی حفاظت کے حصار میں شاداں و فرحاں رہے، بس اب وقت تمہاری مراعات کے زوال کا ڈنکا بجانے کو ہے، تمہیں اب دھمکانے والے بگڑے چہروں کے آنے سے قبل ہی سمجھ دار ہو جانا چاہیئے، اب تمہارا امریکی آقا خارجی ہزیمت اور اندرونی خلفشار و پھوٹ کی وجہ سے سُکڑ رہا ہے۔ اور اب یہ کل والا امریکہ نہیں رہا۔ ویسے بھی اس کی زمامِ اقتدار "امریکی قذافی" ٹرمپ کے ہاتھ میں ہے جو انتہائی نازک پوزیشن سے دوچار ہے جس کے لیے خود عسکری و تجارتی اداروں پر گرفت اور کسی ایمرجنسی حالت میں شہری، اقتصادی اور عسکری کیفیت پر کنٹرول ایک چیلنج بن گیا ہے۔ لہٰذا اب اپنے لیے کسی نئے آقا کی تلاش کرو جو کسی اور کی کاسہ لیسی نہ کرتا ہو اور نئی آنے والی دنیا میں اپنے لیے جگہ بناؤ یا اسلام سے سرفراز ہوتے ہوئے اس کی آغوش میں آجاؤ، عیسائیوں کی نگہبانی کی بجائے خود کو مسلمانوں کے قافلۂ رواں کا قائد بناؤ، اور یہ بھی جان لو کہ اسلام کو چھوڑ کر دیگر طریق پر عزت وسیادت تلاش کرنا صحرا میں مچھلی شکار کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن ہم یقین کی حد تک کہہ سکتے ہیں کہ یہ کام تم سے ہرگز نہ ہو گا۔ تو پھر یہ بھی غور سے سنو اور اپنی گردنوں کی ٹوہ لگا لو اس لیے کہ حق کی شمشیر بہر حال تمہارے قریب ہوتی جا رہی ہے۔

وبالله نتأيد ونتوكل وعليه المعتمد والمعول

والحمد لله رب العالمين۔

☆☆☆☆☆

[41] 'Justice Against Sponsors of Terrorism Act' کا مخفف ہے۔

سرزمینِ حرمین کے حالات

حسنین اوکاڑوی

سعودی ولی عہد نے عذاب اتری سرزمین کو عشرت کدہ بنادیا:

قرآن کریم کی پندرہویں سورۃ کا نام سورۃ الحجر ہے۔"الحجر" اس علاقے کا نام ہے، جہاں قوم "ثمود" رہتی تھی۔ جنھوں نے پہاڑ کو کھود کر گھر بنائے تھے۔ ان کے بنائے ہوئے یہ گھر اب بھی حجر میں موجود ہیں۔ یہ قوم شدید زلزلے اور آسمان سے ایک ہیبت ناک چیخ کی آواز سے ہلاک ہوئی۔ اس علاقے کو حجر کے ساتھ "مدائن صالح" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ علاقہ مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان مدینہ سے تقریباً ۳۸۰ کلومیٹر شمال مغرب میں واقع ہے۔ غزوۂ تبوک کے سفر میں سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ یہاں سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تیزی سے گزرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ عذاب شدگان کی بستی سے روتے ہوئے گزرو، رونا نہ آئے تو رونے والی صورت بناؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنی اونٹنی کو دوڑایا تھا اور فرمایا تھا کہ ان کے گھروں میں داخل مت ہو جاؤ۔ کہیں تم بھی عذاب کا شکار مت بنو۔ (البدایۃ و النھایۃ، قصۃ قوم صالح)۔ اب تصور کریں سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے اس عبرت کدے کو دنیا کے سب سے بڑے موسیقی کنسرٹ کیلئے منتخب کیا ہے۔ ۲۰ دسمبر کو "مہرجان شتاء طنطورۃ" کے نام سے شروع ہونے والا یہ پروگرام ۸ ہفتے (۷ فروری) تک جاری رہا۔ جس میں مقامی گلوکاروں، گلوکاراؤں، اور فنکاروں کے علاوہ یورپ، امریکہ اور لبنان سمیت دنیا بھر کے لوگوں نے شرکت کی۔

قرآن و حدیث کے ساتھ اس سنگین مذاق سے نہ صرف دینی حلقے سخت اضطراب کا شکار ہیں، بلکہ عام سعودی باشندے بھی اسے عذاب الٰہی کو دعوت قرار دے رہے ہیں۔ سوشل میڈیا صارفین کا کہنا ہے کہ یہ ملک میں بے حیائی اور منکرات کو عام کی منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔ معروف سعودی عالم دین شیخ عبد اللہ الشہری اور الشیخ سامی العیقلی نے اپنے ٹیوٹر پیغام میں اس پر سخت نکیر کی ہے۔ شیخ الشہری کا کہنا ہے کہ قرآن کریم نے اس مقام سے عبرت حاصل کرنے کی ہدایت کی ہے اور اس ہدایت کے برعکس موسیقی کا پروگرام کرنا بڑی ڈھٹائی ہے۔

سوشل میڈیا میں اس پر سخت تنقید ہو رہی ہے۔ المجتہد نامی ٹوئٹر اکاؤنٹ جس کے بیس لاکھ فالورز ہیں' نے لکھا ہے کہ حکومت عین اسی عذاب والی جگہ کو موسیقی کیلیے منتخب کر کے دراصل حدیث کی اہمیت لوگوں کے دلوں سے نکالنا چاہتی ہے۔ حدیث میں چونکہ کہا گیا ہے کہ "کہیں تم پر بھی عذاب نہ آئے" حکومت چاہتی ہے کہ یہاں موسیقی کا پروگرام کر کے دکھلائے کہ کوئی عذاب نہیں آیا۔ جس سے لوگوں کا احادیث پر اعتماد متزلزل ہو جائے گا۔ حجازی نامی ایک صارف کا کہنا ہے کہ "ولی عہد نے ملک بھر میں موسیقی پروگرام شروع کئے، اب مدائن صالح میں بھی رقص و سرود کی محفل سجا کر وہ کیا چاہتے ہیں؟ یہ تو ابتدا ہے، اب اگلے برس دیکھ لیں، کیا تماشے ہوتے ہیں؟" جامعہ تبوک کے استاذ احمد الازوری کا کہنا ہے کہ "خدا کا شکر ہے کہ منکرات کی تردید کرنے والے اب بھی معاشرے میں موجود ہیں"۔

الجزیرہ کے مطابق بہت سے لوگ اس پر بھی حیران ہیں کہ سعودی حکومت نے لبنانی گلوکارہ رومی کو کیسے بلالیا؟ حالانکہ وہ لبنانی ملیشیا حزب اللہ (جسے سعودی حزب الشیطان کہتے ہیں) کی بہت قریبی ہے اور متعدد بار سعودی عرب پر تنقید بھی کر چکی ہے۔ خیال رہے کہ ۲۱ جون ۲۰۱۷ء کو سعودی فرمانروا شاہ سلمان نے اپنے بھتیجے سے ولی عہد کا منصب واپس لے کر اپنے ۳۱ سال بیٹے محمد بن سلمان کے حوالے کر دیا۔

محمد بن سلمان کو عمومی طور پر "ایم بی ایس" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس نے وزارت دفاع کا قلم دان بھی اپنے پاس رکھا اور ولی عہد کے طور پر بادشاہ کی زیادہ تر طاقت اور اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اسی تناظر میں سعودی عرب میں غیر معمولی طور پر تبدیلیاں دیکھنے میں آئیں۔ ستمبر ۲۰۱۷ء سے اہم مذہبی رہنماؤں اور دانشوروں کے خلاف کریک ڈاؤن شروع ہوا۔ یہاں تک کہ امام حرم شیخ صالح کو بھی غائب کر دیا گیا۔ یہ تمام ایسے افراد تھے، جو ولی عہد پر تنقید کرتے تھے۔ ستمبر ۲۰۱۷ء میں سعودی عرب میں خواتین کی ڈرائیونگ پر پابندی کے خاتمے کا حکم نامہ جاری کیا گیا۔ اس کے علاوہ سعودی عرب میں سنیما گھروں کو دوبارہ کھولنے، مردوں اور خواتین کے ایک ساتھ موسیقی کے کنسرٹس میں شرکت اور تفریح سے متعلق متعدد اہم اقدامات بھی دیکھنے میں آئے۔

ممتاز سعودی عالم دین الشیخ احمد العماری کی دوران حراست وفات:

مدینہ یونیورسٹی کی القرآن فیکلٹی کے سابق ڈین اور نامور سعودی عالم دین الشیخ احمد العماری دورانِ حراست وفات پا گئے ہیں۔ خدشہ ہے کہ ۶۹ سالہ بزرگ عالم دین کو تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا ہے تاکہ حکام کے خلاف بولنے والوں کے لیے سامان عبرت بنے۔ الشیخ احمد العماری کو گزشتہ برس ان کے گھر پر چھاپہ مار کر بیٹے سمیت گرفتار کیا گیا تھا۔ پانچ ماہ انہیں

مسلسل قید تنہائی میں رکھا گیا۔ اہل خانہ کو یہ بھی نہیں بتایا کہ شیخ کا جرم کیا ہے اور ان پر کس الزام میں مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

یہ خبر بھی گردش کرتی رہی کہ استغاثہ نے عدالت سے شیخ سلمان عودہ سمیت زیر حراست سرکردہ علمائے کرام کو تعزیراً قتل کرنے کی سفارش کی تھی۔ ''معتقلی الرأی'' سعودی عرب میں سیاسی قیدیوں کے بارے میں دنیا کو باخبر رکھنے والا واحد ذریعہ ہے۔ اس نے اپنے ذرائع سے رواں ماہ کے شروع میں ہی اطلاع دی تھی کہ الشیخ العماری کو جان بوجھ کر علاج سے محروم رکھا جارہا ہے۔ ان کی صحت انتہائی تشویش ناک ہے، العماری کے قریبی دوست اور مسلم اسکالر سفر الحوالی کو بھی گرفتار کیا گیا تھا۔ شیخ السفر الحوالی کو تین ہزار صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھنے پر حراست میں لیا گیا تھا۔ اس کتاب میں سعودی ولی عہد محمد بن سلمان پر قاتلانہ حملے اور شاہی خاندان کے اسرائیل کے ساتھ گٹھ جوڑ پر تفصیلی بحث کی گئی تھی۔

الجزیرہ کی رپورٹ کے مطابق شیخ احمد العماری پر دورانِ حراست اتنا تشدد کیا گیا کہ ان کا دماغ مفلوج ہو گیا۔ اس کے باوجود بھی انہیں طبی سہولیات سے محروم رکھا گیا۔ جب ڈاکٹروں نے شیخ عماری کی دماغی موت (Brain Death) کی تصدیق کر دی تو ۲۰ جنوری کو ان کے اہل خانہ کو بتایا گیا کہ انہیں جدہ جیل سے رہا کیا جارہا ہے۔ وہ شیخ کو لینے وہاں پہنچے تو زندہ لاش ان کے حوالے کی گئی۔ معتقلی الرأی نے پہلے ہی یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ شیخ عماری کو سخت تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے، جس سے دوران حراست ان کے شہید ہونے کا خدشہ ہے۔ ان پر درج مقدمات ختم کر کے جلدی انہیں اس لئے رہا کرنے کا اعلان کیا گیا کہ کہیں ڈاکٹر ابراہیم المدیمیغ کی طرح جیل سے جنازہ نہ اٹھے۔ جیل سے ''رہائی'' کے اگلے روز ہی شیخ عماری اسپتال میں ہی قید حیات سے بھی رہا ہو گئے۔ مگر اتنی بڑی شخصیت کی وفات پر بھی سعودی میڈیا میں مکمل خاموشی چھائی رہی۔

شیخ کے بیٹے نے ٹوئٹر سے ان کی وفات کی خبر چلائی۔ زیر حراست نامور عالم دین شیخ سلمان عودہ کے بیٹے ڈاکٹر عبد اللہ عودہ نے اپنے ٹوئٹ میں شیخ عماری کی وفات کو عالم اسلام کے لیے بڑا سانحہ قرار دیا۔ شیخ عماری کے بیٹے کا کہنا تھا کہ مسجد حرام میں میرے والد کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور مکہ مکرمہ کے الشرائع قبرستان میں تدفین ہوئی۔ تعزیت کے لیے گھر کے قریب انتظام کیا گیا ہے۔ مگر اس روز شیخ عماری کی وفات کا سعودی میڈیا میں کوئی ذکر نہیں تھا۔ تاہم سعودی میڈیا میں ہر طرف ملک میں کھلنے والے پہلے فل ٹائم ڈانس کلب کا بڑا چرچا تھا۔ س

عودی صارفین کا کہنا ہے کہ شہزادہ محمد بن سلمان کی جانب سے علماء، صحافیوں اور ادیبوں کے خلاف اس کریک ڈاؤن کا مستقبل میں مزید سخت ہونے کا خدشہ ہے۔ اب تک ساڑھے تین سو سے زائد علماو مشائخ کو حراست میں لیا جاچکا ہے۔ جن میں امام حرم مکی شیخ صالح، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ کے استاذ اور ممتاز و بزرگ عالم دین شیخ ناصر العمر، شیخ ادریس اکبر، شیخ سلمان العودہ، شیخ سفر الحوالی شامل ہیں۔ جن میں ۱۶ صرف جامعہ امام محمد کے اساتذہ ہیں۔ شیخ سلمان العودہ کا شمار عالم اسلام کی بڑی علمی شخصیات میں ہوتا ہے، جنہوں نے ۶۲ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ انٹرنیشنل یونین آف مسلم اسکالرز دوحہ قطر کے نائب صدر اور یورپی افتاء کونسل کے مؤقر رکن ہیں، اس لئے پوری دنیا میں انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ شیخ سلمان العودہ کے بعد ان کے بھائی خالد العودہ کو بھی گرفتار کیا جاچکا ہے۔

قبل ازیں شیخ عوض القرنی (۱۶ کتابوں کے مصنف) کو ایک ٹوئٹ پر ایک لاکھ ریال جرمانے کی سزا ہوئی تھی، پھر انہیں بھی لاپتہ کر دیا گیا۔ شیخ ناصر العمر ۸ بڑی کتب کے علاوہ درجنوں رسالوں کے مصنف ہیں۔ حراست میں لیے جانے والے افراد میں علماء، صحافی، مفکر، ڈاکٹر، پروفیسر، اسکالر، ادیب اور شاعر بھی شامل ہیں۔ جن میں ڈاکٹر خالد العجمی، پروفیسر عبد اللطیف، ڈاکٹر عمر علی، ڈاکٹر عادل بانعمہ، ڈاکٹر عبد المحسن وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جبکہ مشہور کاروباری شخصیت عصام الزامل بھی گرفتار ہیں۔ ان تمام افراد کو قطر کے حوالے سے سعودی عرب اور اس کے اتحادیوں کے موقف کی حمایت نہ کرنے پر گرفتار کیا گیا ہے۔

ستمبر ۲۰۱۷ء سے اب تک ۲۶۱۳ افراد کو پس زندان دھکیلا جاچکا ہے۔ شیخ سلمان العودہ پر ۳۷ مختلف سنگین الزامات لگائے گئے ہیں۔ ان سمیت ڈاکٹر عوض القرنی اور ڈاکٹر علی العمری کو تعزیراً قتل کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ جبکہ ۲۰۱۶ء سے گرفتار مشہور عالم شیخ عبد العزیز الطریفی کی جیل میں حالت انتہائی تشویش ناک ہونے کے باعث وہ اسپتال میں ہیں۔ اسی طرح امریکی فوج کی سعودیہ میں موجودگی کے خلاف فتویٰ دینے والے مشہور بزرگ عالم دین شیخ سفر الحوالی کو بھی جیل سے اسپتال منتقل کیا جاچکا ہے۔ اطلاع ہے کہ دونوں علماء کو بھی علاج سے محروم رکھ کر دار البقاء منتقل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ جس انداز سے سعودی حکومت نے پکڑ دھکڑ اور لاپتہ کرنے کی سخت مہم کا آغاز چند سال قبل سے شروع کیا ہوا ہے اس کے موجد شاید راحیل شریف ہی ہیں جن کی قربت کے بعد سے سعودی حکومت بین الاقوامی میڈیا کی کسی تنقید

کو خاطر میں لائے بغیر اس طبقے پر براہ راست حملہ آور ہے جو سعودی حکومت کی ماڈرنائزیشن اور اسرائیل نوازی کی مہم کے خلاف ہیں۔

سعودی عرب سے روہنگیا مسلمانوں کی بے دخلی:

خلیجی جریدے نے لکھا ہے کہ روہنگیائی مسلمانوں کو سعودی پولیس کی نگرانی میں باقاعدہ ہتھکڑیاں لگا کر ہوائی جہازوں میں بٹھا کر بنگلہ دیش بھیجا جارہا ہے۔ جہاں حسینہ واجد حکومت کے احکامات پر سیکورٹی حکام ان روہنگیائی مسلمانوں کو پہلے حراستی مراکز اور پھر پناہ گزین کیمپوں میں شفٹ کررہے ہیں۔ کاکس بازار کے کیمپوں میں موجود روہنگیا خاندانوں نے بھی سیکڑوں مسلمانوں کی سعودیہ سے واپسی کی تصدیق کر دی ہے۔ واضح رہے کہ اقوام متحدہ کی رپورٹ میں روہنگیا مسلمانوں کو دنیا کی سب سے زیادہ ستائی جانے والی قوم قرار دیا ہے اور میانمار حکومت کو روہنگیا کی نسل کشی کا مرتکب بھی ٹھہرایا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میانمار کے خلاف کوئی قرار واقعی کارروائی نہیں کی جاسکی۔ مڈل ایسٹ آئی نے ایک ویڈیو بھی جاری کی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ روہنگیا مسلمانوں کو ہتھکڑیاں لگا کر جدہ ایئرپورٹ کے احاطہ میں قائم حراستی مرکز ''الشمیسی'' میں رکھا گیا ہے۔ جبکہ سیکڑوں روہنگیا مسلمانوں کو حراستی مرکز پر لائنوں میں کھڑا دیکھا جاسکتا ہے جن کو بنگلہ دیش بھیجے جانے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔

اس ضمن میں ''روہنگیا ویژن'' نامی جریدے نے اپنی ۶ جنوری کی اشاعت میں لکھا تھا کہ سعودی حراستی مرکز میں اپنی سزائیں مکمل کرلینے والے روہنگیاؤں کو ڈی پورٹ کیا جائے گا۔ مڈل ایسٹ آئی نے لکھا ہے کہ سعودی حراستی مرکز میں موجود کئی روہنگیا مسلمانوں نے اپنے پیغامات میں بتایا ہے کہ وہ برسوں سے سعودیہ میں مقیم ہیں لیکن اب ان کو واپس بھیجا جارہا ہے۔

مڈل ایسٹ آئی کی رپورٹ پر نہ صرف سعودی حکام بلکہ حسینہ واجد حکومت بھی خاموش بیٹھی ہے جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ روہنگیا مسلمانون کی سعودیہ بدری کے معاملے پر دونوں ممالک کی قیادت میں سمجھوتا ہوچکا ہے۔ مڈل ایسٹ آئی نے دعویٰ کیا ہے کہ گزشتہ برس جب بنگلہ دیشی وزیر اعظم حسینہ واجد سعودی دورے پر آئی تھی تو اسی وقت روہنگیا مسلمانوں کی ملک بدری کا معاملہ زیر بحث آیا تھا۔ تاہم حسینہ واجد نے الیکشن میں کامیابی کی شرط پر روہنگیاؤں کی سعودیہ سے واپسی کو یقینی بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ سعودی عرب میں سینکڑوں روہنگیا مسلمان کئی برس سے موجود تھے۔ ان میں ایسے کئی روہنگیا بھی تھے جن کو الشمیسی حراستی مرکز میں کئی برس سے قید رکھا گیا۔ رپورٹ کے مطابق سعودی حراستی مرکز میں ان مسلمانون کے بچے بھی قید رکھے گئے ہیں، جن کو اب ڈی پورٹ کرنے کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔

سعودی حراستی مرکز میں موجود ایک روہنگیا نوجوان نے ویڈیو پیغام میں کہا ہے کہ اس کو میانمار کے بجائے بنگلہ دیش بھیجا جارہا ہے۔ جو اس کا ملک نہیں ہے۔ اگر ڈی پورٹ کرنا ضروری ہے تو اسے اس کے گھر بھیجا جائے۔ اس سلسلے میں روہنگیا سماجی کارکن نیوان لوین نے سعودی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ان مسلمانوں کو ملک بدر نہ کرے کیوں کہ بنگلہ دیش بھیجنے پر ان کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ کم از کم سعودی عرب میں رہ کر یہ روہنگیا اپنے خاندانوں کے لیے روزی روٹی تو کماسکتے ہیں اور اپنے زیرِ کفالت افراد کی مدد کرسکتے ہیں۔ ان کو بنگلہ دیش ڈی پورٹ کرنے سے مسائل بڑھیں گے۔ یہ افراد مجرم نہیں بلکہ زمانے کے ستائے ہوئے بے خانماں برباد افراد ہیں جو جان بچانے کے لیے متعدد ممالک میں پہنچتے ہیں جن میں ملائیشیا، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، ترکی، بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش شامل ہیں۔ ایک رپورٹ کے مابق اب تک ۹ لاکھ سے زائد روہنگیا مسلمانوں کو میانمار سے جان بچا کر ہجرت کرنے پڑی ہے۔

دوسری جانب بھارت میں انتہا پسند ہندوؤں کی جانب سے قتل کی دھمکیوں کے باعث ہزاروں روہنگیا مسلمان بھارت چھوڑ کر بنگلہ دیش میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ بھارتی کریک ڈاؤن کے باعث گزشتہ چندماہ میں ۲ ہزار روہنگیا مسلمان کاکس بازار پہنچ چکے ہیں اور ان کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ بھارت میں تقریباً چالیس ہزار بے بس روہنگیا مسلمان کیمپوں میں زندگی گزار رہے ہیں، جن میں زیادہ تر مقبوضہ جموں اور دہلی میں ہیں۔ اقوام متحدہ کے مطابق برمی فوج کے وحشیانہ مظالم کے باعث بھارت پہنچنے والے سولہ ہزار روہنگیا مسلمانوں کے پاس اقوام متحدہ کے شناخت نامے ہیں، جنھیں بھارتی حکومت نے ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

کاکس بازار میں روہنگیا یوتھ لیڈر محمد عرفات نے بتایا کہ بھارت میں ہمیں ''پہچانو اور مارو'' کی تحریک شروع کر دی گئی ہے۔ وہ مقبوضہ جموں میں چھ سال رہ کر بنگلہ دیش واپس گئے۔ انہوں نے کہا اگر ہمیں برما بھیجا گیا تو برمی فوج ہمیں قتل کر دے گی۔ مقبوضہ جموں میں موجود روہنگیا مسلمان شاہد کے مطابق وہ رکشہ چلا کر اپنے خاندان کی کفالت کرتا ہے اور واپس نہیں جانا چاہتا۔

☆☆☆☆☆

عالمی تحریکِ جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

صومالیہ:

13 جنوری: شمال مشرقی صومالیہ ولایہ بری بوصاصو شہر کے نواح میں حرکتہ الشباب المجاہدین کے مائن بم حملے میں پنٹ لینڈ ملیشیا کے چار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

15 جنوری: وسطی صومالیہ ولایہ ھیران بلدوین شہر میں سرکاری ملیشیا کے ایک گروپ کو مائن بم حملے کا نشانہ بنایا گیا جس میں چار اہل کار زخمی ہوئے۔

16 جنوری: دارالحکومت مقدیشو کے نواح میں طنانی کے علاقے میں واقع فوجی بیس پر شدید حملہ کیا گیا۔

دارالحکومت مقدیشو میں افجوی اور عیل شالی کے علاقے میں موجود فوجی بیس پر کیے گئے حملوں میں 21 سے زائد اہل کار ہلاک ہوئے جبکہ بڑی مقدار میں اسلحہ و بارود اور فوجی سازوسامان غنیمت بنایا گیا۔

ولایہ شبیلی السفلی میں افریقن فورسز اور سرکاری ملیشیا کے 9 فوجی بیسز پر حملے کیے گئے۔ دو فوجی بیسز کا مکمل کنٹرول حاصل کر لیا گیا۔ حملے میں دشمن کا سخت جانی نقصان ہوا اور ایمیسوم اور سرکاری ملیشیا کا کافی سازوسامان تباہ ہوا۔

17 جنوری: دارالحکومت مقدیشو میں طنانی کے علاقے میں سرکاری ملیشیا کا ٹینکر تباہ کیا گیا جبکہ ھدن ڈائریکٹریٹ میں ممبر پارلیمان کی گاڑی کو بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ دونوں حملوں میں سرکاری ملیشیا کے اہل کاروں کی ہلاکت کی اطلاع موصول ہوئی۔

مشرقی صومالیہ بوصاصو شہر کے 10 کلو میٹر جنوب مغرب میں واقع آف ارر کے علاقے میں پنٹ لینٹ ملیشیا کے اہل کاروں کو مائن بم حملے کا نشانہ بنایا گیا جس میں کئی اہل کار زخمی ہوئے۔

18 جنوری: جنوب مغربی صومالیہ ولایہ بائی و بکول میں بیدوا اور بورھکبا کے درمیان سڑک پر ایتھوپین فورسز کے قافلے پر حملہ کیا گیا جس میں کم از کم 57 اہل کار ہلاک ہوئے۔ چند روز بعد ہلاکتوں کی تعداد 82 تک جا پہنچی۔ حملے میں پانچ فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں بشمول ایک bmb فوجی گاڑی اور تین فوجی ٹرکوں کے بڑی مقدار میں فوجی سازوسامان بھی غنیمت کیا گیا۔ اس قافلے کی آمد کو آنے والے اہل کار ابھی بورھکبا میں واقع فوجی بیس میں تیاری ہی کر رہے تھے کہ مجاہدین کی ایک جماعت نے اُدھر بھی دھاوا بول دیا۔ اس ایتھوپین کیمپ پر مارٹر گولے برسائے گئے۔ اس موقع پر الشباب کی جانب سے جاری کیے جانے والے بیان میں کہا گیا:

> ”ایتھوپین صلیبیوں نے کئی سالوں سے افریقی مسلمانوں پر ظلم و بربریت کی انتہا کی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کا قتل عام کیا جانا، ٹارچر کیا جانا اور لاپتہ کر دیا جانا روزانہ کا معمول ہے۔ جہاں تک ان صلیبیوں کے صومالیہ پر قبضے کا تعلق ہے خصوصاً بای و بکول، ھیران، جیدو، جلجدود، صول وغیرہ میں ایک ایک علاقے میں پیش قدمی کے دوران ایتھوپین فورسز نے مسلمان آبادیوں پر ظلم کی انتہا کی۔ باقاعدہ منظم انداز میں قتل عام، ریپ، ٹارچر کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی املاک تباہ کی گئیں۔ صومالیہ کے مسلمان 'مجاہدین کے تعاون سے اپنے دفاع کا بھرپور حق رکھتے ہیں۔ صومالیہ مسلمانوں کی سرزمین ہے اور یہاں کے مسلمان ہر طرح سے صلیبیوں کے حملوں کا دفاع کریں گے۔ یہ سرزمین ہر مسلمان کے لیے جائے پناہ ہے اور قابض صلیبیوں کا قبرستان“۔

19 جنوری: جنوبی صومالیہ کے اضلاع بارسنجوری، کسمایو، ولایہ جوبا میں سرکاری ملیشیا کے دو فوجی اڈوں پر حملہ کیا گیا جس میں 41 فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اور بڑی مقدار میں اسلحہ و فوجی سامان غنیمت ہوا۔

20 جنوری: مقدیشو کے نواح میں سیڈکادیر کے علاقے میں دو مائن بم حملوں میں ایک فوجی ٹرک اور سرکاری ملیشیا کی ایک گاڑی تباہ ہوئی جبکہ سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

بوصاصو شہر میں پنٹ لینڈ ملیشیا کا انٹیلی جنس چیف ایک حملے میں زخمی ہوا۔

21 جنوری: جنوبی صومالیہ کسمایو شہر کے نواح میں سرکاری ملیشیا کے فوجی بیس کو 30 سے زائد راکٹ اور مارٹر گولوں سے نشانہ بنایا جس میں دشمن کے بھاری جانی و مالی نقصان کی اطلاع موصول ہوئی۔

23 جنوری: مقدیشو کے نواح میں جزیرہ کی ساحلی پٹی کے قریب سرکاری ملیشیا کے ٹینکر کو مائن بم کا نشانہ بنایا گیا۔ سوار اہل کار ہلاک ہوئے۔

ولایہ جوبا جلب شہر میں جوبلینڈ ملیشیا کے 4 اہل کار الشباب کے مجاہدین کے سامنے تسلیم ہوگئے۔ ان میں سے تین کا تعلق جوبلینڈ کے صدر کے سپیشل گارڈ سے تھا۔

دارالحکومت مقدیشو وردیقلی میں مائن بم حملے میں سرکاری ملیشیا کی گاڑی تباہ ہوئی اور 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

24 جنوری: دارالحکومت مقدیشو ھدن ڈائریکٹوریٹ میں وزارت داخلہ کے اہل کار عبدالمادوبی کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔

دارالحکومت مقدیشو علمدا کے علاقے میں فوجی چیک پوسٹ پر حملے میں کئی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

دارالحکومت مقدیشو وابری ضلع میں سیکورٹی اور انٹیلی جنس کے دو اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ ان کا اسلحہ بھی غنیمت کیا گیا۔

جنوب مغربی صومالیہ ولایہ بایی وبکول بیدوا شہر میں ایک مائن بم حملے میں سرکاری ملیشیا کے دو اہل کار قتل ہوئے۔

وسطی صومالیہ ولایہ ھیران بولو بردی شہر کے ائیرپورٹ پر لگائی گئی مائن سے جبوتی فورسز کے دو اہل کار ہلاک ہوئے اور دو زخمی ہوئے۔

26 جنوری: جنوبی صومالیہ ولایہ جوبا افمدو شہر کے نواح میں مائن بم حملے میں سرکاری ملیشیا کی فوجی گاڑی تباہ ہوئی۔ جبکہ 19 اہل کار ہلاک ہوئے۔

جنوب مغربی صومالیہ بیدوا شہر کے نواح میں اودینلی کے علاقے میں مائن بم حملے میں ایتھوپین فوج کا ایکسپلوزیو ایکسپرٹ (بم ناکارہ بنانے کا ماہر) مارا گیا جبکہ 3 اہل کار زخمی ہوئے۔

جنوبی صومالیہ ولایہ وسطی شبیلی مھدای کے نواح میں بورنی کے علاقے میں مائن بم حملے میں تین برونڈی فوج کے اہل کار ہلاک ہوئے۔

27 جنوری: ولایہ ھیران اور شبیلی وسطی کے درمیان روڈ پر لگائی گئی کمین اور مائن بم حملے میں جبوتی فورسز کے 16 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ جبکہ 2 فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

28 جنوری: وسطی صومالیہ ولایہ جلجدود برجان میں ایک دکان سے چوری کرنے والے پر حد جاری کی گئی۔

شمال مشرقی صومالیہ ولایہ بری بوصاصو شہر میں پنٹ لینڈ ملیشیا کے فوجی کیمپ کو بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔

29 جنوری: وسطی صومالیہ ولایہ ھیران جلقسی شہر میں جبوتی فورسز کے فوجی بیس پر حملہ کیا گیا۔ حملے میں کئی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

دارالحکومت مقدیشو میں صدارتی محل کے قریب کار بم حملے میں صومالی حکومت کے 7 افسران ہلاک ہوئے۔

جنوبی صومالیہ ولایہ وسطی شبیلی جوھر شہر میں سرکاری ملیشیا کی چیک پوسٹ کو بم حملے کا نشانہ بنایا گیا جس میں دشمن کا جانی و مالی نقصان ہوا۔

30 جنوری: جنوبی صومالیہ ولایہ جوبا دوبلی شہر میں کینیا فورسز کی فوجی گاڑی کو نشانہ بنایا گیا۔

دارالحکومت مقدیشو کے نواح میں اربعو کے علاقے میں افریقی فورسز کے فوجی بیس پر حملہ کیا گیا۔

جنوبی صومالیہ ولایہ جوبا دوبلی شہر کے نزدیک کینیا فورسز پر حملے میں 10 اہل کار ہلاک ہوئے جبکہ ایک فوجی گاڑی تباہ ہوئی۔

31 جنوری: دارالحکومت مقدیشو افجوی شہر میں سرکاری ملیشیا کے ایک اہل کار کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔

دارالحکومت مقدیشو جزیرہ کے علاقے میں لگائی گئی کمین میں سرکاری ملیشیا کے ایک افسر سمیت 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔ جبکہ اسلحے سے بھری ایک فوجی گاڑی غنیمت ہوئی۔

دارالحکومت مقدیشو حمرونی ڈائریکٹوریٹ میں صومالی حکومت کے ایک سینئر افسر کو ٹارگٹ کلنگ کانشانہ بنایا گیا۔

دارالحکومت مقدیشو ھدن کے تلبح ضلع میں فوجی کیمپ پر حملے میں سرکاری ملیشیا کے 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

جنوبی صومالیہ ولایہ شبیلی السفلی ونلوین شہر کے قریب مائن بم حملے میں سرکاری ملیشیا کے 4 اہل کار ہلاک اور 5 زخمی ہوئے۔ جبکہ ایک فوجی گاڑی تباہ ہوئی۔

یکم فروری: جنوبی صومالیہ ولایہ جوبا کسمایو شہر کے نواح میں فوجی بیس پر بم حملے میں سرکاری ملیشیا کے 4 اہل کار زخمی ہوئے۔

دارالحکومت مقدیشو افجوی شہر میں سرکاری ملیشیا کا ایک اہل کار ٹارگٹ کلنگ میں ہلاک کیا گیا۔

بلعد شہر میں فوجی چیک پوسٹ پر حملے میں سرکاری ملیشیا کے 2 اہل کار ہلاک ہوئے۔

افجوی شہر کے نواح میں لگائی گئی ایک کمین میں ایک فوجی گاڑی قبضے میں لے لی گئی۔

2 فروری: ولایہ جیذو باردیری شہر میں ایتھوپین فورسز کے فوجی بیس پر استشہادی حملے میں 16 سے زائد فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔

جنوبی صومالیہ ولایا جوبا افمدو اور دوبلی شہر کے درمیان دو مائن بم حملوں میں کینیا کی فورسز کے 25 اہل کار ہلاک ہوئے۔ ایک فوجی گاڑی اور ایک فوجی ٹرک بھی تباہ ہوا۔

3 فروری: وسطی صومالیہ ولایہ ھدن جلقسی شہر میں فوجی بیس پر حملے میں جبوتی سیکورٹی فورسز کے 3 سپاہی زخمی ہوئے۔

دارالحکومت مقدیشو میں یاقشد ڈائریکٹوریٹ میں مائن بم حملے میں سرکاری ملیشیا کی گاڑی تباہ ہوئی اور دو اہل کار زخمی ہوئے۔

4 فروری: مقدیشو کے جنوب مغرب میں افجوی شہر کے قریب فوجی چیک پوسٹ پر حملے میں سرکاری ملیشیا کے تین اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

شمال مشرقی صومالیہ بوصاصو کی بندرگاہ کنٹرول کرنے والی دبئی پورٹ کمپنی کے ہیڈ پال انتھونی کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔

دارالحکومت مقدیشو ڈائریکٹوریٹ حمروینی میں انٹیلی جنس اور سیکورٹی اہل کاروں اور سرکاری افسروں کے ایک اکٹھ پر بم حملے میں 20 سرکاری اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

وسطی صومالیہ ولایہ ھیران بلدوین شہر میں مائن بم حملے میں ایک فوجی گاڑی تباہ ہوئی جبکہ سوار افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔

کینیا:

15 جنوری: کینیا کے دارالحکومت نیروبی کے وسط میں کمپاؤنڈ کو نشانہ بنایا گیا۔

دارلحکومت نیروبی میں فورٹین ریورسائڈ کمپلیکس کی عمارت پر حملے میں شدید جھڑپیں ہوئیں۔ اس حملے میں 14 سرکاری اہل کار ہلاک ہوئے۔ یہ جھڑپیں دو روز تک جاری رہی اور بعد میں ایک امریکی اور برطانوی فوجی کی ہلاکت کی خبر بھی موصول ہوئی۔

2 فروری: شمال مشرقی کینیا جاریسا صوبے میں اموی کے علاقے میں مائن بم حملے میں کینیا فورسز کی فوجی گاڑی تباہ ہوئی اور سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

یمن:

16 جنوری: انصار الشریعہ کے مجاہدین نے قیفا کے بالائی علاقے میں سرکاری اہل کار کو سنائپر سے نشانہ بنایا۔ ایک اور موٹر سائیکل سوار اہل کار کو بھی بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔

ابیان مدیا ضلع القحطان کے علاقے میں مجاہدین پر حملہ آور ہونے والے سیکورٹی فورسز کے ساتھ جھڑپ ہوئی ان کا حملہ پسپا ہوا۔ ایک فوجی گاڑی اور ٹرک تباہ ہوا۔ جبکہ سیکورٹی فورسز کے کئی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

21 جنوری: قیفہ العلیا میں حوثیوں کی فوجی گاڑی کو مائن بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔

قیفہ العلیاء میں ہی داعشی خوارج کو بھی مائن بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔

مالی:

11 جنوری: مالی فوج پر مینیقا میں مائن بم سے حملہ کیا گیا جس میں فوجی گاڑی مکمل تباہ ہوئی جبکہ 3 سپاہی ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

17 جنوری: جماعہ نصرۃ الاسلام والمسلمین کے مجاہدین نے سو تولو میں فوجی قافلے پر کمین لگائی ایک فوجی گاڑی کو مائن بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ قافلہ علاقے میں فوجیوں کو تعینات کرنے کے غرض سے آیا تھا۔

21 جنوری: اجھلوک شہر میں واقع فوجی بیس پر حملے میں اقوام متحدہ کے 8 فوجی ہلاک اور 19 زخمی ہوئے۔

فولانی بھائیوں کے دفاع اور ان پر ہونے والے مالی فوج کی ڈرون حملوں اور ملیشیا کے پے درپے حملوں کو روکنے کے لیے جماعہ نصرۃ الاسلام والمسلمین کے مجاہدین نے مالی فوج کے کیمپ پر حملہ کیا۔ سیگو صوبہ کے طوی گاؤں میں تیس منٹ جاری رہنے والی لڑائی میں ایک مالی فوجی ہلاک ہوا جبکہ باقی نے فرار کی راہ اختیار کی۔ اس آپریشن میں مجاہدین نے 1 گاڑی، 1 پی کے گن، 6 کلاشنکوف، 1 پسٹل کے علاوہ بہت سا سامان غنیمت کیا۔ اس حملے میں ایک مجاہد بھائی نے جام شہادت نوش کیا۔

موپٹی صوبے میں کونکورو کے قریب مالی فوج پر بم۔ حملے میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔

24 جنوری: بونی اور نفتری شہر کے درمیان فوجی گاڑی کو مائن بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔

اسی دن بونی شہر میں گشت کرنے والی ایک اور گاڑی کو نشانہ بنایا گیا۔ حملے میں گاڑی مکمل تباہ ہوئی البتہ جانی نقصان کے متعلق تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔

25 جنوری: موپٹی صوبہ میں ٹمبکٹو اور ڈونٹزا کے درمیان ہائی وے پر غاصب منصومہ فورسز پر مائن بم حملہ کیا گیا۔ حملے میں سری لنکا فوج کے دو کمانڈنگ آفیسر ہلاک ہوئے اور کئی اہل کار زخمی ہوئے۔ جماعہ نصرۃ الاسلام والمسلمین کی جانب سے جاری کیے جانے والے بیان میں انہیں تنبیہ کی گئی کہ منصومہ کے امن مشن ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے اور انہیں مالی سے نکل جانا چاہیئے۔ وہ جیسے چاہے مرضی نام بدل لیں لیکن مالی کی آزاد عوام اور مجاہدین انہیں قابض دشمن کے طور پر دیکھتے ہیں، وہ فرانسیسی قابضین کی ہی دوسری شکلیں ہیں جو ہماری زمینوں پر ناجائز قبضہ کرتے ہیں۔ انہیں ٹارگٹ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جائے گا یہاں تک کہ فرانسیسی افواج اور قابض صلیبی ان زمینوں سے نکل جائیں۔

28 جنوری: سائے اور باد کے درمیان ہائی وے پر فوجی گاڑی کو مائن بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ گاڑی مکمل تباہ ہوئی جبکہ 5 اہل کار ہلاک اور ایک شدید زخمی ہوا۔

29 جنوری: بشر گاؤں سے 160 کلومیٹر کے فاصلے پر ترکانت کے قریب مالی فوج کے ایک کیمپ پر حملہ کیا گیا۔ حملے کی ابتدا تمیم الانصاری نے بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے استشہادی حملے سے کی جس کے بعد باقی بھائیوں نے کیمپ میں داخل ہو کر 40 منٹ تک جنگ کے دوران دشمن کے کئی اہل کاروں کو ہلاک اور زخمی کیا۔

برکینا فاسو:

22 جنوری: جیبو گاؤں میں برکینابی فوج کے ایک اڈے پر مائن بم حملہ کیا گیا جس میں کئی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

24 جنوری: یاغا صوبے میں منصلہ گاؤں میں برکینابی فوج کی ایک چوکی پر حملہ کیا گیا۔ حملے میں ایک گاڑی تباہ ہوئی جبکہ اسلحہ اور 3 موٹر سائیکل غنیمت ہوئیں۔

28 جنوری: صوم صوبے میں نصومبو میں برکینابی کی اینٹی ٹیرر فورس کی یونٹ پر حملے میں ہیڈ کوارٹر پر کنٹرول حاصل کر لیا گیا 4 اہل کار ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ اس کے علاوہ 1 عدد گاڑی، 5 موٹر سائیکل، پی کے مشین گن، آر پی جی لانچرز، پسٹل اور دوسرا سامان غنیمت ہوا۔

30 جنوری: کومینیگا صوبے میں کومینگا میں برکینابی فوج کے مرکز پر حملہ کیا گیا حملے میں کم از کم دس اہل کار ہلاک ہوئے۔ 2 فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں اور دو کاریں اور اسلحہ غنیمت ہوا۔ کارروائی کے بعد مجاہدین بحفاظت اپنے مرکز پر لوٹ آئے۔

☆☆☆☆☆

"نام کا معاملہ اہم ہے بھی نہیں۔ اللہ کے راستے میں حق کی نصرت، قتال فی سبیل اللہ کے لیے طواغیت کے اثر سے 'آزاد' ہو کر جو بھی نکلے گا، اسے کوئی بھی نام دے دیا جائے وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہو گا، طائفہ منصورہ ہو گا۔ اس طائفہ منصورہ میں فکری وحدت کے ساتھ ساتھ، عملی اور حرکی اعتبار سے بھی قربت پیدا ہو جائے تو معاملہ گویا 'نور علیٰ نور' ہو جائے گا"۔

شیخ احسن عزیز شہید رحمہ اللہ

جن سے وعدہ ہے مر کر بھی جو نہ مریں....

خالد قیمتی... جس کی قیمت اُس کا ربّ ہی جانتا ہے!

داؤد غوری

ہمارے محبوب بھائی داؤد غوری (اللہ ہمیں اور انہیں حق پر استقامت دے، آمین) نے اپنے دل کے احساسات اپنے قریبی دوست کی شہادت پر قلم بند کر رکھے تھے۔ زیرِ نظر مضمون ان کی انہی احساسات پر مبنی تحریر کے جذبات میں ڈوبے چند اقتباسات ہیں۔ ان کے اس جگری دوست کا نام یاسر مرزا تھا اور میدانِ جہاد ان کو خالد قیمتی کے نام سے جانتا ہے۔ بھائی یاسر مرزا رحمہ اللہ کا تعلق راولپنڈی سے تھا۔ وہ شہید مجاہد قائد اور مؤرخِ جہاد و ملت ڈاکٹر محمد سربلند زبیر خان کے رشتہ دار تھے۔ یاسر مرزا رحمہ اللہ نے سنہ ۲۰۱۳ء میں میدانِ جہاد کا رخ کیا اور ۲۰۱۷ء میں لیلائے شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ اللہ پاک ان کی شہادت کو قبول فرمائیں، آمین۔ (ادارہ)

آج خالد کو شہید ہوئے تقریباً دو ماہ اور کچھ دن اوپر ہو چکے ہیں۔ لیکن دل کی حالت یہ ہے کہ ابھی تک غم سے پھٹے جا رہا ہے۔ شاید میدانِ جہاد میں کم ہی کسی کی شہادت پہ میں اتنا رویا ہوں گا، جتنا یاسرؒ کی۔ وہ میرے بہترین دوستوں میں سے تھا۔ اور شاید مصعب رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد میری صحیح طرح کسی سے دوستی ہوئی تو خالد سے...رحمہ اللہ (فاروق بھائی رحمہ اللہ سے بھی بہت دوستی تھی لیکن وہ دوستی سے زیادہ 'استاد اور شاگرد' کا تعلق تھا)۔

واللہ! جب میں خالد سے رخصت ہو رہا تھا تو مجھے بالکل یقین نہیں تھا کہ میرا یہ محبوب بھائی تقریباً ایک گھنٹے بعد اس دنیا میں مجھ سے بچھڑ جائے گا۔ لیکن جب ہم ایک دوسرے سے آخری مرتبہ گلے ملے تو اس نے کافی دیر تک مجھے سینے سے لگائے رکھا۔ پھر انتہائی محبت بھری نظروں سے مجھے کافی دیر تک دیکھ کر زیرِ لب مسکراتا رہا۔ اس کے اس طرح دیکھنے پر مجھے اس وقت بھی حیرت ہوئی تھی، شاید اس کو الہام ہو گیا تھا کہ وہ شہید ہونے والا ہے، واللہ اعلم۔

۲۲ رجب ۱۴۳۸ھ بروز بدھ بمطابق ۱۹ اپریل ۲۰۱۷ء۔ عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد پکتیکا کے ضلع 'خوش آمند' کے علاقے 'گواشتہ' میں یاسر رحمہ اللہ کی گاڑی پر امریکی ڈرون طیاروں نے میزائل داغے۔ خالد رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ اس بمباری میں ہمارے چھ محبوب بھائی اور بھی شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام شہداء کو اپنی بارگاہ میں قبول کر لے۔ شاید میں نے آج تک کسی ایک بمباری میں اتنے قیمتی اور قابل ساتھیوں کا اکٹھے شہید ہونا نہیں دیکھا۔ خالد کے ساتھ شہید ہونے والوں میں مجاہدین کے ہر دل عزیز جانان درویش[42] بھائی بھی شامل تھے۔ ان کے علاوہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے شاگردِ خاص مولانا یحیٰی داوڑ رحمہ اللہ بھی شامل تھے (آپ کے چھوٹے تین سگے بھائی پہلے ہی شہید ہو چکے ہیں)۔ اس کے علاوہ کماندان خطاب منصور رحمہ اللہ کے بڑے بھائی فیصل بھائی بھی شہید ہو گئے (جو کہ سابقہ فوجی تھے، اور وانا آپریشن ۲۰۰۴ء کے موقع پر فوج سے استعفیٰ دے کے قافلۂ جہاد کے راہی بنے تھے)۔ یہ تمام ہی ساتھی امت کے عظیم ہیروز تھے۔ تمام ہی اپنی صلاحیتوں، اخلاق اور دین کے لیے فداکاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ یہ سب شجرِ اسلام کے وہ پکے ہوئے پھل تھے جن کو ان کے لگانے والے نے خود ہی پسند کر کے اتار لیا۔ نحسبهم كذالک والله حسيبهم ولا نزكي على الله أحداً۔

خالد کی شہادت سے پہلے ہم تقریباً دس دن سے اکٹھے تھے۔ سارا دن ہم پکتیکا کے علاقے میں خندق کھودتے تھے۔ ساتھ ساتھ امریکی غلام افغان ملی فوج پر کارروائیوں کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ خالد کی شہادت سے ایک دن پہلے ہم دونوں ایک ہی موٹر سائیکل پر بیٹھ کر کارروائی کے لیے بھی گئے تھے لیکن دشمن پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔ کارروائی کی نوعیت یہ تھی کہ ملّی فوج نے مجاہدین کے ایک مفتوحہ علاقے کی طرف پیش قدمی کی تھی۔ لیکن جب ان امریکی غلاموں کو مجاہدین کے جواب کے لیے آنے کی خبر ملی تو اپنا منصوبہ ادھورا چھوڑ کر ہی بھاگ گئے۔ اس کارروائی میں یاسرؒ ہم پاکستانی ساتھیوں کا امیر تھا۔ اس سے دو دن پہلے وہ سنائپر کی کارروائی پر گیا تھا۔ پورا دن ایک چٹیل چٹان پر بغیر کسی اچھی اوٹ کے، اسلام کے غداروں کے تعاقب میں بیٹھا رہا تھا۔ شام تک دشمنانِ دین پر اس نے تین فائر کیے۔ ایک اللہ کے دشمن کو قتل اور دو کو زخمی کیا، وللہ الحمد۔ کارروائی سے پہلے کارروائی کی ویڈیو بنانے کے لیے میں نے اس کو کیمرہ دیا تھا۔ واپسی پر میں نے پوچھا کہ ویڈیو بنائی؟!! تو اس نے کہا کہ "داؤد بھائی میں پہاڑ پر بالکل اکیلا تھا اور دشمن اتنا قریب تھا کہ ادھر اتنی جگہ نہیں تھی کہ میں ہل جل کر کیمرہ سیٹ کر سکوں"۔ سبحان اللہ!

اللہ کی راہ میں یہ تمام محنتیں وہ بیماری اور بخار کی حالت میں کر رہا تھا۔ دراصل شہادت سے تقریباً ہفتہ پہلے خندق کھودتے وقت ایک پتھر اس کے پاؤں پر لگ گیا تھا جس سے اس کو پاؤں پر زخم لگ گیا تھا۔ لیکن ہر فن مولا خالد نے خود ہی اپنے زخم پر ایک خاص انداز سے ٹانکے لگائے (جس کا طریقہ اس نے survival کے کسی مینول میں پڑھا تھا)۔ غالباً اسی زخم سے اس کو بخار ہو گیا تھا۔

---

[42] ان کا اصل نام عبدالناصر قریشی تھا

کئی دنوں سے خالد رحمہ اللہ اور جانان رحمہ اللہ شمالی وزیرستان کی تشکیل پر جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ وہاں جاکر انہوں نے پاکستانی فوج کے خلاف کارروائیوں کے سلسلے کو منظم کرنا تھا۔ اور ان دونوں کی روانگی کی خبر کی وجہ سے سارے ساتھی ہی اداس تھے۔ شہادت سے دو یا تین راتیں پہلے ہم دونوں ایک ہی جگہ پر سوئے تھے۔ سوئے کیا تھے! رات ڈھائی بجے تک باتیں کرتے رہے تھے۔

پھر آخری رات ہم نے جانان اور خالد رحمہما اللہ کے اعزاز میں ترانوں کی محفل بھی کی، (کیونکہ صبح ان لوگوں کی وزیرستان کے لیے روانگی تھی)۔ خالد تو تھکاوٹ کی وجہ سے عشاء کے ساتھ ہی سو گیا۔ پر جانان رحمہ اللہ ہمارے ساتھ بیٹھا رہا۔ لیکن پوری شغل کی محفل میں وہ چھت کی طرف گھور کر مسکراتا رہا۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اس کو ہماری اس گپ شپ سے کوئی شغف نہیں ہے، بلکہ وہ کہیں اور کی گپ شپ کا سوچ رہا ہے (جس پر ہم سب ہی بہت حیران تھے)۔ مولانا یحییٰ رحمہ اللہ بھی ہمارے ساتھ محفل میں شریک تھے۔ لیکن ہمارے شدید اصرار کے باوجود بھی انہوں نے کچھ نہیں سنایا۔ آخری رات بھی میں اور جانان رحمہ اللہ ایک ہی جگہ سوئے۔ سوتے وقت مجھ سے کہنے لگا کہ ''میں وزیرستان جاکر اپنا نام سعد رکھوں گا۔ کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اُحد میں اتنے اچھے تیر چلائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ کہا تھا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں!''۔

صبح ناشتہ پکانے کے لیے میں اور خالد کچن میں گھس گئے۔ خالد نے نہایت ہی مزے دار ''مکھڈی حلوہ'' پکایا (جو اس نے ڈیرہ اسماعیل خان کے ساتھیوں سے سیکھا تھا) اور میں نے چائے۔ ناشتے کے بعد میں کچھ سامان وغیرہ شفٹ کرنے کے لیے ڈاٹسن[43] لے کر چلا گیا۔ جبکہ دیگر ساتھی وزیرستان جانے والے ساتھیوں کی دعوت کرنے کے لیے بکرا کاٹ رہے تھے۔ ظہر کے وقت میں جب واپس آیا تو خالد، جانان اور دیگر جانے والے ساتھی نہا دھو کر تیار ہو چکے تھے، اور ڈاٹسن کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ تمام ساتھی آج پہلے سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت نظر آرہے تھے، خصوصاً خالد اور جانان۔ حتیٰ کہ مجھے یاد ہے کہ میں نے جانان کو دو تین مرتبہ کہا کہ ''نن خو جانانہ ڈیر چم چم کیے'' (آج تو جانان تم بہت چمک رہے ہو)۔ ظہر کی نماز کے بعد ان کی روانگی تھی۔ نماز کے بعد تمام ساتھی خندق کے باہر درختوں کے نیچے بیٹھ کر شین چائے پینے لگے۔

مجھے تشکیل پر جانے والے ساتھیوں کی وصیتیں ریکارڈ کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔ میں نے خندق میں جاکر کیمرے کو چارج پر لگایا۔ اور دوسرا کیمرہ لے کر میں ساتھیوں کے پاس آگیا۔ خالد خندق کے قریب ہی کھڑا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ ۱۰ منٹ بعد چارج والا کیمرہ لے کر درختوں میں آجانا، آپ کی اور جانان بھائی کی وصیت ریکارڈ کرنی ہے۔ یہ کہہ کر میں جانان بھائی کے پاس آیا اور ان کو لے کر تھوڑا دور درختوں میں بیٹھ گیا۔ اور ان سے وصیت میں کہنے والے جملوں پر بات چیت شروع ہوگئی۔ ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ فضا میں ایک ڈرون طیارے نے انتہائی چھوٹے دائرے کی نیچی پرواز کرنا شروع کر دی۔ میں نے سوچا کہ چلو ایک کیمرہ ہے اسی سے جلدی جلدی ریکارڈنگ شروع کر دیتا ہوں۔ لیکن وہ کیمرہ سائز میں تھوڑا بڑا تھا (اور درخت بھی چھوٹا سا تھا) اس لیے ڈرون کی موجودگی میں کیمرہ نہیں نکالا۔ تھوڑی دیر بعد خالد بھی درختوں کی آڑ لیتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ اور کہنے لگا کہ ڈرون سر پر ہے اس لیے میں خندق کے منہ کے قریب نہیں گیا۔ خیر ہم تینوں وہیں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک ڈرون طیارے کا اور بھی اضافہ ہو گیا۔ اب ہماری بھی خطرے کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئیں۔ حافظ صہیب غوری حفظہ اللہ بھی تھوڑا دور ایک اور درخت کے نیچے ایک ساتھی سے ملاقات کر رہے تھے۔ انہوں نے اونچی آواز میں کہا کہ تمام ساتھی تقسیم ہو جائیں۔ اور تشکیل پر جانے والے ساتھی بھی فوراً یہاں سے نکل جائیں۔ یہ سن کر میں اور خالد خندق میں آئے اور اپنا اسلحہ اٹھانا شروع کر دیا۔ اس دوران میں نے شاید اس کو یہی کہا تھا کہ ''خیر ہے آپ اتنی جلدی شہید نہیں ہونے والے، کیمرہ آپ کے اپنے پاس بھی موجود ہے، وزیرستان پہنچ کر خود ہی اپنی ریکارڈنگ کر کے بھجوا دیجیے گا''۔ یہ سن کر وہ مسکرانے لگا (مجھے کیا پتہ تھا کہ وہ اب چند ساعتوں کا مہمان ہے)۔

پھر ہم گلے ملے اور آخری بات جو مجھے یاد ہے میں نے اس کو کہی کہ ''کوشش کیجیے گا کہ پاکستانی فوجیوں کو مارنے کی بجائے گرفتار کرنے کا کوئی طریقہ بنے، ان شاء اللہ ہمارے قیدیوں کی رہائی کے لیے بہت فائدہ ہو گا''۔ اور وہ انتہائی پر عزم انداز میں سر ہلانے لگا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ کر کے دیگر ساتھی موٹر سائیکلوں پر نکل گئے۔ حافظ صہیب غوری بھائی حفظہ اللہ نے تشکیل پر جانے والے ساتھیوں کو بھی یہی کہا کہ کوشش کریں کہ ڈرائیور کے علاوہ باقی ساتھی پیدل ہی جائیں اور مرکز سے تھوڑا دور جاکر گاڑی میں سوار ہوں۔ اور ڈرون اگر اسی طرح رہے تو گاڑی کسی گاؤں (کلی) میں روک کر ساتھی آج رات تقسیم ہو کر ہی رہیں۔ دراصل افغانستان میں وزیرستان کے برخلاف امریکیوں کی ڈرون حملے کرنے کی عادت نہیں ہے۔ یہ خبثاء صرف رات میں ہی چھاپے مارتے ہیں۔ لیکن شاید

---

43 Toyota Hilux Double Cabin

ڈونلڈ ٹرمپ کے بعد سے امریکہ نے افغانستان میں بھی وزیرستان والی پالیسی اپنانا چاہی، واللہ اعلم۔ ان شہداء ساتھیوں کے طے شدہ سفر میں پوری رات، ہندی نامی طویل اور ویران پہاڑی سلسلے کو عبور کرنے میں گزرنی تھی، اور وہاں مقامی آبادیوں کے نہ ہونے کے سبب، وہاں امریکیوں کے چھاپے کا زیادہ خطرہ تھا۔ اس لیے حافظ صہیب غوری بھائی نے ان کو یہی کہا کہ اِدھر قریب ہی کی مقامی آبادیوں میں منتشر ہو کر رات گزاریے گا۔

خیر یہ ٦ ساتھی مرکز سے نکل گئے۔ میرے خیال میں انہوں نے تھوڑا دور جا کر گاڑی روک کر ڈرون کی آواز سنی ہو گی ، اور وہ انہیں اپنے بجائے مرکز کے اوپر ہی معلوم ہوا ہو گا، جس کے سبب انہوں نے گاڑی میں بیٹھ کر اپنا سفر جاری رکھا، قدر اللہ وماشاء فعل۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد گواشتہ نامی علاقے کے قریب (یہ علاقہ صوبہ پکتیکا کا وہ کونا ہے جو غزنی سے ملتا ہے) انہوں نے ایک گاؤں میں رک کر عصر کی نماز پڑھی۔ مقامی لوگوں کے مطابق انہوں نے اس گاڑی والوں کو کہا کہ ڈرون تم لوگوں کے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ جس کو سن کر شاید انہوں نے قریبی کسی گاؤں ہی میں رات گزارنے کا فیصلہ کیا، اور اس گاؤں سے نکل گئے۔ چند منٹ چل کر غالباً انہوں نے گاڑی سے اترنے کا فیصلہ کیا یا واپس اسی گاؤں کی طرف جانے کا فیصلہ کیا، البتہ موڑ کاٹتے وقت ہی ڈرون طیاروں نے گاڑی پر میزائل داغے۔ جس سے خالد سمیت تمام ٦ ساتھی شہید ہو گئے۔

انا لله وانا اليه راجعون۔قدر الله وما شاء فعل۔إِنَّ لِلّٰهِ ما أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطىٰ وَكُلٌّ إِلىٰ أَجَل مُسَمّىٰ فلتصبر ولتحتسب

"بے شک اللہ ہی کے لیے ہے جو اس نے لیا اور اسی کے لیے ہی جو اس نے دیا اور ہر چیز کا وقت مقرر ہے پس صبر کرو اور اجر کی امید رکھو"۔

یہ جملے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے کی وفات پر کہے تھے

"إِنَّ العَيْنَ تَدْمَعُ، والقَلْبَ يَحْزَنُ، ولا نَقولُ إلا ما يُرضِي رَبَّنا، وإِنَّا بِفِراقِكَ يا إبراهيمُ لَمَحزُونون"۔

"بے شک آنکھ روتی ہے، اور دل غم زدہ ہوتا ہے، اور ہم اس کے علاوہ کچھ نہیں کہتے کہ جس سے ہمارا رب راضی ہو، اور بے شک اے ابراہیم ہم تیری جدائی پر غمزدہ ہیں"۔

یہ جملے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کی وفات پر کہے۔

یاسر رحمہ اللہ کی شہادت پر ان شاء اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ ہم سب کے لیے بھی تسلی کا باعث ہیں۔

«صَبْرًا يَا آلَ يَاسِرٍ، فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ۔»

"اے یاسرؓ کی آل صبر سے رہو، تمہارا ٹھکانہ جنت ہے"۔

اور یقیناً جب خالد کے والدین نے اپنے جگر گوشے کا نام یاسر رکھا ہو گا، تو انہوں نے اسی فضیلت کی پیشِ نظر رکھا ہو گا کہ حضرت یاسرؓ اسلام کے پہلے شہید تھے۔ یقیناً یہ یاسر کے اہل خانہ کے لیے اور دیگر پورے خاندان کے لیے یہ ایک عظیم مرتبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کے اتنے زیادہ افراد کو شہادت کے لیے چنا، یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے۔ ارقم، ڈاکٹر محمد سربلند زبیر خان (استاد ابو خالد)، میجر عادل عبد القدوس (عمران)، عزیر و سلیمان (ابو خالد بھائی کے بیٹے) اور اب یاسر رحمہم اللہ اجمعین۔ یقیناً ان کا خاندان، مجاہدین اور پوری امت ان ابطال پر فخر کر سکتی ہے۔ یہ سب اپنے مقاصد میں کامیاب ہو چکے ہیں (ان شاء اللہ)۔ دنیا اپنے لیے روشن مستقبل کے خواب دیکھتی ہے جب کہ ہمارے یہ پیارے اپنے ان خوابوں کی تعبیریں جنت میں پا چکے ہیں۔ نحسبهم كذالك والله حسيبهم ولا نزكي على الله احداً۔

شہید یاسر رحمہ اللہ کی گاڑی پر ڈرون حملہ کرنے کے کچھ دنوں بعد جس مرکز اور خندق کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے، اس پر بھی امریکہ نے بمباری کر دی (غالباً Mother of All Bombs جیسی ہی کوئی چیز برسائی تھی، جس سے وہ پورا پہاڑ ختم ہو گیا)۔ لیکن الحمد للہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا کیونکہ ساتھیوں نے اُسی وقت وہ جگہ خالی کر دی تھی۔ الحمد للہ۔

سرزمین جہاد میں جو میرا تھوڑا بہت وقت یاسر رحمہ اللہ کے ساتھ گزرا اس کی چھوٹی سی جھلک میں نذرِ قارئین کرنا چاہوں گا۔

میں نے اپنی زندگی میں اتنے بلند اخلاق کے مالک شاید کم ہی لوگ دیکھے ہوں گے، جتنا عالی اخلاق کے مرتبے پر میں نے خالد کو فائز دیکھا۔ واللہ! وہ اپنی خوشیوں کو قربان کر کے دوسروں کو خوشیاں دینے والا تھا۔ ایثار و قربانی کے جذبے سے معمور تھا۔ جب بھی کسی کو کسی چیز کی حاجت ہوتی وہ سب پہلے اپنے آپ کو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے پیش کرتا۔ میں نے کئی مرتبہ اس کا مشاہدہ کیا کہ دستر خوان پر جب کسی ساتھی کو نمک، پانی، چمچ غرض کسی چیز کی بھی ضرورت ہوتی تو سب سے پہلے خالد اٹھتا۔ ایک مرتبہ ہم پکتیکا کے علاقے میں ایک مسجد میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ شاید ہم مسجد میں دوپہر کے ایسے وقت میں پہنچے تھے کہ محلے کے اکثر لوگ سو چکے تھے۔ اس لیے کھانا بہت تھوڑا سا آیا۔ ہم کل دس ساتھی تھے۔ ابھی ہم کھانا کھانے بیٹھے ہی تھے کہ باہر تیز بارش شروع ہو گئی۔ باقی تو تمام ساتھیوں کے موٹر سائیکل مسجد کے چھت والے برآمدے کے اندر کھڑے تھے لیکن میرا موٹر سائیکل کھلی فضا میں کھڑا تھا۔ کھانے کے دوران مجھے ایک ساتھی نے یاد دلایا کہ " داؤد بھائی آپ کا موٹر سائکل باہر کھڑا ہے، گیلا ہو جائے گا"۔ ابھی اس ساتھی کا

جملہ پورا نہیں ہو پایا تھا کہ خالد کھانا چھوڑ کر دوڑ پڑا۔ میں نے اس کو جا کر پکڑا کہ بھئی آپ تو کھانا کھائیں، یہ میرا کام ہے میں خود کروں گا۔ لیکن وہ کسی صورت نہیں مانا اور میرے ساتھ ہی موٹر سائکل ایک اچھی جگہ کھڑا کروا کے آیا۔ اس کے علاوہ بھی ہر چھوٹے بڑے معاملے میں، مَیں نے اسے قربانی دینے والا پایا۔ قربانی کے ساتھ ساتھ میں نے اسے انتہائی مؤدب پایا۔ میں نے کئی مرتبہ یہ نوٹ کیا کہ اسے جس بھی مرکز میں بھیج دو، تو وہاں تمام ساتھیوں کے معاملات بدل جاتے ہیں۔ پورے ماحول میں ایک تبدیلی واقع ہو جاتی ہے، ایک دوسرے کی خدمت اور محبت کی فضا بن جاتی ہے۔ یقیناً خالد جیسے لوگ ہی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے لوگ آپس میں جڑتے ہیں۔ اور یقیناً یہ تمام اخلاق گھر کی تربیت کا نتیجہ ہوتے ہیں، ماشاءاللہ۔

اس کے علاوہ مجاہد ساتھیوں کی خدمت اور بے مثال خدمت کرنا اس کا شعار تھا۔ مجھے نہیں یاد کہ کسی جگہ پر خالد موجود ہو اور وہاں کسی نے خالد کے بغیر کھانا پکایا ہو۔ اگر وہ کسی ساتھی کے شدید اصرار پر کھانا نہیں بھی پکاتا تھا تو آٹا گوندھنے سے لے کر لکڑیاں اور پانی لے کر آنے کا سارا کام وہی کرتا۔

خالد کی عین شہادت کے وقت کا واقعہ آپ کی خدمت میں لکھتا ہوں۔ جب یہ لوگ مرکز سے گاڑی پر روانہ ہوئے، تو راستے میں انہیں ایک افغانی مجاہد انصار ملا۔ ہمارے پاکستانی ساتھیوں میں سے جو ساتھی موٹر سائیکلوں پر مرکز سے نکلے تھے ان میں سے کچھ ساتھی اسی مجاہد کے گھر چلے گئے تھے۔ مغرب کی اذان کے وقت یہ انصار اپنے کمرے سے مخابرہ (وائرلیس سیٹ) پکڑے ہوئے بھاگتا ہوا ان ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم لوگوں کی سفید ڈاٹسن پر ڈرون نے میزائل داغے ہیں اور اس میں موجود تمام ساتھی شہید ہو گئے ہیں۔ تمام ساتھی بالکل غیر یقینی سے انداز میں اسے دیکھنے لگے۔ ایک ساتھی نے دل کو تسلی دینے کے لیے کہا کہ نہیں، شاید خالد بچ گیا ہو۔ اس نے کہا کہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ بچا ہو، وہ ضرور شہید ہو گیا ہو گا۔ پھر کہنے لگا کہ ''ابھی عصر کی نماز سے پہلے میں موٹر سائیکل پر آرہا تھا اور میری ان سے راستے میں ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم وزیرستان کی طرف جا رہے ہیں۔ تو میں نے ان سے کہا کہ وزیرستان میں جعبے (گرنیڈ اور کلاشن کوف کے میگزین رکھنے کے پاؤچ یا کمر بند) بہت اچھے بنتے ہیں، اگر کبھی واپس آؤ تو میرے لیے بھی ایک جعبہ لے آنا۔ یہ سننا تھا کہ خالد فوراً گاڑی کی سیٹ سے نیچے اترا اور گاڑی کی پچھلی طرف سے ایک بوری نکالی۔ اپنے جعبے کے سارے گرنیڈ اور میگزین اس نے بوری میں ڈال دیے۔ اور وہ جعبہ اتار کر مجھے تحفہ دے دیا کہ پتہ نہیں ہم کب آتے ہیں۔ تمہیں اچھے جعبے کی ضرورت ہے تم یہ لے لو میں وہاں جا کر اپنے لیے خرید لوں گا۔ (یاد رہے کہ وزیرستان پہنچنے میں ان کو ابھی چار دن کا سفر باقی تھا) پھر وہ لوگ گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے''۔ مقامی انصار یہ واقعہ سنا کر کہنے لگا کہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خالد شہید نہ ہوا ہو، ایسے اعمال شہادت کے وقت ہی کسی انسان کے ہو سکتے ہیں!!

میں نے خالد کو انتہائی درجے کا بہادر اور کارروائیوں کے لیے آگے بڑھنا والا اور عسکری علوم و فنون کا ماہر پایا۔ پچھلے سال اپریل کی بات ہے (۲۰۱۶ء)، میں اور خالد صوبۂ غزنی کے علاقے ناوا میں تھے۔ ان دنوں رات میں امریکی چھاپوں کا بہت زیادہ خطرہ تھا۔ ایک رات ہم عشاء کی نماز کے بعد کے اذکار میں مصروف تھے، کہ قریب پڑے مخابرے پر طالبان نے آوازیں دینا شروع کر دیں، کہ ''دو امریکی چینوک ہیلی کاپٹر غزنی شہر کی طرف سے ناوا کی طرف آرہے ہیں''۔ امیر صاحب نے ہم سب ساتھیوں کو تقسیم ہو جانے کا کہا اور میرا اور خالد کا اکٹھے جانا طے پایا۔ ہم سب نے اپنا اپنا اسلحہ اٹھایا اور مرکز سے باہر نکل گئے۔ اب میں موٹر سائیکل پر بیٹھ کر خالد کا انتظار کر رہا ہوں اور خالد صاحب اندر کسی کام میں مصروف ہیں۔ میں نے اندر جا کر اس کو زور سے آواز دی کہ جلدی آئیں دیر ہو رہی ہے۔ اس نے کہا کہ بھئی مرکز میں پڑا راکٹ لانچر (آر پی جی ۷) کسی ساتھی نے نہیں اٹھایا۔ میں وہ بھی لے کر آتا ہوں، اگر امریکی آگئے تو شہادت سے پہلے لمبی جنگ کر سکیں گے۔ خیر ہم موٹر سائیکل پر بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ ہمیں امیر صاحب نے قریب کسی گاؤں میں رات گزارنے کا کہا تھا۔ تھوڑی دور جا کر ایک بالکل چٹیل اور ہر قسم کی جھاڑیوں سے خالی پہاڑ نظر آیا تو خالد نے کہنا شروع کر دیا کہ ''داؤد بھائی مجھے ادھر اکیلا اتار دیں۔ میں رات اسی پہاڑ کے اوپر بیٹھ کر گزاروں گا۔ اگر ہیلی کاپٹر مجھے نظر آئے تو ان کو راکٹ سے نشانہ بناؤں گا۔ اگر ان کو راکٹ نہ بھی لگا تو لازماً وہ مجھے نشانہ بنائیں گے، یا میرے اوپر ہی چھاپہ ماردیں گے۔ اس طرح میں فدائی حملہ کر کے، اُن ساتھیوں کی... جہاں یہ ہیلی کاپٹر جا رہے ہوں گے... جان بچا لوں گا''۔ میں نے کہا کہ ''بھئی! اتنے بڑے فیصلے کا اختیار مجھے نہیں ہے اور نہ ہی مجھے اس کی اجازت ہے۔ چلیں ہم دونوں کسی باغ میں جا کر رات گزارتے ہیں۔ وہاں بھی جنگ اچھی طرح ہو سکتی ہے''۔ خیر چار و ناچار خالد بے چارہ مان گیا۔ ہم ایک باداموں کے باغ میں چلے گئے۔ موٹر سائیکل کو ہم نے لِٹا کر جھاڑیوں اور درختوں میں چھپا دیا۔ خود ہم درختوں کے نیچے آکر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد خالد کہیں چلا گیا اور کافی دیر بعد کچھ سبز جھاڑیاں لے کر واپس آیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا کہ ''داؤد بھائی ایسا کرتے ہیں کہ ان جھاڑیوں کو اپنے اوپر باندھ لیتے ہیں، اس طرح اچھی طرح کیموفلاج ہو جائے گا''۔ پھر مجھے بتانے لگا کہ ''میں نے پورے باغ کا اچھی

طرح جائزہ لیا ہے، اس سے متصل پہاڑ کا بھی جائزہ لیا ہے۔ اگر امریکیوں نے ہمارے اوپر چھاپہ مارا تو وہ لازماً سامنے والے پہاڑ پر ہیلی کاپٹر اتاریں گے۔ اور میرے خیال میں ہمارے لیے سب سے اچھی جگہ یہی ہے جہاں ہم ابھی بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ یہاں سے ہم آسانی سے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا سکیں گے"۔ خیر ہم کافی دیر تک باتیں کرتے رہے اور ساتھ ساتھ مخابرے کی باتوں کی طرف بھی کان لگائے رکھے۔ امریکی ہیلی کاپڑ ہم سے تھوڑا دور ایک اور گاؤں پر کافی دیر تک چکر لگاتے رہے اور پھر واپس چلے گئے۔ دراصل امریکی، ایسی حرکتیں عوام پر اپنا خوف بٹھانے کے لیے کرتے ہیں۔ خیر ہم نے پوری رات احتیاطاً اسی باغ میں رہنے کا فیصلہ کیا۔ سردی کی وجہ سے موٹر سائیکل پر بندھا کمبل ہم نے اتار کر اپنے اوپر ڈالا ہوا تھا ہوا تھا۔ آہستہ آہستہ ہم دونوں کو نیند آنا شروع ہوگئی۔ لیٹ تو ہم اسی کمبل میں گئے لیکن نیند کیا آتی پوری رات ہم نے ٹھٹھرتے ٹھٹھرتے گزار دی۔ وہ رات میری جہادی زندگی کی یادگار راتوں میں سے ایک ہے۔

جس جگہ پر خالد شہید ہوا ہے، اسی جگہ سے تقریباً ۱۵ منٹ کی مسافت پر ایک اور جگہ پر پچھلی عید الاضحیٰ کے دوسرے دن ہم کافی زیادہ ساتھی جمع تھے۔ دنبے کے تکے کھانے کے بعد ہم نے نشانہ بازی کی مشق کی۔ اس کے بعد ایک مختصر سی ترانوں کی محفل ہوئی جس میں خالد رحمہ اللہ نے بھی ایک ترانہ سنایا۔ اسی پہاڑ کے دامن میں ہم عصر کی نماز کی ادائیگی میں مصروف تھے، کہ اچانک فضا میں تین یا چار ڈرون طیارے میزائلوں سے لدے پھندے نمودار ہوگئے اور عین جس پہاڑ پر ہم موجود تھے اس کے اوپر چکر لگانے لگے۔ (غالباً دشمن کو ہم لوگوں کی جاسوسی ہوگئی تھی)۔ امیر صاحب نے فوراً ساتھیوں کو منتشر ہو جانے کا حکم دیا۔ اس دفعہ بھی میں اور خالد اکٹھے ہی موٹر سائیکل پر نکلے۔ عصر سے لے کر عشاء تک ہم موٹر سائیکل پر دور سے دور جاتے رہے، یہاں تک کہ ہم پکتیکا سے نکل کر صوبۂ غزنی میں آ گئے۔ عشاء کے وقت تھک ہار کر جب ہم نے ایک گاؤں میں موٹر سائیکل روکا، تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ ڈرون ہمارے پیچھے یہاں تک نہیں آیا۔ ہم اسی کلی (گاؤں) میں ہی سو گئے۔ اسی رات قندھار کے قریب زابل کے علاقے میں محترم اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ پر چھاپہ پڑا اور وہ اس میں شہید ہو گئے۔ غالباً دشمن کا ارادہ پکتیکا اور زابل دونوں میں ایک ہی دن میں القاعدہ برصغیر کے ساتھیوں کو نشانہ بنانے کا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اپنے کام ہوتے ہیں۔ اس نے جس کو جس وقت پر شہادت دینا ہوتی ہے، اسی وقت اس کو ملتی ہے۔ کبھی آگے پیچھے، دائیں بائیں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس روز ہمیں بچا لیا اور اسامہ ابراہیم بھائی رحمہ اللہ کو شہادت سے سرفراز فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے بھی شہادت سے محروم نہ کرے۔

اس کے علاوہ بھی کئی شدت کے لمحوں میں مَیں خالد رحمہ اللہ ساتھ رہا۔ میں نے اسے ان تمام مراحل میں انتہائی ذمہ دار، پرسکون اور سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے والا پایا۔ یہاں میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ خالد تمام ساتھیوں میں ہر فن مولا کے طور پر جانا جاتا تھا۔ اور اس کا مخابرے پر مشہور نام بھی 'قیمتی' تھا۔ یقیناً وہ اپنے نام پر بھی پورا اترتا تھا۔ علاج معالجے کا معاملہ ہو یا کھانا پکانے کا، عسکری پیچیدہ علوم ہوں یا تعمیر و ترقی کا، مختلف جڑی بوٹیوں کا علم ہو یا گاڑی، موٹر سائیکل یا اسلحے کی خرابیوں کا علم وہ ان تمام کا استاد تھا۔ اس نے اپنی چار سالہ جہادی زندگی میں بہت سی کارروائیوں میں حصہ لیا۔ اور شاید کم ہی ساتھیوں کو اتنے مختصر وقت میں اتنی زیادہ اور بڑی کامیاب کارروائیوں میں شرکت کا موقع ملتا ہے۔

تقریباً دو سال پہلے پکتیکا اور غزنی کے مابین واقع طویل پہاڑی سلسلے 'ہندی' (غالباً یہ ہندوکش پہاڑوں ہی کا سلسلہ ہے) میں امریکی غلام افغان ملی فوج کے قافلے پر مجاہدین نے بہت زبردست کمین (گھات) لگائی۔ اس کمین میں دشمن کو نقصان پہنچانے کے بنیادی کردار خالد رحمہ اللہ اور ایک اور مجاہد ساتھی تھے۔ آپ دونوں کے پاس ہشتاد دو (RR-82) کا ہتھیار تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کارروائی میں محض آپ دونوں نے دشمن کی چھ ہموی Humvee گاڑیاں تباہ کیں۔ ویسے تو قافلہ ۷۰ گاڑیوں پر مشتمل تھا لیکن گولے ختم ہو جانے کے باعث باقی گاڑیوں کو مجاہدین تباہ نہیں کر سکے (دراصل مجاہدین کے پاس ہشتاد دو کے کُل ۷ گولے تھے جن میں سے ایک نہ چل سکا)۔ الحمدللہ سرکاری افغان ریڈیو کے اپنے اعتراف کے مطابق اس میں ۳۰ فوجی ہلاک ہوئے۔ اس کارروائی کی ویڈیو الامارہ اسٹوڈیو نے نشر کی ہوئی ہے (غالباً 'عمری لشکر ۴' کے نام سے)۔ اس کارروائی میں کل ۱۵ مجاہد ساتھیوں نے شرکت کی۔ جن میں سے ۵ پاکستانی ساتھی تھے۔

اس کے علاوہ صوبۂ پکتیکا کے صدر مقام شیرنہ سے متصل ضلع اومنہ کی فتح میں بھی خالد رحمہ اللہ شریک رہا۔ اس فتح کے موقع پر خالد کو مالِ غنیمت میں سے بھی حصہ ملا تھا۔ افغانستان کے صوبۂ ارزگان میں پچھلے سال ہونے والی فتوحات میں بھی خالد شریک رہا۔ جہاں اس نے دشمن کو بہت بھاری نقصان پہنچایا۔ اُدھر ایک کارروائی میں خالد نے ملی فوج کی گاڑی پر جی۔ ایل (Grenade Launcher) سے گرنیڈ پھینک کر ۳ افغان فوجیوں کو مردار کیا۔ صوبہ ارزگان میں ہی خالد ایک بہت بڑی کارروائی میں شریک ہوا جس میں تقریباً ۱۰۰۰ سے زائد طالبان مجاہدین شریک تھے۔ الحمدللہ اس میں مجاہدین نے افغان فوج کی ائیر بیس کو فتح کیا۔ اس فتح میں مجاہدین کو تقریباً ۳۰ سے زائد ہموی گاڑیاں، ۵۰ ٹرک، بے شمار چھوٹی گاڑیاں، ڈی سی توپیں، اور بے شمار، اربوں کھربوں کا اسلحہ مالِ غنیمت میں ملا۔ الحمدللہ۔ اس فتح میں بھی خالد شریک تھا۔

ہاں یہ بتانا تو میں بھول ہی گیا کہ خالد جنوبی وزیرستان میں محسود کے مقام پر پاکستانی فوج کے خلاف بھی کئی کارروائیوں میں شریک رہا۔ اور صوبۂ ننگرہار کے علاقے جلال آباد میں بھی افغان فوج کے خلاف کئی کارروائیوں میں شریک رہا۔ جہاں داعش کے فتنوں اور مسلمانوں کے خلاف قتل و قتال کی وجہ سے وہ علاقہ چھوڑ کر اسے واپس پکتیکا آنا پڑا تھا، ننگرہار میں داعش کی وجہ سے خالد اور دیگر ساتھیوں کو اپنی جانوں کا شدید خطرہ تھا۔

شہادت سے قبل آخری دنوں میں خالد پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔ محفلوں میں اکثر چپ چاپ بیٹھا رہتا۔ حالانکہ پہلے اس کا یہ معمول نہیں تھا، بلکہ جس موضوع پر بھی گفتگو ہو رہی ہوتی خالدؒ بھی حصہ لیتا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس کو ضرور کچھ نہ کچھ اپنی شہادت کا اندازہ ہو گیا تھا۔

الغرض شہادت سے چند دن پہلے خالد نے حافظ صہیب غوری بھائی کو علیحدگی میں یہ بات کہی (جو انہوں نے مجھے اس کی شہادت کے بعد بتائی)۔ خالد نے انہیں کہا کہ ''آپ جب مرکز میں نہیں تھے تو میں نے آپ کی اجازت کے بغیر ایک کام کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ ''میرا رشتہ جہاں طے ہے، میں وہاں پیغام بھجوا رہا ہوں کہ آپ اپنی بیٹی کی کہیں اور شادی کروا دیں، میں نے شادی نہیں کرنی، میں نے بس شہید ہونا ہے''۔

صہیب بھائی نے یہ سن کر اس کو بہت ڈانٹا کہ تم چھوٹے سے جذباتی لڑکے ہو ایسے بے وقوفوں والے فیصلے نہیں کیا کرو۔ اس نے کہا کہ ''نہیں بھائی یہ بات نہیں ہے کہ میں اُدھر شادی نہیں کرنا چاہتا، یہ تو میں چاہتا ہوں لیکن جب میں نے شہید ہی ہونا ہے تو پھر کیوں بلا وجہ ایک خاتون کی زندگی برباد کی جائے۔ ''صہیب بھائی نے اس کو بہت سمجھایا لیکن وہ صرف اتنی بات پر مان گیا کہ '' آپ کے کہنے کی وجہ سے میں انہیں فی الحال کچھ نہیں لکھتا لیکن مجھے پتہ ہے کہ میں نے شہید ہو جانا ہے۔'' لگتا ایسا ہے کہ شہادت سے قبل شاید دنیا کی ہر فکر سے زیادہ اس کو اور تمام شہداء کو یہ فکر سوار ہو جاتی ہے:

ہمیں جانا ہے کوثر تک

جہاں پر منتظر ہو گا

اس اپنے خانۂ دل کا

کوئی مہماں… کوئی ساقی صلی اللہ علیہ وسلم!

آخر میں بس یہی لکھنا چاہوں گا کہ جہاں ہمیں، مجاہدین کو، اس کے احباء، اعزاء و اقرباء اور رشتہ داروں کو شہادت کا غم ہے وہیں اس بات کا سکون، حوصلہ اور تسلی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی چھوٹی عمر میں ایک تو جہاد کی توفیق دی، پھر اس کے بعد شہادت کے انعام سے نوازا (ان شاء اللہ)۔ ورنہ جہاد کے میدانوں کا رخ کرنے والوں میں بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے جہاد چھوڑ بیٹھتے ہیں، اعاذنا اللہ منہم۔ میں نے جتنے بھی پرانے عرب مشائخ کے ساتھ وقت گزارا (اور ان میں سے بیشتر اب شہید ہو چکے ہیں)، ان کو جب بھی کسی قریبی سے قریبی ساتھی کی شہادت کی خبر سنائی جاتی تو فوراً 'انا للہ' کے بعد 'الحمد للہ' اور اللہ کے شکر کے کلمات ادا کرنا شروع کر دیتے۔ وہ یہ شکر اس لیے ادا کرتے کہ اللہ نے میرے بھائی کو جہاد سے منہ موڑنے سے بچایا، اللہ نے اس کو دنیا سے بچا لیا، فتنوں سے، دشمن کے آگے تسلیم ہونے سے بچا لیا، غرض اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور اس کے اپنی بارگاہ میں قبول کر لیا۔ واللہ اکثر مشائخ کو اس قسم کے موقعوں پر اسی انداز میں گفتگو کرتے دیکھا ہے۔

جہاں تک اپنی بات کروں تو ہم لوگ بھی ایسے موقعوں پر انا للہ پڑھ کر کچھ حوصلے کی باتیں کر لیتے ہیں لیکن اس میں شکر سے زیادہ اپنے دل کو تسلی دینے والی بات زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن میں نے مشائخ کو شہادتوں پر افسوس کرتے بھی دیکھا ہے، لیکن ان کے انداز اور ان کی اس وقت منہ سے نکلنے والی دعاؤں سے لگ رہا ہوتا تھا کہ، انہیں اس بات کی بھی بہت خوشی ہوئی ہے کہ اللہ نے میرے محبوب بھائی کو اپنی زندگی کے آخری سانس تک، ایمان اور جہاد پر قائم رکھا (ان شاء اللہ)۔ کیونکہ انہوں نے اپنی طویل جہادی زندگی میں بہت سے لوگوں کو جہاد سے بے وفائیاں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ شیخ عبد اللہ عزام رحمہ اللہ نے ایک موقع پر شہداء کے حوالے سے فرمایا: [قَلِیلٌ مِن قلیلٍ مِن قلیل] یعنی دنیا میں قلیل لوگ ہی مسلمان ہیں، پھر ان قلیل مسلمانوں میں قلیل ہی جہاد پر نکلنے والے ہیں اور پھر ان جہاد پر نکلنے والوں میں سے قلیل ہی شہید ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور تمام مجاہدوں اور مسلمانوں کو آخری دم تک دین اور جہاد پر قائم و دائم رکھے آمین۔

دراصل یہ دنیا تو عارضی ٹھکانہ ہے، مسافر خانہ ہے۔ اصل زندگی تو جنتوں کی زندگی ہے… شہیدوں کی زندگی ہے۔ یہ دنیا تو کافروں کے مزے کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں ان کافروں کی زندگی کو مردہ کہا ہے:

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ

''وہ مردے ہیں زندہ نہیں، انھیں یہ بھی پتا نہیں کہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟''

اور دوسری طرف شہداء کو (بَلْ أَحْيَاءٌ) کہا ہے۔ (بلکہ وہ زندہ ہیں)۔ اور ان کو مردہ کہنا تو دور کی بات صرف اتنا خیال کرنا بھی اللہ نے منع کر دیا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے یہاں سے رزق دیے جاتے ہیں"۔

آگے اللہ ان کی زندگی کی مزید تفصیل بتاتا ہے کہ

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۰) يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ

" جو کچھ اللہ کا ان پر فضل ہو رہا ہے اس سے وہ بہت خوش ہیں اور ان لوگوں سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ان کے پیچھے ہیں اور ابھی تک (شہید ہو کر) ان سے ملے نہیں، انہیں نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر جو فضل اور انعام ہو رہا ہے اس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ یقیناً مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کا پورا یقین دلایا کہ وہ زندہ ہیں۔ خوشیاں مناتے ہیں، کھانا کھاتے ہیں لیکن ہماری عقلیں کم ہیں اس لیے ہم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔

یہ شہداء ہی اس امت کا ایندھن ہیں۔ انہی کے خون کی برکت سے امت کو خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ کی مدد سے جلد ہی پاکستان کا جہاد بھی فتح یاب ہونے والا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آزمائش کے چند ایام ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس کٹھن مرحلے میں ثابت قدم رکھے اور اس سے منسلک راحتوں کے 'کٹھن تر' دور میں بھی ثابت قدم رکھے۔ ان شاء اللہ جب فتح آئے گی تو اس کی عمارت کی بنا میں ان تمام جواں مردوں کا حصہ ہو گا جنہوں نے اپنے مبارک خون سے اس زمین کی آبیاری کی تھی۔

اس مضمون کے ذریعے میں یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ اصل زندگی یہی زندگی ہے... جہاد اور شہیدوں کی زندگی! جوانوں کے لیے ڈاکٹر ابو خالد بھائی رحمہ اللہ کے عظیم خاندان میں ارقم اور یاسر کی مثالیں موجود ہیں۔ بڑوں اور بزرگوں کے لیے ابو خالد بھائی اور عمران بھائی رحمہ اللہ کی صورت میں نمونہ موجود ہے۔ بچوں کے لیے عزیر و سلیمان کی صورت مثلِ معاذؓ و معوذؓ موجود ہیں۔ اصل جرات، بہادری، گلیمر glamour، فداکاری، جوانی، اخلاق، سخاوت اور سب سے بڑھ کر آخرت میں نجات۔

یہ جہاد اور شہادت کے میدانوں سے حاصل ہوتی ہے۔ ارقم و یاسر بھی اگر چاہتے تو وہ اپنی جوانی کے تمام مزے اس حقیر دنیا میں پورے کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے حقیقی جوانوں کی طرح میدانوں کا رخ کیا۔ ایسے میدانوں کا جہاں گولے بھی پھٹتے ہیں، اور سروں کے اوپر سے گولیاں بھی گزرتی ہیں، ڈرون طیاروں سے خاص خاص لوگ نشانہ بھی بنتے ہیں اور جیٹ کی بمباریوں سے پوری کی پوری آبادیاں ملیامیٹ ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے اللہ نے شہداء کو "مرد" کہا ہے۔ ان شہداء نے یہ حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے انیس بیس، اکیس بائیس سالہ نوجوانوں کے ہاتھوں دنیا کے طاغوتِ اکبر امریکہ اور اس کے ۴۱ بڑی بڑی فوجیں رکھنے والے غلاموں کی عزت کو پاش پاش کر دیا۔ پس میں دعوت دیتا ہوں نوجوانوں کو کہ وہ جہاد کے میدانوں کا رخ کریں۔ اور ان قیمتی ہیروں کی شہادت کی وجہ سے جہاد کے میدانوں میں جو خلا واقع ہوا ہے اس کو پُر کریں۔ اللہ پر توکل کر کے قدم اٹھائیں، ان شاء اللہ، اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو گا۔

خالد رحمہ اللہ کی اِدھر جو ذاتی چیزیں تھیں وہ ساری کی ساری آخری وقت میں اسی کے پاس تھیں اور تقریباً تمام چیزیں وہ اپنے ساتھ ہی جنتوں میں لے گیا ہے، ان شاء اللہ۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ، وَأُهْرِيقَ دَمُهُ"

"سب سے افضل جہاد کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا گھوڑا بھی مارا جائے اور اس کا خون بھی بہا دیا جائے"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خالد کو یہ فضیلت بھی عطا کرے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے تو اس کے ساتھ اس کی کلاشن کوف، مخابرہ، ٹیبلٹ پی سی، موبائل، جی پی ایس، نائٹ وژن دوربین اور دیگر ذاتی سامان سب ہی ساتھ شہید ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ خالد سمیت تمام شہداء کی شہادتیں قبول فرمائیں، آمین۔

و صلی اللہ علی النبی۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

شہید کے جسم سے آنے والی مشک کی گواہی

شیخ عبد اللہ المحیسینی حفظہ اللہ

شیخ عبد اللہ المحیسینی، اَرضِ شام کے مجاہدین کے محبوب قائد اور مجاہد عالم ہیں۔ جنہوں نے ۲۰۱۳ء میں مکہ مکرمہ، سعودی عرب سے شام ہجرت کی۔ وہ مکہ مکرمہ میں امام تھے۔ شیخ عبد اللہ، شام کے سب سے قوی اور بااثر جہادی اتحاد، جیش الفتح کے روحانی قائد مانے جاتے ہیں۔ وہ معروف امام، شیخ محمد بن المحیسینی کے بیٹے ہیں۔

حلب کے ایک محاذ پر لڑائی کے دوران احرار الشام کے ایک مجاہد کی شہادت پر شیخ عبد اللہ المحیسینی اور ان کے ساتھیوں نے یہ پر اثر جذبات سے بھرپور گواہی دی؛

ہمارا بھائی اَبو عاصم کل میرے پاس آکر کہنے لگے:"میں کچھ دوسرے علاقوں میں جانا چاہتا ہوں"۔

میں نے کہا:"اس جگہ سے ہٹنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ شامی فوجیں آگے بڑھنے والی ہیں"۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَOوَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ(الأنفال۱۶،۱۵)

"اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دوبدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا، اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنٰی ہے۔ باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔"

چنانچہ وہ رک گیا اور محاذ کی طرف پیش قدمی کی۔ اور پھر وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس روانہ ہو گیا۔

یہ اسکی مسکراہٹ ہے۔ اللہ کی قسم، میں ابھی مشک سونگھ رہا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ میں کبھی یہ مشک پا سکوں گا۔ اب اس شہید کے جسم سے میں نے مشک سونگھی ہے۔

اے اللہ، ہمیں جناتِ نعیم میں اس شہید کے ساتھ جمع کرنا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! شہید کی مشک اس وقت پورے کمرے میں پھیلی ہوئی ہے۔

اس اللہ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس شہید کی مسکراہٹ کی جانب دیکھو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیسے اس کے چہرے پر مسکراہٹ سجا دی ہے۔

لا الہ الا اللہ...لا الہ الا اللہ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا(الأحزاب:۲۳)

"مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا انہیں سچا کر دکھایا، بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض (موقعہ کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی"۔

اے شباب الإسلام، کہاں ہو تم؟ اے توحید کے شیرو، کہاں ہو تم؟ جہاد کے میدانوں سے دور؟ لڑائی کے محاذوں سے دور؟ صرف ایک ہی موت ہے! جس میں تم موت کی سختیوں سے بچ سکتے ہو۔ اور اسی موت کی وجہ سے تم عذابِ قبر اور بڑے بھونچال والے دن کے عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہو!

اسی موت سے تم اللہ رب العالمین کی جنت کی طرف اپنے سفر کو مختصر کر سکتے ہو۔

ایسے لگ رہا ہے جیسے یہ شہید سو رہا ہے۔ سبحان اللہ واللہ اکبر

اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم گواہی دیتے ہیں۔ میں اللہ العظیم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، کہ اس وقت کمرے میں پھیلی یہ مشک بہت ہی مسحور کن ہے۔ اے ابو عاصم! پر سکون ہو کر سوئے رہو۔ اللہ کی تم پر رحمت ہو اے ابو عاصم!

اللہ کی قسم! جب تک کہ ہم اپنے اللہ سے ملیں گے۔ اللہ کی قسم، یہ خوشبو، اس مشک نے مکمل طور پر مجھے متعجب کر رکھا ہے۔

سبحان اللہ، جب میں اسے ہاتھ دیکھتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے کہ اسکے ہاتھ میں شہد ہے۔

میں نے یہ مہک شیخ ابو محمد کو سونگھائی تو انہوں نے کہا کہ "یہ کہاں سے آرہی ہے؟"

میں نے کہا: اَبو عاصم سے آرہی ہے"۔ پھر وہ یہاں آئے۔

اور اب جو کوئی بھی ہمارے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا، وہ سب اس مسحور کن مشک کی گواہی دے رہا ہے۔ ان شاء اللہ، یہ شہید کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

جب وہ مارا گیا تو اس کے جسم سے مشک آنے لگی، کافور کی خوشبو جو جنت میں ایک چشمہ ہے۔ ایک عجیب خوشبو...جو میں بیان نہیں کر سکتا۔

اللہ کی قسم، یہ زبردست خوشبو ہے۔ اللہ اکبر!

اس رب کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں!

اگر تم اس مشک کی خوشبو پا لو جو اس وقت ہم سونگھ رہے ہیں تو تم جان جاؤ گے کہ یہ دنیا آخرت کے مقابلے میں کتنی حقیر ہے! ابھی تک اس شہید کے جسم سے مشک پھوٹ رہی ہے۔ اللہ تم پر رحمت کرے، اے اَبو عاصم!

اے بھائیو، اللہ کی قسم ہر طرف مشک پھیلی ہوئی ہے۔

☆☆☆☆☆

لطائفِ میدان

علی بن منصور

خدا کی زمین پر خدا کے نام لیواؤں کے لیے جگہ تنگ ہو گئی۔ بعض اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیے گئے، اور بعض اپنے گھروں میں محصور کر دیے گئے۔ آزادی سے اپنے ربّ کی عبادت کرنا اور اس کا کلمہ بلند کرنا ناقابلِ معافی جرم ٹھہرا۔ اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں سے اخوت و ہمدردی کا رشتہ رکھنا اور ان کی اعانت کے لیے جان و مال قربان کرنا، غدّاری اور وطن فروشی قرار دیا گیا۔ وہ لوگ جن پر ادنیٰ سا بھی شبہ ہوا کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کا نفاذ چاہتے ہیں اور اس کے لیے عملی میدان میں برسرِ پیکار ہیں، ان کی جان و مال حلال ہو گئی اور ان پر وہ مظالم توڑے گئے جو پہاڑوں کو لرزا دینے کے لیے کافی تھے۔ کچھ قتل کیے جانے کے بعد ڈیموں میں بہائے گئے، تو کچھ کال کوٹھڑیوں کی نذر ہو گئے، جہاں ان کے دن اور رات فراعینِ وقت کے مظالم سہتے گزرتے ہیں۔ کچھ سے ان کا مال و اسباب چھین لیا گیا اور کچھ کی آواز ڈرا دھمکا کر دبانے کی کوشش کی گئی۔

مگر اللہ کے وہ بندے جنھوں نے اللہ اور دین کی خاطر اپنی جانیں کھپا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ ان مشکلات سے گھبرانے والے نہ تھے۔ گو کہ وہ اپنے گھروں سے نکالے گئے، قتل کیے گئے اور اللہ کی خاطر ہر طرح ستائے گئے، لیکن دلوں میں یہ یقین لیے کہ فتح بہر حال حق کی ہی ہو گی، وہ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرتے کفر سے نبرد آزما رہے۔ چاہے وہ بے کس مہاجر مجاہدین اور ان کے اہلِ خانہ ہوں جو اپنے عزیز و اقارب سے دور، پردیس میں دربدر پھرتے ہیں، جن کا ہر جگہ ڈرون، چھاپے اور بمباریاں پیچھا کرتی ہیں۔ جن کے انصار کم اور مصائب و پریشانیاں زیادہ ہیں یا میدان سے دور، وہ ہمدرد دعا گو جو اپنے گھروں میں رہتے ہیں مگر ان کے دل اور دعائیں ہمہ وقت مجاہدین کی ہم رکاب ہوتی ہیں۔ جو معاشرے میں اپنا دین و ایمان چھپا کر رکھنے پر مجبور ہیں اور جن کے گھر اور مال و اسباب کفر کی ایجنسیوں کی لوٹ مار کا شکار رہتے ہیں، مگر اس سب کے باوجود وہ ڈٹے ہوئے ہیں، جمے ہوئے ہیں۔ اپنے اپنے محاذ پر وہ سب اللہ کی نصرت کی امید کے سہارے، آج پہلے سے بڑھ کر پر عزم ہیں۔

ایسے میں وہ رحمان ربّ جو اپنے بندوں کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، جو کسی پر اس کی استطاعت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ وہ ہر لحظہ، ہر پل اپنے ان بندوں کے ساتھ ہے جنھوں نے اس کی خاطر اپنی دنیا تج دی۔ وہ ان کے دلوں کی حالت سے واقف ہے۔ ان کے دکھوں اور غموں میں وہی ان کا واحد سہارا اور غمگسار ہے۔ وہی ہے جو آنسوؤں کے بعد ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کے پھول بکھیرتا ہے۔ جو غموں سے چور ان کے دلوں کو ٹوٹنے نہیں دیتا اور اتنے مصائب و پریشانیوں کے درمیان بھی ایسے اسباب پیدا فرماتا ہے کہ غم ہلکے ہو جاتے ہیں، مشکلات آسان لگنے لگتی ہیں اور ہمّت و حوصلے توانا ہو جاتے ہیں۔ انّ مع العسر یسراً۔

ایسے ہی چند شگوفے پیشِ خدمت ہیں، جو اس رحمان ربّ کی نعمت ہیں، جو رلاتا بھی ہے اور ہنساتا بھی ہے۔ امام ابنِ سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اقامتِ نماز کے وقت بھی مینا و جام کا ذکر کر دیا کرتے اور کوئی لطیفہ سنا دیا کرتے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفۂ خاص حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ جو ایک بڑے شاعر بھی تھے کے بارے میں مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت تھانویؒ اپنی خانقاہ میں موجود نہ تھے اور ان کی گدّی پر خواجہ صاحب تشریف فرما تھے۔ خواجہ صاحبؒ سب حاضرین کو لطیفے سنا سنا کر خوب ہنسا رہے تھے۔ یک دم انہوں نے پوچھا: ''کس کس کو (ذاتِ باری تعالیٰ کا) استحضار ہے؟''۔ مفتی صاحبؒ کہتے ہیں کہ سب ہی خاموش ہو گئے۔ ایسے میں خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھے مستقل استحضار تھا اور میں لطیفے اس لیے سنا رہا تھا کہ یا اللہ تیرے بندے ہیں، یہ خوش ہوں گے (میرے ذریعے) تو تُو خوش ہو گا۔ پس خواجہ صاحبؒ اور دیگر اللہ والوں کی پیروی میں چند لطیفے... چند شگوفے پڑھیے، حظ اٹھائیے اور مسکرائیے۔

بڑی ہے ذات بکری کی:

گھر کے وسیع صحن میں مجاہدین کے بچّے کھیل رہے تھے جب بچوں کو ایک مجاہد ساتھی نے آواز دی۔ بچّے کھیل چھوڑ چھاڑ کر چاچو کے گرد جمع ہو گئے۔ خوش گپیاں شروع ہو گئیں۔ چاچو سب کو تنگ کر رہے تھے، چھیڑ رہے تھے۔ بچّوں سے طرح طرح کے سوال کر رہے تھے۔ ایک بچّے سے چاچو نے پوچھا: 'ہاں بھئی تم کیا ہو، تم لوگوں کی ذات کیا ہے؟

'ہم لوگ تو جٹ ہیں جٹ!!'، عبداللہ چیمہ نے فخر سے سینہ پھولا کر جواب دیا۔

'اچھا!'، چاچو نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر پانچ سالہ سارہ سے پوچھا، 'اور تم لوگ کیا ہو؟'۔

'ہم؟!'، سارہ نے گھبرا کر جواباً پوچھا، سوال چاچو نے بہت مشکل پوچھ لیا تھا اور جواب ننھی سارہ کو آتا نہیں تھا۔ سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی کہ کیا کہے، عبداللہ بھائی نے تو فخریہ بتایا تھا کہ وہ جیٹ ہیں، تو پھر میں کیا ہوں؟ خواہش تھی کہ جیٹ کی نسبت کسی بڑی چیز کا نام لیا جائے، آخر ذرا شرما کر بولی، 'میں ڈرون ہوں!'۔



رات کے وقت گھر پر ایجنسیوں نے چھاپہ مارا۔ درجن کے قریب مسلّح افراد زبردستی گھر کے اندر داخل ہو گئے۔ سب اہلِ خانہ کو مرکزی کمرے میں جمع کر دیا اور خود سارے گھر کی تلاشی لینے لگے۔ گھر میں موجود سارے موبائل، لیپ ٹاپس، زیورات اور قیمتی اشیاء وہ

اپنے ساتھ لائے تھیلوں میں ڈالتے جا رہے تھے۔ چار سالہ ننھا اسماعیل بھی شور سن کر اٹھ بیٹھا تھا اور گھر میں ہونے والی غیر معمولی کارروائی غور سے ملاحظہ کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد لوٹ مار کر کے، تھوڑی سی پوچھ گچھ کرنے اور ڈرانے دھمکانے کے بعد ایجنسیوں کے ڈاکو اور لٹیرے رخصت ہو گئے۔ صبح اسماعیل کی آنکھ کھلی تو رات کا واقعہ ذہن میں تازہ تھا۔ وہ اپنا پیلے رنگ کا چھوٹا سا کھلونا لیپ ٹاپ تلاش کر رہا تھا جس کے بٹن دبا کر وہ دعائیں اور سورتیں سنا کرتا تھا۔ میز پر دیکھا، کتابوں کی شیلف میں ڈھونڈا، باری باری سب کمروں میں دیکھ آیا۔ بستر کی چادر اٹھا کر بیڈ کے نیچے بھی جھانک لیا مگر لیپ ٹاپ مل ہی نہ رہا تھا۔ آخر تنگ آ کر غصے سے بولا: 'الّو پٹھے!! لگتا ہے میرا بھی لے گئے ہیں!'۔

پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ:

چند ساتھیوں نے گھر کے صحن سے گزر کر مرکز میں داخل ہونا تھا۔ اس ڈر سے کہ گھر کی کوئی خاتون صحن میں موجود نہ ہو اور وہ اچانک گزریں تو کہیں بے پردگی نہ ہو جائے، ساتھیوں نے بچّوں کو آواز دی۔

'بات سنو بچو! دیکھو ذرا پردہ ہے؟' ایک ساتھی نے باہر کھیلتے بچوں سے پوچھا۔

'جی پردہ؟ رکیں میں پوچھ کر بتاتا ہوں'، فرض شناس بچّہ بھاگا بھاگا گھر کے اندر گیا اور پوچھا: 'امّی! خالہ! باہر چاچو پوچھ رہے ہیں پردہ ہے؟'۔

اندر موجود خالہ ابھی تازہ تازہ ہجرت کر کے آئی تھیں اور میدانِ جہاد کی اصطلاحات سے ہنوز ناواقف تھیں۔ 'پردہ؟ کون سا پردہ؟'، انہوں نے حیرت سے دریافت کیا۔

'رکیں میں پوچھ کر بتاتا ہوں'۔

'چاچو خالہ پوچھ رہی ہیں کون سا پردہ؟'،

'ارے بھئی! جا کر صرف یہ پوچھو کہ چاچو نے جانا ہے، پردہ ہے کیا؟ وہ چلے جائیں؟ اور دیکھو جلدی کرو'۔

'خالہ! چاچو کہہ رہے ہیں انہوں نے جانا ہے، جلدی سے بتائیں پردہ ہے کیا؟'۔

'ارے بھئی بتاؤ تو سہی کون سا پردہ، کیسا پردہ؟ میرے پاس تو کوئی پردہ نہیں ہے!'

'چاچو خالہ کہہ رہی ہیں پردہ نہیں ہے'۔

'ارے بے وقوف بچّے! تم سمجھے نہیں۔ جاؤ پوچھ کر آؤ باہر پردہ ہے کیا؟'۔

'خالہ چاچو پوچھ رہے ہیں باہر پردہ ہے؟'۔

'ارے بھئی! مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہی کون سا پردہ مانگ رہے ہیں۔ جاؤ کہہ دو، اندر نہ باہر، میرے پاس تو کہیں کوئی پردہ نہیں ہے'۔

'چاچو خالہ کہہ رہی ہیں نہ اندر پردہ ہے نہ باہر'۔ چاچو سر پکڑ کر رہ گئے۔

اتنے میں بچوں کی اماں کمرے میں داخل ہوئیں تو خالہ نے فوراً انہیں بتایا، 'باہر ساتھی کوئی پردہ مانگ رہے ہیں، مجھے تو نہیں مل رہا۔ کیا کوئی پردہ ہے جو ان کو دینا ہے؟'۔

'پردہ مانگ رہے ہیں؟ کون مانگ رہا ہے اور کس لیے؟'، انہوں نے حیرت سے پوچھا، 'کون سا پردہ؟'۔

'مجھے خود نہیں پتہ'، پہلی خاتون نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔

اتنے میں بچوں کے والد صاحب آ گئے۔ 'او جی! ہم نے گزرنا ہے، ذرا بتائیے پردہ ہے؟'، اب ساتھیوں نے ان سے گزارش کی۔

انہوں نے صحن میں جھانکا، سب خواتین اندر تھیں، 'ہاں بھئی! ہے پردہ۔ آپ گزر جائیے'۔

آتی ہے 'فارسی' زباں آتے آتے:

ایک افغانستان اور اتنی زبانیں۔ بے چارے اردو بولنے والے پاکستانی مہاجر جس جگہ قیام پذیر ہوتے، ایک نئی زبان سے واسطہ پڑتا۔ خدا خدا کر کے پشتو سے کچھ جان پہچان ہوئی تو دوبارہ ہجرت کرنی پڑی۔ اب سابقہ بلوچی اور براہوی سے پڑا۔ جب ان دو زبانوں سے کچھ دوستی ہوئی تو ایک بار پھر کوچ کا حکم آ گیا۔ مہاجرین کا یہ قافلہ نئی منزلوں کی جانب چل پڑا۔ راستے میں ہر جگہ اور ہر علاقے کا ایک نیا لہجہ اور نئی بولی سننے کو ملی۔ مقامی زبان سے شدبد پیدا کرنے کی اہمیت بھی بہت تھی کہ اس کے بغیر مقامیوں میں اپنے آپ کو مدغم نہیں کیا جا سکتا۔ اور ہر جگہ مجاہدین اپنی جانب لوگوں کی توجہ مبذول کرواتے جس کے نتیجے میں جاسوسی اور چھاپے کا خطرہ بڑھ جاتا۔

اب جہاں پڑاؤ ڈالا تو واسطہ دری (افغانی فارسی) بولنے والوں سے پڑا۔

دری میں پوچھنا ہو کہ کیا حال ہے، تو کہتے ہیں 'چطور استی؟'۔ اب نئے نئے پشتو بولنے والے ایک دری بولنے والے کے پاس گئے تو تین زبانیں ملا بیٹھے۔ 'تہ' لیا پشتو سے، یعنی 'تم'۔ 'است' لیا دری سے، اور آخری ٹکڑا اردو کا جوڑ کر استفسار کیا:

'تہ چور استی؟'۔

امنیت:

پاکستانی مجاہدین کے خاندان ہجرت کر کے ارضِ جہاد میں آئے تو انہیں اپنی حفاظت کے لیے 'امنیت' کی تربیت دی گئی۔ بڑے تو امنیت کی اہمیت و نزاکت کو سمجھتے تھے مگر چھوٹی چھوٹی معصوم کلیوں کا کیا کیا جائے جن کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو گی کہ امنیت کس چڑیا کا نام ہے۔ ہجرت کر کے آنے والے ایک گھرانے نے بچوں کا حل یہ نکالا کہ روزِ اوّل سے

ہی بچوں کو ارضِ جہاد کا یہ تعارف کرایا کہ: 'بیٹا یہ مدینہ[44] ہے۔ بابا کو یہاں جاب مل گئی ہے، اس لیے اب ہم یہاں رہیں گے'۔

کچھ عرصہ بعد بعض وجوہات کے سبب اس گھرانے کو واپس پاکستان جانا پڑا۔ عزیز و اقارب کو بھی ہجرت سے قبل یہی بتا کر گئے تھے کہ مدینہ منتقل ہو رہے ہیں۔ اب جو یہ دوبارہ پاکستان پہنچے تو عزیز رشتہ دار ملنے ملانے پہنچ گئے۔ ایسی ہی ایک نشست میں کسی رشتہ دار نے بچّوں سے دریافت کیا: 'اور بھئی بتاؤ... تم لوگوں کو مدینہ کیسا لگا؟'۔

سمجھدار بچّے نے کچھ دیر اس سوال پر غور و فکر کرنے کے بعد پُر سوچ انداز میں جواب دیا: 'ویسے تو بہت اچھا تھا، بس وہاں ڈرون بہت زیادہ تھا'۔

ہینڈ پمپ اِن جرمنی!

پچھلے سے ملتا جلتا ہی ایک معاملہ ایک دوسرے گھرانے کے ساتھ بھی پیش آیا۔ یہ گھرانہ اپنے خاندان کو یہ بتا کر گیا تھا کہ جرمنی میں نوکری ملی ہے، سو وہاں منتقل ہو رہے ہیں۔ اب جب دوبارہ پاکستان کا چکر لگا اور ملنے ملانے والے آئے اور یہ پوچھا گیا کہ جرمنی کیسا ہے؟ وہاں تم لوگوں کا رہن سہن کیسا ہے؟ تو بچوں کی والدہ تفصیل سے احوال بیان کرنے لگیں۔

'یہاں کے مقابلے میں وہاں سردی بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس کا اتنا پتہ نہیں چلتا کیونکہ آپ کو تو معلوم ہی ہو گا کہ وہاں تمام گھروں میں سینٹرل ہیٹنگ سسٹم (بخاریاں) موجود ہوتا ہے۔ اور وہاں سبزہ بہت ہے، بچّے اکثر ہی کھیلنے کے لیے قریبی پارکس میں چلے جاتے ہیں.....'، ابھی وہ جرمنی کے فضائل پر روشنی ڈال ہی رہی تھیں کہ ان کا بڑا بچّہ، جو پاس ہی بیٹھا یہ گفتگو سن رہا تھا، چار سالہ احمد بول اٹھا: 'اور امّاں! یہ بھی تو بتائیں ناں کہ وہاں ہینڈ پمپ بھی ہے، جہاں سے ہم پانی بھر کے لاتے ہیں'۔

مسٹر چِنگ چی!

مجاہدین کے ہاتھ ایک چینی قیدی آ گیا۔ اسے پکڑ کر بند کر دیا گیا اور سخت پہرہ بٹھایا گیا۔ کچھ عرصے بعد معلوم ہوا کہ قیدی انگریزی جانتا ہے۔ زبان کی رکاوٹ دور ہوئی تو ساتھیوں میں اس سے بات چیت کرنے کا ارادہ پیدا ہوا۔ ساتھیوں میں سے کوئی نہ کوئی قیدی کے پاس بیٹھا ہوا ملتا۔ غرض کہ اس کے پاس خوب رونق رہتی۔ مگر ایک ساتھی نجانے کتنے دنوں سے قیدی سے بات کرنے کے لیے بے چین تھے اور موقع کی تلاش میں تھے۔ آخر ایک دن قیدی کو اکیلا پا کر انہیں موقع مل گیا۔ جلدی سے اس کے پاس پہنچے اور بولے:

'ہیلو! چِنگ چی!'،

قیدی نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

'آئی لَو یو!'، وہ مزید بولے۔ (I love you!/ مجھے تم سے محبت ہے!)

'واٹ/what؟'، قیدی نے حیرت سے پوچھا۔

'دی نمبر یو ہیو ڈائلڈ از ناٹ رسپانڈنگ ایٹ دی مومنٹ، پلیز ٹرائی لیٹر'، (آپ کا مطلوبہ نمبر اس وقت مصروف ہے، کچھ دیر بعد کوشش کریں) ساتھی نے جواب دیا، اور چینی قیدی کو ورطۂ حیرت میں ڈوبا چھوڑ کر چلے آئے کہ انگریزی کی ان کی کل متاع یہی چند جملے تھے۔

اگر کسی لطیفے کو پڑھ کر آپ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی ہو تو، دعا ضرور فرما کر اگلے مضمون کی طرف بڑھیے گا۔ اللہ سب اہلِ ایمان کو ہنستا مسکراتا رکھے، آمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: مسلسل جبر سے اسلم دلوں میں ڈر نہیں رہتے

سوچتا ہوں تو دماغ کی شریانیں پھٹنے لگتی ہیں۔ پورے وجود پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ بے بسی اور غصہ آپس میں گڈمڈ ہو کر لاچاری کی حدیں پھلانگتے ہیں تو اس کیفیت کو کوئی بھی نام دینا ممکن نہیں رہتا۔ پھر خیال آتا ہے کہ صرف سوچ سوچ کر یہ حالت ہو رہی ہے۔ تو جن پر یہ سب بیت گیا اُن کی حالت کیا ہو گی۔ خلیل اور ذیشان کے بھائی، احباب اور رشتہ دار کس ناقابل بیاں اذیت و کرب میں ہوں گے۔ کیا ننھے عمیر، منیبہ اور ھادیہ کبھی یقین کر لیں گے کہ پولیس صرف گندے لوگوں کو مارتی ہے؟ کیا ان کا ریاست اور ریاستی اداروں پر کبھی اعتماد پیدا ہو سکے گا؟ عمیر، منیبہ اور ھادیہ کی طرح میرے اپنے بچے اور میرے پاکستان کے دیگر لاکھوں بچے جو دو روز سے ظلم کی داستان دیکھ اور سُن رہے ہیں، کیا وہ یقین کر لیں گے کہ پولیس صرف گندے لوگوں کو مارتی ہے؟ اچھے لوگوں سے تو پولیس والے بہت پیار سے بات کرتے ہیں۔ پولیس والے کبھی بھی کسی کو بلاوجہ تنگ نہیں کرتے۔ چھوٹے بچوں سے تو پولیس والے انکل بہت پیار کرتے ہیں۔ جس نے کوئی غلط کام نہ کیا ہو اُس سے تو پولیس بہت عزت سے بات کرتی ہے۔

ان لاکھوں بچوں کو یقین نہ آیا تو ہماری اگلی نسل کا مائنڈ سیٹ کیا ہو گا؟ وہ ریاست اور اس کے اداروں کے بارے میں کن خیالات کے حامل ہوں گے؟ آج حکومت، ریاست اور ریاستی اداروں کو سوچنا ہو گا۔ وردی والوں کے مورال کو بلند رکھنے کے لیے اُنہیں قانون اور جواب دہی سے ماورا مخلوق بنا کر رکھنا ہے، یا انہیں ان کے جرم کی قرار واقعی سزا دینی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ باوردی اہل کاروں کا مورال بلند رکھتے رکھتے وہ نوبت آ جائے جہاں عوام کی برداشت جواب دے جاتی ہے۔ ایک شاعر نے کہا تھا:

یقیناً یہ رعایا بادشاہ کو قتل کر دے گی
مسلسل جبر سے اسلم دلوں میں ڈر نہیں رہتے

[44] یوں تو رہ ہو گیا۔ مدینہ شہر کو بھی کہتے ہیں اور سننے والا مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تاثر بھی لے سکتا ہے۔

قطر میں جاری مذاکرات اور امارتِ اسلامیہ کا واضح موقف

ڈاکٹر عمر منصور

روزِ اول سے افغانستان میں طالبان کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ نہ تو افغان سر زمین پر کسی دوسری طاقت کو برداشت کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اپنے پڑوسیوں اور دنیا بھر کے دوسرے اقوام و مذاہب کے خلاف اپنی سر زمین استعمال کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

طالبان کے اس دوٹوک موقف میں جہاں کئی دور رس نکات ہیں، وہیں یہ موقف امارت اسلامی کی حقیقت کو بھی آشکارا کرتی ہے۔

جس کا مقصد افغان عوام کے لیے شریعت کی روشنی میں ان کی نمائندہ جماعت کو قرآن وسنت کی حقیقی روح پر مبنی حکومت تشکیل دینے کا مطالبہ ہے۔

اس مقصد کے لیے نائن الیون کے بعد طالبان نے دنیا بھر کے نیٹو اور نان نیٹو استعماری افواج کے خلاف جنگیں لڑیں، مگر استعمار ہار کر آج قطر میں مذکرات کے لیے طالبان کے ایجنڈا کے مطابق بیٹھا ہے۔ چار دن سے قطر میں جاری مذاکرات کی روشنی میں عالمی منظر نامے پر افغانستان میں اسلامی نظام کا نفاذ وجود میں آنے والا ہے۔

امارت اسلامیہ نے اپنے مطالبات سے ایک انچ بھی پسپائی نہیں کی اور شرعی اور قانونی لحاظ سے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق جنگی جرائم سے اجتناب اور مسلم و غیر مسلم پڑوسی ممالک کو ضرر پہنچائے بغیر, محض اللہ تعالی کی مدد سے پوری دنیا کی مخالفت کے باوجود تن تنہا جس مقصد کے لیے امارت اسلامیہ افغانستان کی بنیاد رکھی تھی، اسی ہدف پر اب بھی قائم ہے کہ نہ تو ہم کسی دوسرے ملک کو اپنی سر زمین پر حکومت کی اجازت دینے کو تیار ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے ملک کو ضرر پہنچاتے ہیں۔

مگر غرور کے نشے میں بد مست ہاتھیوں نے اُس وقت بظاہر مادی وسائل کے اعتبار سے کمزور طالبان کی بات کو کان نہیں لگائی اور نہ ہی انہیں توجہ دی، اگر پہلے ہی دن طالبان کی بات سنتے تو آج صدر ٹرمپ اپنی افواج کی موت اور گرتے معیشت کا رونا نہ روتے۔

اسلامی نظام کی مخالفت کرنے والوں اور قرآنی قوانین کے مقابلے میں مال خرچ کرنے والوں کو قرآن مجید مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

> إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ (الانفال: ۳۶)
>
> ”بے شک جو کافر اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکنے کے لیے اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں, تو وہ خرچ کرتے رہے, پھر یہ خرچ ان کے لیے افسوس کا باعث ہو گا اور پھر یہ کفار شکست کھا کر مغلوب ہو جائیں“۔

آج اٹھارہ سال بعد طالبان کا دو نکاتی ایجنڈا جیت گیا اور دنیا بھر کا استعماری غرور خاک میں مل کر شکست کھا گیا۔

امریکہ کے ساتھ مثبت مذاکرات:

تقریباً ایک ہفتہ قطر کے دارالحکومت دوحہ میں امارتِ اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے نمائندوں کے امریکی نمائندوں کے ساتھ طویل اور دیرپا مذاکرات ہوئے۔ جیسا کہ اس سے قبل امارتِ اسلامیہ کے اعلامیہ میں کہا گیا تھا کہ ان مذاکرات میں متفقہ ایجنڈے کے مطابق افغانستان سے غیر ملکی افواج کی واپسی سمیت دیگر متعلقہ اہم معاملات پر اہم بحث اور حوصلہ افزا پیش رفت ہوئی ہے۔ چونکہ موضوعات کافی ثقیل اور حساس تھے لہٰذا ان پر مزید بحث کرنے کی ضرورت تھی، اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ مستقبل میں ایسے مسائل اور معاملات پر بات چیت جاری رکھی جائے گی۔

دورانِ مذاکرات کابل انتظامیہ کے ذرائع نے بہت کوشش سے اپنی ساکھ بچانے کے لیے یہ افواہ پھیلائی کہ امارتِ اسلامیہ نے عندیہ دیا ہے کہ آئندہ نشست میں کابل انتظامیہ کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں گے۔ اسی طرح جنگ بندی کا اعلان بھی کیا جائے گا۔ جب امارتِ اسلامیہ نے اعلامیہ جاری کیا اور زلمے خلیل زاد نے بھی اس کی وضاحت کی تو کٹھ پتلی ادارے کے پروپیگنڈے خود بخود دم توڑ گئے۔ جن معاملات پر گزشتہ اجلاس میں امارتِ اسلامیہ اور امریکی نمائندوں کے درمیان تبادلہ خیال ہوا تھا، آئندہ نشست میں بھی ان معاملات پر بات چیت کی جائے گی۔ ان میں سرِ دست افغانستان سے تمام غیر ملکی افواج کا غیر مشروط انخلا اور افغان سرزمین سے امریکہ سمیت دنیا کے دیگر ممالک کو خطرات لاحق نہ ہونا شامل ہیں۔ افغان مجاہد قوم کو پُر اعتماد اور مطمئن ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امارتِ اسلامیہ کی مذاکراتی ٹیم کے ارکان نہایت دلیر اور دور اندیش اور اصحابِ بصیرت ہیں اور سفارت کاری کے رموز کے بخوبی واقف ہیں۔ وہ افغان عوام کی مذہبی اور قومی اقدار اور سیاسی استحکام کا قدم بقدم دفاع اور نمائندگی کریں گے۔

اس کے علاوہ امارتِ اسلامیہ کی سب سے اہم کوشش یہ ہو گی کہ وہ افغانستان میں ایک ایسا نظام قائم کرے، جو افغان عوام کے لیے امن، خوش حالی اور استحکام لائے۔ جنگ اور مسائل کا سلسلہ ختم اور ایک بار پھر افغان عوام کے درمیان قومی اتحاد اور اسلامی اخوت کی فضا قائم ہو سکے۔ یہ معاملات اس وقت آگے بڑھائے جا سکتے ہیں، جب غیر ملکی قابض فوج واپسی مکمل کرے۔ افغانستان کے مستقبل کے بارے میں افغان عوام خود فیصلہ کرنے کے لیے بااختیار ہو جائیں۔ اسی وجہ سے امارتِ اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے نمائندوں نے امریکی ٹیم کے ساتھ امن مذاکرات میں سب سے زیادہ توجہ غیر ملکی افواج کے انخلا پر مرکوز رکھی۔ آئندہ نشست میں بھی یہی پہلی ترجیح ہو گی۔ ان شاء اللہ

امارت اسلامیہ کی ثابت قدمی:

امارت اسلامیہ نے اپنی جدوجہد کے آغاز سے اب تک اسلامی اور ملی موقف اختیار کیا ہے۔ جس کے تحت اس نے مسلمان مجاہد قوم اور افغانستان کو بہت سے مسائل اور

مشکلات سے محفوظ کیا ہے۔ بالخصوص جب امریکہ کی قیادت میں مغربی قوتوں نے افغانستان پر جارحیت کی تو امارتِ اسلامیہ نے وقت اور مقام کے اعتبار سے سنگین مسائل اور مشکلات کے باوجود اپنا ایمانی اور اخلاقی فریضہ (جہاد) شروع کیا۔ اس سلسلے میں لازوال قربانیاں دیں۔ شہادتوں، قید و بند کی تکالیف، زخموں، جسمانی و نفسیاتی تشدد اور صدمے کا شکار ہونے کے باوجود ہر قسم کا دباؤ برداشت کیا۔ اس کے باوجود اپنے اصولی موقف اور جائز جدوجہد سے دستبرداری اختیار نہیں کی۔

استعماری قوتوں، پڑوسیوں اور ملک کے اندر کٹھ پتلی غلاموں نے مختلف حربوں اور ہتھکنڈوں کے ذریعے کوشش کی کہ امارتِ اسلامیہ کے اہداف میں رکاوٹیں پیدا کریں۔ اللہ کے فضل و کرم سے امارتِ اسلامیہ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے۔ امارتِ اسلامیہ کی مضبوط پوزیشن نے حملہ آور دشمن کو اپنی شکست کا اعتراف اور امن مذاکرات شروع کرنے پر مجبور کیا۔ دشمن ہزاروں فوجیوں کے انخلا کے علاوہ صرف ہزار یا دو ہزار فوجیوں کی موجودگی پر اصرار کرتا ہے۔ دشمن یہ بھی کہتا ہے کہ چاہے آپ اپنی مرضی کی حکومت تشکیل دیں۔ جب کہ امارتِ اسلامیہ اپنے اصولی موقف پر ڈٹ گئی اور قابض فوج کے مکمل انخلا پر زور دیا۔

کچھ جنگ پسند حلقے مختلف طریقوں سے امن عمل کو سبوتاژ کرنے اور افغانستان میں جارحیت پسندوں کی مستقل موجودگی برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امارتِ اسلامیہ نے متعدد بار واضح کیا ہے کہ ملک کو آزاد کرنے اور اسلامی نظام نافذ کرنے کے لیے ہر سطح پر کوششیں جاری رکھی جائیں گی۔ ایک ایسا نظام قائم کیا جائے گا، جو اسلامی بھی ہو اور اس میں تمام اقوام کی نمائندگی بھی شامل ہو۔ جو قومی خودمختاری اور ملی وحدت کے لیے ضامن ہو۔ جو ظالم کا ظلم روکے اور مظلوم کو اُس کا حق مہیا کرے۔ مجموعی طور پر عوام کو تعلیمی، صنعتی، صحت سمیت تمام شعبوں میں دوسروں کی محتاجی سے نجات دلائے۔

امارتِ اسلامیہ 'اسلامی اقدار اور قومی مفادات کے خلاف کچھ بھی قبول نہیں کرے گی۔ دشمن یہ خیال نہ کرے کہ امارتِ اسلامیہ اپنے موقف سے دستبردار ہو جائے گی۔ امارتِ اسلامیہ نے اب تک جو موقف اختیار کیا ہے، وہ اس پر قائم ہے۔ وہ مستقبل میں بھی اس پر قائم رہے گی۔ ان شاء اللہ!

امریکہ کیسے غلام چاہتا ہے؟

موسم سرما کے ان ایام میں کابل میں سیاسی درجہ حرارت کافی گرم ہے۔ صدارتی الیکشن کے لیے ایک درجن کے قریب امیدواروں نے الیکشن کمیشن آفس میں اپنا نام درج کرایا ہے۔ ان امیدواروں میں نئے چہرے سامنے نہیں آئے، بلکہ سب پرانے چہرے ہیں۔ ان کا ماضی عوام کے سامنے اظہر من الشمس ہے۔ یہ سب لوگ اول تا آخر تک ان حلقوں سے تعلق رکھنے والے مُہرے ہیں، جو امریکی سکینر اور لیب سے گزر چکے ہیں۔ ۱۸ سال سے امریکی مفادات اور مقاصد کے حصول کے لیے وفادار سپاہیوں اور اَن تھک محنت کے ذریعے ایجنٹوں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اشرف غنی، ڈاکٹر عبداللہ عبداللہ، حنیف اتمر، ولی مسعود، محقق، نبیل، زلمے رسول، گل بدین حکمت یار اور کچھ دیگر لوگ ایک بار پھر قوم سے ووٹ کی بھیک مانگنے کے لیے سبز باغ دکھانے جا رہے ہیں۔ جس قوم کو ۱۸ برس سے امریکی ہتھیاروں سے قتل کر رہے ہیں، قابض فوج کے ہر قسم مظالم کے لیے سند جواز فراہم کر رہے ہیں، اب ایک بار پھر بڑی دلیری سے قوم کو ورغلانے کے لیے 'ملک کو امن کا گہوارہ بنانے کے وعدے کریں گے۔ دودھ اور شہد کی نہریں بہانے اور ملک میں امن و خوش حالی لانے کے لیے خواب دکھائیں گے۔

لیکن ہم ان کو بتائیں گے کہ آپ لوگ امریکی نظام کے پُرزے اور مہرے ہیں۔ کیا اب تک آپ نے ملک و قوم کی خوش حالی اور استحکام کے لیے کوئی قدم اٹھایا ہے؟ آپ نے امریکہ اور نیٹو فورسز کو افغانستان پر حملہ کرنے کے لیے دعوت دی۔ بڑی بے شرمی کے ساتھ امریکہ سے مطالبہ کیا کہ بڑے بڑے بم مظلوم افغان عوام پر برساؤ۔

آپ کے تعاون اور جاسوسی سے امریکی فوج نے تقریباً تین لاکھ افغانوں کو شہید کیا۔ لاکھوں نہتے شہریوں کو بدنام زمانہ جیلوں میں قید کیا۔ ان پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے گئے۔ تیس لاکھ افراد کو ہجرت پر مجبور کیا گیا۔ آپ لوگوں کے اقتدار نے افغانستان کو بدعنوانی اور دھوکہ دہی میں پوری دنیا میں بدنام کر دیا۔ اسے کرپٹ ترین ممالک میں سرفہرست لایا۔ غربت اور منشیات کے استعمال اور پیداوار کے لحاظ سے ملک کو دنیا میں تیسرے نمبر پر لایا گیا۔ آپ لوگوں نے افغانستان "سکیورٹی معاہدے" کے نام پر امریکہ کو فروخت کر دیا۔ قانونی طور پر امریکی فوج کو افغانوں کو قتل کرنے اور انہیں ہراساں کرنے کا جواز فراہم کیا۔ انہیں ہر قسم کی غیر قانونی کارروائی کی اجازت دی۔

اٹھارہ سال سے مظلوم افغانوں پر جو ظلم، جبر اور تشدد کیا گیا، کیا اس سے تمہارے دل ٹھنڈے نہیں ہوئے؟ اربوں ڈالر چوری کر کے اپنی جیبیں اور بینک بھر دیے، کیا اس پر اکتفا نہیں کرتے؟ مزید خون بہانے کے پیاسے اور قوم کی دولت لوٹنے کے لیے ایک بار پھر عوام پر مسلط ہونے کے لیے سبز باغ دکھا رہے ہو۔ ہم سمجھتے ہیں آپ کے لیے مزید مواقع ختم ہو چکے ہیں اور اب آپ کے ورہتھکنڈے ناکام ہوں گے۔ عوام نے آپ لوگوں کو پہچان لیا ہے۔ عوام آپ کی شکل دیکھنے اور نام تک سننے کے روادار نہیں ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ آپ کے آقا نے افغانستان سے راہ فرار اختیار کرنے کے لیے تیاری مکمل کر لی ہے۔ آپ خوب سمجھتے ہیں جب آقا کا تعاون آپ کے ساتھ نہیں ہو گا تو پھر آپ کا کیا حشر ہو گا؟

☆☆☆☆☆

افغان مذاکراتی عمل میں پیش رفت

ابو حمزہ الغریب

امارتِ اسلامیہ افغانستان اور امریکہ کے مابین امن مذاکرات تعطل کے بعد پھر سے بحال ہو گئے ہیں۔ قطر کے دارالحکومت دوحہ میں قائم امارت اسلامیہ کے دفتر میں یہ مذاکراتی عمل جاری رہا۔ پہلے یہ مذاکرات ۹ اور ۱۰ جنوری کو منعقد ہونے جا رہے تھے لیکن پھر منسوخ کر دیے گئے۔ منسوخی کی وجہ امریکہ کا اشرف غنی حکومت کے نمائندوں کی امن مذاکرات میں شمولیت کے لیے اپنے اتحادی ممالک خاص طور پر پاکستان کے ذریعے طالبان پر دباؤ اور بین الافغان معاملات میں دخل اندازی تھا۔

اس مقصد کو وہ پاکستان کی زمین پر مذاکرات کو منعقد کر کے اور پاکستان کی حکومت اور فوج کے ذریعے طالبان پر اشرف غنی حکومت کے نمائندوں کو مذاکرات میں شامل کر کے کرنا چاہتا تھا۔ لیکن امارتِ اسلامیہ کی طرف سے امریکہ کے ان بے جا مطالبات کو مسترد کر دیا گیا اور مذاکرات غیر معینہ مدت کے لیے تعطل کا شکار رہے۔ ان حالات میں بھی طالبان اپنے دو نکاتی ایجنڈے پر ہی مذاکرات کرنے پر مُصر رہے۔

بالآخر امریکہ کو اپنے ان پر فریب عزائم سے دست بردار ہونا پڑا، جن کے ذریعے وہ افغانستان میں طالبان کے مکمل اقتدار کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرنا چاہتا تھا۔ امریکہ کی طرف سے ان مذاکرات کے لیے خصوصی ایلچی برائے مفاہمت زلمے خلیل زاد تین دن تک اسلام آباد میں انتظار کے بعد دعوت ملے بغیر ہی قطر میں قائم امارتِ اسلامی افغانستان کے دفتر پر مذاکرات کے لیے پہنچ گیا۔

اس پسپائی کی وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی بتائی جا رہی ہے کہ امریکہ کے گیارہ رکنی مذاکراتی وفد پر، جس میں پینٹاگون، سی آئی اے اور امریکی محکمۂ خارجہ کے افسران شامل ہیں' امریکی صدر کا بھی دباؤ رہا، جو کہ اپنے سٹیٹ آف یونین خطاب سے پہلے امن مذاکرات میں حتمی پیش رفت کا خواہش مند دکھائی دے رہا تھا۔ اور مذاکراتی وفد کو یہ خطرہ لاحق نظر آ رہا کہ معاملات میں حتمی پیش رفت نہ ہونے کی صورت میں امریکی صدر ٹرمپ' افغانستان سے انخلا کا یک طرفہ فیصلہ کا اعلان ہی نہ کر بیٹھے (جو کہ اِن حالات میں کچھ بعید بھی نہیں!)۔

آخر کار مذاکرات قطر کے دارالحکومت دوحہ میں ۲۲ جنوری سے شروع ہوئے۔ امارتِ اسلامیہ کی مذاکراتی عمل میں سنجیدگی کو سمجھنے کے لیے' ملا عبدالغنی برادر حفظہ اللہ کی مذاکراتی وفد کے سربراہ کے طور پر نامزدگی ہی کی مثال کافی ہے۔ ملا برادر حفظہ اللہ نے امریکہ کو دوٹوک الفاظ میں متنبہ کر دیا کہ اگر امریکہ واقعی افغانستان سے نکلنا چاہتا ہے تو صاف صاف بتا دے اور اگر جنگ پر بضد ہے تو بھی واضح طور پر بتا دے۔ کیونکہ اب مذاکرات میں اس امریکی منافقت کے ساتھ مزید وقت ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ بے مقصد مذاکرات کے نتیجے میں افغانستان میں مزید بے گناہ لوگ جانیں گنوائیں گے۔

واضح رہے کہ ملا عبدالغنی برادر حفظہ اللہ 'امارتِ اسلامیہ افغانستان کے بانیوں میں شمار کیے جاتے ہیں اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے انتہائی قریبی رفقاء میں سے ہیں۔ جن کو گزشتہ برس کے اواخر میں امارتِ اسلامیہ کے مطالبے پر مذاکراتی عمل شروع ہونے سے پہلے امریکہ نے پاکستان کی جیل سے ۸ سالہ قید کے بعد رہائی دلوائی۔ ملا برادر حفظہ اللہ کی مذاکرات میں شمولیت طالبان کی طرف سے افغان جنگ کے خاتمے اور امریکہ کے ساتھ جاری مذاکرات کو نتیجہ خیز انجام تک پہنچانے کے سلسلہ کی اہم کڑی ہے۔

دوحہ میں جاری ان چھ روزہ مذاکرات کے بعد امن معاہدے کے ابتدائی مجوزہ مسودے پر فریقین کا اتفاق ہو گیا ہے۔ جس کے بعد ۱۷ سال سے افغانستان میں جاری اس عالمی جنگ کے خاتمے کی راہ ہموار ہوئی ہے۔ اس ابتدائی مسودے کے مطابق افغانستان سے غیر ملکی افواج کے مکمل انخلاء پر اتفاق کر لیا گیا ہے لیکن اس ضمن میں وقت کے تعین کے معاملے پر فریقین میں اختلاف باقی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ امریکہ کو افغانستان میں کوئی فوجی اڈہ رکھنے کی اجازت بھی نہیں دی جائے گی۔ جب امارتِ اسلامیہ کے رہنماؤں کی بلیک لسٹ سے نکال کر اُن پر عائد سفری پابندیوں کو ختم کر دیا جائے گا۔ اس ساری پیش رفت کے باوجود دونوں فریقوں کی جانب سے مشترکہ اعلامیہ جاری نہیں کیا گیا۔

تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ مذاکرات میں ہوئی پیش رفت سے اشرف غنی حکومت کو جان کے لالے پڑ گئے ہیں کہ اب اُس کا کیا بنے گا؟ کیونکہ طالبان نے فوری جنگ بندی کا امریکی مطالبہ نہیں مانا ہے۔ افغانستان' ہر دور میں عالمی استعمار کا قبرستان ہے جہاں عروج و ترقی پر اِترانے والی قوموں کے ستارے غروب ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ امریکہ کو بھی افغانستان سے سو جوتے اور سو پیاز ملے ہیں۔ جہاں تک معاملہ ہے اشرف غنی حکومت کا تو وہ طالبان سے کس بنیاد پر مذاکرات کرے گی جس کے پاس امریکی مدد سے محض ۴۰ فیصد علاقے بھی مکمل طور پر نہیں ہیں اور اُن علاقوں پر بھی طالبان کا اثر و رسوخ ہے اور وہاں طالبان حملے کرتے رہتے ہیں۔

طالبان نے امریکہ پر واضح کر دیا ہے افغانستان تمام ممالک کے ساتھ برابری کی سطح پر تعلقات رکھے گا اور اس حوالے سے کوئی بیرونی دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا۔ بالخصوص بھارت کے ساتھ افغانستان کے تعلقات کس نوعیت کے ہوں گے اس حوالے سے امریکہ کا کوئی مطالبہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ جس پر امریکی مذاکرات کاروں نے آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان ایک آزاد ملک ہے اور یہ فیصلہ افغانستان کی حکومت کو کرنا ہے کہ اُس کی خارجہ پالیسی کیا ہو گی۔

آنے والا وقت افغان امن مذاکرات کے لیے فیصلہ کُن ثابت ہو سکتا ہے اور دیکھنا یہ بھی ہے کہ امریکہ اپنی خاک میں ملی ہوئی عزت کو کس حد تک بچانے میں کامیاب ہو پاتا ہے!

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ جنوری ۲۰۱۹ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.alemarahurdu.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم جنوری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں فوجی کاروان پر حملہ ہوا، جس سے ایک امریکی ٹینک، 2 کمانڈوز والے ٹینک اور 4 فوجی گاڑیاں تباہ اور سوار اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں سپلائی کاروان پر حملہ ہوا، جس سے گاڑیاں تباہ اور ان میں سوار اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 8 اہلکار ہلاک، جبکہ مجاہدین نے ایک ٹینک سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے وسط میں واقع امریکی سفارت خانے اور ایساف غاصب افواج کے سینٹرل کمانڈ پر میزائل داغے گئے۔ جو اہداف پر گر کر دشمن کے لیے جانی ومالی نقصانات کا سبب بنے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں مرکز اور آس پاس دفاعی چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک چوکی فتح ہونے کے علاوہ 8 اہلکار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور ساتھ ہی تازہ دم اہلکاروں کو بھی نشانہ بنایا اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، چار کلاشنکوفیں، ایک عدد بڑی وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں پولیس چوکی پر مجاہدین نے چھاپہ مار کر اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات 11 اہلکار ہلاک، جن کی تین عدد ایم16 رائفلیں، ایک راکٹ، 3 عدد کلاشنکوفیں، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک وائرلیس اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کرلیا، جب کہ تازہ دم اہلکاروں کو گھات کی صورت میں کی جانے والے حملے میں ایک بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زازئی آریوب میں علی خیل گاؤں کے رہائشی 4 پولیس اہلکاروں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مخالفت سے دستبردار ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع صیاد میں ضلعی مرکز کے دفاعی اور صوبائی صدر مقام کے سووغ بیل اور قشقرئی کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر حملہ کیا، جس سے 3 چوکیاں فتح، پانچ ٹینک و گاڑیاں تباہ، 20 اہلکار ہلاک، جبکہ 23 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 9 عدد ہلکی وبھاری ہتھیار سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں اسلام قلعہ اور شش تپہ کے علاقوں میں فوجی کاروان پر حملہ ہوا، جس سے 5 گاڑیاں تباہ، 10 اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

2 جنوری:

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں واقع اہم یونٹ کو حکمت عملی کے تحت سرنگ کے ذریعے تباہ کر دیا گیا، جس سے یونٹ تباہ اور اس میں تعینات 40 کمانڈوز میں سے 35 ہلاک اور متعدد زخمی ہونے کے علاوہ 5 ٹینک، 2 اسلحے کے ذخائر تباہ ہوگئے۔

☆صوبہ ہرات کے صوبائی صدر مقام ہرات شہر میں پولیس اہلکار نے امریکی ٹینک کو نشانہ بنایا، جس سے 2 غاصبین موقع پر ہلاک، جبکہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع قیصار میں ضلعی مرکز کے دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 20 اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، اور ہلاک شدہ اہلکاروں میں 3 اہم کمانڈر بھی شامل ہیں۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود میں فتح آباد کے علاقے میں مجاہدین نے سپیشل فورس اہلکاروں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 اہلکار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

3 جنوری:

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری شہر میں حلقہ نمبر 3 کے پولیس اسٹیشن اور چوکیوں پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں پولیس اسٹیشن اور ایک چوکی فتح ہونے کے علاوہ 20 اہلکار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 3 گاڑیاں، 3 ہیوی مشین گنیں، 10 کلاشنکوفیں، 2 راکٹ لانچر، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں پولیس اہلکاروں اور فوجیوں پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ، اور 6 اہلکار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 کلاشنکوف غنیمت کرلیے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں نرئی ماندہ، لوئی ماندہ دشت اور ھزار گان کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 15 اہلکار ہلاک، جبکہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں تریخ ناور، کیمپ اور ضلعی مرکز کے قریب واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں مندوزوں کے علاقے میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے 3 ٹینک تباہ اور 3 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع کشک کہنہ میں سپلائی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ایک ٹینک، 4 رینجر گاڑیاں تباہ، 4 فوجی ہلاک، جبکہ 6 مزید زخمی ہوئے۔

4 جنوری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں ضلعی مرکز میں امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کے کاروان پر حملہ ہوا، جس سے متعدد کمانڈوز و فوجی ہلاک، جبکہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے فوجی رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3 اہلکار ہلاک ہوئے

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں لودینان کے علاقے میں واقع دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 اہم چوکیاں فتح، 15 اہلکار ہلاک، جبکہ کمانڈر (جمعہ گل) سمیت 3 مزید زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک مارٹر توپ، ایک رائفل گن، 3 ہیوی مشن گن اور 5 کامولی بندوقوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربول میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور تعینات جنگجو کمانڈر میر احمد خان اور اس کے نائب سمیت 11 اہلکار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، 5 عدد کلاشنکوفیں، 1 ہینڈ گرنیڈ، 2 عدد وائرلیس سیٹیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

5 جنوری:

☆صوبہ قندھار کے ضلع بولدک میں خوژبئی کے علاقے میں واقع اہم یونٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے کے نتیجے میں یونٹ فتح، 3 ٹینک اور 3 فوجی گاڑیاں تباہ اور 15 اہلکار ہلاک ہونے کے علاوہ مجاہدین نے پانچ کلاشنکوف، 2 ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر، ایک بم آفگن اور ایک اینٹی ائیر گرافٹ گن غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں رات بیبانک کے علاقے میں دشمن پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 7 اہلکار موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں مرکز کے قریب مجاہدین نے کمانڈوز پر حملہ کیا، جس میں ایک بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 9 اہلکار بھی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع موسیٰ خیل میں غلنگ کے علاقے میں واقع چوکی پر ہونے والے حملے میں 7 سیکورٹی اہلکار ہلاک ہوئے۔

6 جنوری:

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے حلقہ نمبر 16 مربوطہ الوخیل کے مقام پر وزارت داخلہ کے عہدیداروں کی گاڑی پر حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع یمگان کے رہائشی کٹھ پتلی انتظامیہ کے اعلیٰ عہدیدار کرنل محمد یاسین ولد عبدالعزیز نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کی مخالفت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں زرگر کے علاقے میں پولیس چوکی پر ہونے والے حملے میں 8 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں در آباد کے علاقے میں مجاہدین نے 13 جنگجوؤں کو گرفتار کر کے ان کا مقدمہ شرعی عدالت کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں عزیز آباد کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع ارغنداب میں جیلاھور کے علاقے میں فوجی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار 5 اہلکار ہلاک ہوئے۔

7 جنوری:

☆صوبہ جوزجان کے ضلع فیض آباد میں علی آباد کے علاقے میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر کینچہ سمیت 5 جنگجو ہلاک ہوئے اور مجاہدین نے 3 کلاشنکوفیں، ایک راکٹ لانچر، ایک موٹر سائیکل اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع مقر میں مجاہدین نے جنگجوؤں کی چوکی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ اس میں سوار 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان کے ضلع دھراود کے مزار اور چتو نامی فوجی مراکز پر بھاری ہتھیار سے حملہ ہوا، جس سے دونوں مراکز تباہ اور 8 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع نہرین کے مربوطہ علاقے میں حاجی حسین کے مکان میں انٹیلی جنس سروس کمانڈر محافظوں سمیت گھس گئے، جن پر گھر والوں نے فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں سفاک ظالم کمانڈر داؤد موقع پر ہلاک جب کہ اس کا ایک محافظ زخمی ہوا۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں مقامی جنگجوؤں کو مجاہدین کی کمین گاہ کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 6 شرپسند ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 4 عدد کلاشنکوف، ایک عدد ہینڈ گرنیڈ، ایک عدد وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 4 چوکیاں فتح، 19 جنگجو وفوجی ہلاک ہونے کے علاوہ ایک ٹینک تباہ ہوا۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، 5 کلاشنکوف اور ایک رائفل گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آبکمرئی میں واقع فوجی مراکز پر حملے کے نتیجے میں بھی 4 چوکیاں فتح، 13 اہلکار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 4 موٹر سائیکل، ایک ہیوی مشن گن، 4 کلاشنکوف، ایک رائفل گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ضلعی مرکز کے قریب واقع چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح، ٹینک تباہ اور 7 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی کے خوشحال کے علاقے میں بھی دشمن کی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے ایک اور ٹینک تباہ، جبکہ 8 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان کے صدر مقام فیض آباد اور ضلع علی آباد میں دشمن کی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 5 جنگجو ہلاک اور مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں جارح امریکی فوجوں کے سب سے بڑے اڈے بگرام ایئربیس پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گر کر جارح دشمن کے لیے جانی و مالی نقصانات کے سبب بنے۔

8 جنوری:

☆صوبہ اورزگان کے ضلع دھراود میں چتو اور مزار نامی یونٹوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 5 چوکیاں فتح، 10 اہلکار ہلاک، اور مجاہدین نے 2 گاڑیاں، ایک راکٹ لانچر، ایک ہیومشن گن اور 2 کارمولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ اورزگان کے صوبائی صدر مقام ترینکوٹ شہر میں کوٹوال کے علاقے میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے رینجر گاڑی تباہ اور 6 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آبکمرئی میں واقع 3 اہم یونٹ اور 16 چوکیاں مجاہدین کے ممکنہ حملوں کی خوف سے چھوڑ کر فرار کی راہ اپنالی۔ دشمن کے فرار سے وسیع علاقہ، جو 80 گاؤں پر مشتمل ہے مجاہدین کے کنٹرول میں آیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں سرخلنگ کے علاقے میں واقع اہم یونٹ دشمن نے چھوڑ کر فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے 2 ھاموی ٹینک، 2 ایس پی جی 9 توپ، ایک ہیومشن گن، ایک کارمولی سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں تیمورک کے علاقے میں مجاہدین 'مقامی جنگجوؤں اور پولیس اہلکاروں کی چوکیوں پر چھاپہ مار کر دونوں چوکیوں پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات اہلکاروں میں سے کمانڈر امام الدین سمیت 14 ہلاک جب کہ 15 گرفتار ہوئے اور ساتھ ہی تازہ دم اہلکاروں کو بھی مجاہدین کی کمین گاہوں کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 10 اہلکار بھی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک فوجی ٹینک، ایک مارٹر توپ، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، پانچ ہیوی مشین گنیں، 29 کلاشنکوفیں، 5 ہینڈ گرنیڈ، 2 وائرلیس سیٹیں، 2 دوور بین اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

9 جنوری:

☆صوبہ روزگان کے ضلع دھراود میں چتو یونٹ کے دفاعی چوکیوں پر ہلکے بھاری ہتھیار اور لیزر گن سے حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 26 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مرکز کے قریب واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 9 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں کلانیکچہ کے علاقے میں دشمن پر یکے بعد دیگرے بم دھماکے ہوئے، جس سے 3 ٹینک تباہ اور 4 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں تناوچہ اور زنگیستان کے علاقوں میں دشمن پر حملہ ودھماکہ ہوا، جس سے رینجر گاڑی تباہ اور 5 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع ارغنداب میں خوجہ ملک کے علاقے میں دشمن پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔

10 جنوری:

☆صوبہ بلخ کے ضلع کشندہ میں شیخ سردرہ کے علاقے میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین حملہ کر کے اس پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات کمانڈر کاکڑ سمیت 6 جنگجو ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں مجاہدین کے حملے میں 7 فوجی ہلاک اور ایک بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں ڈنڈ شہاب الدین کے علاقے حسین خیل کے مقام پر مجاہدین نے فوجی بیس اور چوکیوں پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں فوجی بیس اور 2 چوکیاں فتح ہوئیں اور وہاں تعینات اہلکاروں میں سے 30 ہلاک جب کہ 5 زخمی اور 2 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے 30 عدد مختلف النوع ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لیے۔

☆صوبہ غور کے صدر مقام چغچران شہر کے مربوطہ فیروزکوہ کے علاقے میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ، 4 اہلکار ہلاک، جبکہ 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع قلعہ ذال میں واقع چوکی پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہلکاروں میں سے 16 ہلاک جب کہ 23 زخمی ہونے کے علاوہ 3 فوجی ٹینک اور 3 گاڑیاں بھی مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ میں مرکز کے قریب واقع چوکیوں پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک چوکی اور شہر کے بیشتر حصے پر مجاہدین نے قبضہ کرلیا اور وہاں تعینات اہلکاروں میں سے 8 ہلاک جب کہ 7 زخمی اور مجاہدین نے تین کلاشنکوفیں، دو ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں پشت شہر اور زمدروں کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 8 ٹینک تباہ، کمانڈوز سمیت 17 اہلکار ہلاک اور 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع پشتون زرغون میں مروا کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ، کمانڈر (یار محمد) سمیت 6 اہلکار ہلاک، جبکہ 6 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آبکمرئی میں ضلعی اور دفاعی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 3 چوکیاں فتح، 2 ٹینک ایک رینجر گاڑی تباہ، پولیس چیف سمیت 36 اہلکار ہلاک، اہم آفسر سمیت 14 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع سنگ آتش میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 4 ٹینک تباہ، 4 اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے ایک مارٹر توپ، ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور 3 کارمولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

11 جنوری:

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں پشت شہر اور زمدروں کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 8 ٹینک تباہ، کمانڈوز سمیت 17 اہلکار ہلاک اور 6 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، 2 کارمولی بندوق غنیمت اور 2 اہلکار گرفتار کرلیے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آبکمرئی میں ضلعی اور دفاعی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 3 چوکیاں فتح، 2 ٹینک ایک رینجر گاڑی تباہ، پولیس چیف سمیت 36 اہلکار ہلاک، اہم افسر سمیت 14 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع سنگ آتش میں بادرودکئی اور چشمہ دوزک کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ یا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 4 ٹینک تباہ، 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک مارٹر توپ، ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور 3 کارمولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع قلعہ زال میں اختیپہ کے علاقے میں واقع اہم چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 3 ٹینک اور 3 گاڑیاں تباہ، 16 فوجی و جنگجو ہلاک، جبکہ 23 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع کشندئی میں بھی دشمن کی 2 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ کمانڈر (کاکڑ) اور کمانڈر (عنایت) سمیت 8 اہلکار ہلاک، جبکہ 2 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پلخمرئی میں ڈنڈ شہاب الدین میں بھی ایک یونٹ اور 2 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 30 اہلکار ہلاک، پانچ زخمی، جبکہ 2 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں ایک چوکی فتح، 8 جنگجو ہلاک، 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں خواجہ الوان کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی و کٹھ پتلی فوجوں کی سپلائی کانوائے پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں یک آئل ٹینکر مکمل طور پر جل کر خاکستر ہوا اور مجاہدین نے 3 ٹینکروں کو قبضے میں لے کر محفوظ مقام کی جانب لے گئے اور دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

12 جنوری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں گونگی، مشکی، باران قلعہ اور خالوخیل کے علاقوں میں مجاہدین نے کابل سے قندہار جانے والے فوجی و سپلائی کانوائے پر حملہ کیا اور ساتھ ہی دشمن پر شدید دھماکے ہوئے۔ جس کے نتیجے میں 16 سیکورٹی اہلکار ہلاک جب کہ 13 زخمی ہونے کے علاوہ 3 بکتر بند ٹینک، 3 ٹرائلرز اور 2 آئل ٹینکر بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشترود کے ملا امان قلعہ اور تینگ کے علاقوں میں واقع 2 یونٹ اور ایک چوکی دشمن نے مجاہدین کے ممکنہ حملوں کی خوف سے چھوڑ کر فرار کی راہ اپنالی۔ دشمن کے فرار سے وسیع علاقے پر مجاہدین کا کنٹرول ہوا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع بولدک میں رباط کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 8 اہلکار ہلاک اور 3 گرفتار ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، ایک اینٹی ائیر گرافٹ گن، ایک راکٹ لانچر، 2 ہیوی مشن گن اور 8 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترین کوٹ شہر میں غاصب دشمن اور ان کے کٹھ پتلیوں نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے چھاپہ مارا، جن پر مجاہدین نے جوابی کاروائی کی، جس کے نتیجے میں 3 امریکی اور متعدد کٹھ پتلی کمانڈوز ہلاک اور زخمی ہوئے۔

13 جنوری:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں کمہ زاوی کے علاقے میں جارح امریکی فوجوں اور سپیشل فورس اہلکاروں نے داعش کے خلاف مجاہدین کی فرنٹ لائن پر چھاپہ مارا اور صلیبی و کٹھ پتلی دشمن پر مجاہدین کی نصب کردہ بموں کے شدید دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں 12 سپیشل فورس اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں مقامی جنگجوؤں کی 2 چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، س کے نتیجے میں 9 اہلکار ہلاک جب کہ کمانڈر اسلامک سمیت 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع آقچہ کے چکوچ کے علاقے میں واقع خیر ایشک نامی چوکی پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 6 جنگجو ہلاک ہوئے اور مجاہدین نے ایک گن، ایک راکٹ لانچر، ایک کلاشنکوف، ایک رائفل اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہرات کے صدر مقام ہرات شہر کے حلقہ نمبر 6 کے علاقے میں واقع پولیس اسٹیشن میں 3 مجاہدین نے داخل ہو کر دشمن پر حملہ کیا، جس سے اسسٹنٹ انچارج سمیت 16 اہلکار موقع پر ہلاک، جبکہ اسٹیشن انچارج (گل آغا جمشیدی) سمیت 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے صدر مقام ہرات شہر میں سریع فورسز پر پہلے سے نصب شدہ کار بم بلاسٹ ہوا، اسی کے بعد ایک موٹر سائیکل بم کا بھی دشمن پر دھماکہ ہوا، جس سے 15 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں سلطان میر اغا کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 7 اہلکار ہلاک، جبکہ 5 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، ایک ہیوی مشن گن، ایک پستول اور 8 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

14 جنوری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع مقر میں مدو بہاؤالدین کے علاقے میں واقع جنگجوؤں کی 2 چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں سفاک جنگجو عبدالقہار سمیت 2 ہلاک جب کہ طور جان نامی جنگجو زخمی ہوا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں ھزار خیل کے علاقے میں واقع دشمن کی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ٹینک تباہ، 4 اہلکار ہلاک، جبکہ 7 زخمی ہوئے۔

16 جنوری:

☆صوبہ قندھار کے ضلع ارغنداب میں جوئی لاھور کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور 3 اہلکار موقع پر ہلاک، جبکہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع میزان میں فوجی قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ایک ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ اور ان میں سوار اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں گنھکان کے علاقے میں آپریشن کرنے والے کانوائے پر حملہ ہوا، جس سے 3 ٹینک تباہ، 4 اہلکار ہلاک، جبکہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں ضلعی مرکز میں جنگجوؤں اور فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 6 اہلکار ہلاک، جبکہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں ضلعی مرکز کے قریب واقع چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 6 اہلکار ہلاک، جبکہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار ضلع پنجوائی کے مشان کے علاقے میں واقع چوکی میں تعینات رابط مجاہد نے دشمن پر فائرنگ کا سلسلہ کھولا، جس سے پانچ اہلکار موقع پر ہلاک، جبکہ رابط مجاہد 6 عدد اسلحہ اور ایک رات والے دوربین سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں خواجھائی بورغن کے علاقے میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے 5 جنگجو ہلاک اور 2 موٹر سائیکل سمیت مجاہدین نے 4 کلاشنکوف، ایک ایم 16 بندوق اور 2 وائرلیس سیٹ غنیمت کر لیے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں بنگلہ کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات جنگجوؤں میں سفاک وحشی کمانڈر نور محمد ترہ کئی سمیت 9 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں تپہ قشلاق کے علاقے میں فوجی کاروان پر حملہ ہوا، جس سے 4 ٹینک تباہ اور کمانڈر سمیت 20 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں مارکوہ کے علاقے میں مجاہدین نے صوبائی پولیس چیف کے کاروان کو حکمت عملی کے تحت دھماکوں کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 10 اہلکار بھی ہلاک ہوئے۔

17 جنوری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں ینگئ قلعہ کے علاقے میں آپریشن کرنے والے امریکی اور کٹھ پتلیوں کے کاروان پر حملہ و دھماکہ ہوا، جس سے ایک امریکی ٹینک تباہ اور 9 قابض ہلاک اور زخمی ہوئے، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ پروان کے ضلع شینوار میں استام درہ کے علاقے میں سول جج کو مجاہدین نے گاڑی سمیت گرفتار کر لیا اور اس کی رہائی کے لیے پولیس اہلکاروں نے کاروائی کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر نورآغا، سپیشل فورس کمانڈر اکرم سمیت 9 اہلکار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

18 جنوری:

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 7 پولیس ہلاک، 7 گرفتار ہوئے، جبکہ مجاہدین نے 3 ہیوی مشن گن، 3 راکٹ لانچر، 2 بم آفگن اور 13 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد میں کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کا کاروان جو آپریشن کرنے کے بعد صوبہ بلخ جارہا تھا اور ان میں امریکی فوجی طیاروں سمیت شامل تھے 'بازار قلعہ،

توپخانہ قلعہ اور تورتھا کے علاقوں میں فوجی کانوائے پر حملہ ہوا، جس سے 15 ٹینک و گاڑیاں تباہ،10 اہلکار ہلاک، جبکہ 9 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں فیض آباد دشت کے علاقے میں مجاہدین نے اسی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 70 ٹینک، فوجی وانٹر نیشنل گاڑیاں تباہ اور 20 فوجی و کمانڈوز ہلاک جبکہ 30 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں خواجی قشرئی کے علاقے میں آپریشن کرنے والے امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ، 7امریکی اور 4 کٹھ پتلی فوجی ہلاک، جبکہ 5 زخمی ہوئے۔

19 جنوری:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمرئی میں بند شرم کے علاقے میں دشمن کے قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 3 ٹینک تباہ، 19 اہلکار ہلاک، جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع ضلع خوگیانی میں وزیر کے علاقے تنگی کے مقام پر فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے چھاپہ مار کارروائی کی اور 2 چوکیوں پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات 9 اہلکار ہلاک جب کہ 7 زخمی اور رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی، مجاہدین نے 16 عدد مختلف النوع ہلکے و بھاری ہتھیار غنیمت کر لیے۔

20 جنوری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع اندخوئی میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک اور 3 گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 10 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ فرار ہونے والے کاروان پر صوبہ فاریاب کے ضلع اندخوئی میں دھیکچہ کے علاقوں میں مجاہدین نے ایک بار پھر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 10 ٹینک تباہ، 3 اہلکار ہلاک، جبکہ 19 مزید زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 4 ایم 16 بندوق، ایک راکٹ لانچر اور ایک مارٹر توپ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں کرجہ کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح،4 اہلکار ہلاک،2 زخمی، جبکہ 3 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغا میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے صوبائی گورنر محمد انور اسحاق زئی اور کمانڈوز کے کاروان کو بارود بھری کرولا گاڑی کے ذریعے شہیدی حملے کا نشانہ بنایا۔ شہیدی حملے میں 3 گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہونے کے علاوہ متعدد اعلیٰ افسران، انٹیلی جنس سروس افسران، کمانڈو ہلاک اور زخمی ہوئے۔

21 جنوری:

☆صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر میں واقع کابل انتظامیہ کے انٹیلی جنس سروس کے مربوطہ سپیشل فورس کے مرکز پر امارت اسلامیہ کے فدائین نے حملہ کیا۔ سب سے پہلے شہید فدائی مجاہد عبدالہادی حماد تقبلہ اللہ نے بارود بھرے ٹینک کے ہمراہ حکمت عملی کے تحت مرکز میں داخل ہوا اور وہاں دھماکہ کیا، جس سے مرکز منہدم اور تمام رکاوٹیں دور ہوئیں۔ ساتھ ہی ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس دو فدائین حافظ عبداللہ غزنوی اور حافظ اسداللہ جنید زابلی نے مرکز میں داخل ہو کر وہاں تعینات کرائے کے قاتلوں کو نشانہ بنایا۔ کٹھ پتلی فوجوں اور کمانڈو نے تین مرتبہ فدائین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا۔ جس کے نتیجے میں 90 سپیشل فورس اہلکار ہلاک جب کہ 100 سے زائد زخمی ہوئے۔

22 جنوری:

☆صوبہ لغمان کے ضلع قرغی میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 جنگجو ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

23 جنوری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں میں آپریشن کرنے والے دشمن پر بم دھماکہ ہوا، جس سے امریکی بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں 9 سوار غاصبین ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترین کوٹ شہر میں امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس سے 3 غاصب امریکی اور 3 کٹھ پتلی ہلاک،4 غاصبین زخمی ہوئے، جبکہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں خاکش کاریز اور موبائل کمبہ کے علاقوں میں غاصب امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے فوراجوابی حملہ کیا اور اس کے ساتھ دشمن پر متعدد بم دھماکے بھی ہوئے، جس سے 7 ٹینک تباہ، 2 امریکی ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک ڈرون طیارہ بھی غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں زیرکوہ، لنگر، عزیز آباد اور قلعہ کوتار گاؤں کے علاقوں میں نام نہاد کمانڈوز، فوجیوں اور جنگجوؤں پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ، 13 اہلکار ہلاک، جبکہ 14 مزید زخمی ہوئے۔

24 جنوری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں آپریشن کرنے والے امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ایک امریکی اور 2 فوجی ٹینک تباہ، 2 امریکی اور سات کٹھ پتلی موقع پر ہلاک، جبکہ 3 امریکی اور 4 کٹھ پتلی زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع قرہ باغ میں مجاہدین نے بگرام سینٹرل جیل کے سپر نٹنڈنٹ کی گاڑی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

25 جنوری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع مقر میں احمد شاہ خیل کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس اور جنگجوؤں پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 اہلکار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 5 عدد کلاشنکوفیں وغیرہ بھی غنیمت کر لیں۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں قلعہ شامیر میں تورئی شاہ کے علاقے میں 4 رابط مجاہدین نے چوکی میں تعینات پولیس اہل کاروں پر حملہ کیا، جس سے 3 اہلکار ہلاک ہوئے۔ رابط مجاہدین ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشین گن، ایک رائفل گن، 9 کلاشنکوفوں اور 2 موٹر سائیکلوں سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں ٹانگان گودر کے علاقے میں واقع سنگور جنگجوؤں کی چوکی میں تعینات 2 رابط مجاہدین نے دشمن پر فائرنگ کا سلسلہ کھولا، جس سے 9 اہلکار موقع پر ہلاک اور رابط مجاہدین ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور 7 کلاشنکوفوں سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں آپریشن کرنے والے امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 11 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

26 جنوری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع مقر میں احمد شاہ خیل کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس اور جنگجوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہلکار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن اور 4 کلاشنکوفیں بھی غنیمت کر لیں۔

27 جنوری:

☆صوبہ ہرات میں امارت اسلامیہ کے کمیشن کے ہدایت کے مطابق 35 اہلکار، جو مختلف لڑائیوں میں گرفتار ہوئے تھے رہا کر دیے گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں دہ آدم خان دشت، بند برق اور زمبول اور ضلع سنگین کے شکر شیلہ اور مجید چور نگی کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجیوں، پولیس اہلکاروں، مقامی جنگجوؤں جن کے ساتھ امریکی طیارے بھی ہمراہ تھے جھڑپیں جاری رہیں، جس سے 13 ٹینک تباہ، 61 اہلکار ہلاک، جبکہ 11 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندز کے صدر مقام قندوز شہر کے ملا سردار کے علاقے میں تعینات مجاہدین کے رابط اہلکار نے شاہراہ کمانڈر اور اکیڈمی استاد امان اللہ زری کو 2 محافظوں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا اور اسلحہ سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں مرکز کی دفاعی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات پولیس کمانڈر حاجی محمد اور محمد گل سمیت 10 اہلکار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے 2 ہیوی مشین گنیں، ایک راکٹ لانچر، ایک کلاشنکوف، ایک رائفل، ایک پستول اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میںماندہ اور زرد یگہ کے علاقوں میں امریکیوں، فوجیوں، پولیس اہلکاروں اور مقامی جنگجوؤں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ اور 9 اہلکار ہلاک ہوئے۔

28 جنوری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع آب بند میں مجاہدین کی جیل پر امریکی اور کٹھ پتلی کمانڈوز نے چھاپہ مارا۔ مجاہدین نے جیل کے آس پاس بارودی سرنگیں بچھا رکھی تھیں۔ جن سے شدید دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں 20 سے زائد جارح امریکی و کٹھ پتلی کمانڈو ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں سنگچال اور پرمکان کے علاقوں میں امریکیوں اور نام نہاد کمانڈوز سے مجاہدین کی جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں 4 امریکی اور 4 کمانڈوز ہلاک، جبکہ 3 امریکی اور 4 کمانڈوز زخمی ہوئے۔

29 جنوری:

☆صوبہ بلخ کے ضلع شولگرہ میں 2 چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات جنگجوؤں میں سے 7 ہلاک، 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد میں بازار قلعہ اور چہار شنغور کے علاقوں میں امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کی کانوائے پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

30 جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں قلف اور ھزار گان کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 13 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ضلعی مرکز کے قریب اور کیمپ کے علاقے میں واقع چوکیوں پر سنائپر گن کا حملہ ہوا، جس سے 5 اہلکار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں سے مجاہدین کی جھڑپیں، جس سے 3 ٹینک تباہ اور 9 اہلکار ہلاک ہوئے۔

31 جنوری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں واقع چوکیوں پر سنائپر گن حملے کیے گئے، جس سے 21 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

اک نظر ادھر بھی!

زاہد مصطفیٰ

انکاؤنٹر اسپیشلسٹ راؤ انوار ریٹائرڈ ہو گیا:

نقیب اللہ قتل کیس میں ملوث سابق ایس ایس پی ملیر راؤ انوار احمد ملازمت سے ریٹائر ہو گیا۔ راؤ انوار احمد خان ۱۹۸۱ء میں ایس پی ہاربر کے پاس بطور کلرک بھرتی ہوا۔ ایک سال بعد ۱۹۸۲ء میں سندھ پولیس میں بطور اے ایس آئی بھرتی ہو گیا اور ترقی کرتے کرتے سینئر افسر کے عہدے تک جا پہنچا۔ اس نے ۳۷ سال محکمہ پولیس کی ملازمت کی اور ان دنوں قتل کے مقدمے میں ملوث ہونے کی وجہ سے معطل تھا۔ راؤ انوار کو سندھ پولیس میں انکاؤنٹر اسپیشلسٹ کے طور پر جانا جاتا تھا اور اس نے لاتعداد پولیس مقابلے کیے جن میں کئی افراد کو ہلاک کرنے کے دعوے کیے گئے تاہم ان پولیس مقابلوں کی صحت ہمیشہ مشکوک ہی رہی۔ راؤ انوار کی پولیس پارٹی نے جنوری ۲۰۱۸ء میں کراچی میں کپڑوں کے تاجر نقیب اللہ محسود سمیت ۴ نوجوانوں کو مقابلے میں بے گناہ قتل کر دیا تاہم تحقیقات کے بعد وہ مقابلہ جعلی ثابت ہوا۔ راؤ انوار پر قتل اور دہشت گردی کا مقدمہ درج کر دیا گیا اور وہ روپوش ہو گیا۔ اس دوران اس نے بیرون ملک فرار ہونے کی بھی کوشش کی۔ چیف جسٹس نے نقیب اللہ قتل کا از خود نوٹس لیا اور پھر ایک روز اچانک راؤ انوار نے سپریم کورٹ میں پیش ہو کر گرفتاری دے دی۔ اسے یقین کروائی گئی تھی کہ اسے بچا لیا جائے گا۔ اس کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ (ای سی ایل) میں شامل ہے اور اب وہ قتل و دہشت گردی کے مقدمات کا سامنا کر رہا ہے تاہم اس کی ضمانت ہو چکی ہے۔ سپریم کورٹ میں پیش کی گئی سندھ پولیس کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق ایس ایس پی راؤ انوار ضلع ملیر میں ۷ سال تک تعینات رہا، جس کے دوران ۷۴۵ پولیس مقابلے ہوئے جن میں ۴۴۴ ملزمان کو ہلاک کرنے کے دعوے کیے گئے۔ راؤ انوار پر بھتہ خوری اور زمینوں پر قبضے سمیت بہت سے الزامات بھی عائد کیے جاتے رہے۔

سچ تو یہ ہے کہ راؤ انوار ظلم و استحصال پر مبنی اس نظام میں اصل کرتا دھرتاؤں کا ایک مہرہ تھا۔ جب یہ نام نہاد عدالتی نظام اس مہرے کے سامنے بے بس ثابت ہو چکا ہے تو اندازہ لگائیے کہ اس کے پیچھے اصل مجرمین تک پہنچنے کی ان میں سکت ہی بھلا کیسے ہو سکتی ہے۔

پاکستان میں شریعت نافذ کرنے کی درخواست اعتراض کیساتھ واپس:

سپریم کورٹ کے رجسٹرار آفس نے ملک میں شریعت نافذ کرنے کی درخواست اعتراض لگا کر واپس کر دی ہے۔ درخواست گزار فاروق عمر نے ایڈووکیٹ خواجہ اظہر رشید کے توسط سے درخواست دائر کی تھی جس میں وزیر اعظم، صدر مملکت، اسلامی نظریاتی کونسل، جماعت اسلامی، طاہر القادری، جمعیت علمائے اسلام (ف) اور تحریک لبیک کو بھی فریق بنایا گیا تھا۔ درخواست گزار فاروق عمر نے ہاتھ کاٹنے، سنگسار کرنے اور شراب نوشی پر ۸۰ کوڑوں کی سزا کے اطلاق کی استدعا کی تھی۔ درخواست میں قانون اور ٹیکس قوانین کی شقوں کو اسلام کے منافی قرار دیا گیا تھا۔ سپریم کورٹ میں دائر درخواست میں ہجری کیلنڈر کے اجرا، سرکاری افسران پر نماز کی پابندی کا تقاضا، مخلوط نظام تعلیم اور فحش مواد پر مکمل پابندی عائد کرنے کی اپیل کی گئی تھی۔ درخواست میں کہا گیا تھا مرد و خواتین کو یکساں نوکریوں کے مواقعوں سے مردوں میں بے روزگاری پھیل رہی ہے اور جمعہ کی چھٹی کی استدعا بھی کی گئی تھی۔ رجسٹرار آفس نے اعتراض میں لکھا ہے کہ درخواست گزار نے متعلقہ فورم سے رجوع نہیں کیا، وزیر اعظم اور صدر مملکت کو فریق نہیں بنایا جا سکتا۔

اورنگی کراچی میں سنار کو اغوا کرنے والے خفیہ ادارے کے اہلکار نکلے:

اورنگی میں سنار کو مبینہ طور پر اغوا کرنے والے ۴ افراد کو مغوی کے بھائیوں اور اہلخانہ نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا، پولیس کے مطابق پکڑے جانیوالے اغوا کار نہیں حساس ادارے کے اہلکار تھے۔ تفصیلات کے مطابق ہفتے و اتوار کی درمیانی شب مغوی کے بھائیوں نے اہل محلہ اور مومن آباد پولیس کی مدد سے بغیر نمبر پلیٹ کی گاڑی میں سوار ۴ افراد جو خود کو خفیہ ایجنسی کے اہلکار ظاہر کر رہے تھے کو پکڑ لیا۔ پولیس کے مطابق ۱۷ جنوری کو مومن آباد ملک چوک سے سعید نامی سنار کو دکان سے اٹھایا گیا تھا، اہلخانہ نے مومن آباد تھانے میں واقعے کی رپورٹ درج کرائی تھی۔ اہلخانہ کا کہنا ہے کہ ان سے ۳۰ لاکھ تاوان مانگا گیا، تاہم ڈیڑھ لاکھ پر معاملہ طے ہوا، سعید خان کی حوالگی کے لیے بورڈ آفس کے قریب پوائنٹ کا انتخاب کیا گیا، جہاں مغوی کے بھائی اور دیگر عزیز خفیہ طور پر جمع ہوئے اور مومن آباد پولیس کو بھی اطلاع دی، ملزمان کی ویگو جیسے ہی وہاں پہنچی تو پہلے سے موجود لوگوں نے اسے گھیر لیا اور اس میں سوار افراد کو پکڑ کر مغوی کو بازیاب کرا لیا۔ پولیس نے ملزمان کو مومن آباد تھانے منتقل کیا۔ ایس ایچ او آصف منور کا کہنا تھا کہ تحقیقات مکمل ہونے تک وہ ایف آئی آر درج نہیں کر سکتے۔ مغوی کے بھائی نے میڈیا کو بتایا کہ ملزمان خفیہ ایجنسی سے تعلق رکھتے ہیں اور متعلقہ ایجنسی کے سربراہ ایس ایچ او سے رابطے میں ہیں، جبکہ ایس ایچ او کا دعویٰ ہے کہ ویگو میں سوار افراد اغوا کار نہیں بلکہ حساس ادارے کے اہلکار ہیں، جنہیں ان کے سربراہ کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

آئس نشے کا بڑھتا استعمال

کراچی میں آئس کا نشہ گزشتہ ایک برس کے دوران اتنی تیزی سے پھیلا ہے کہ اس نے دوسرے روایتی نشوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ رپورٹس کے مطابق تعلیمی اداروں کے کم عمر طلبہ کے علاوہ ملز، گوداموں، فیکٹریوں اور سرکاری اداروں کے ورکرز بھی اس لت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ کراچی کے ڈیفنس اور کلفٹن کے پوش گھرانوں کی نوجوان نسل میں اکثریت آئس نشے کی لت میں مبتلا ہے اور تباہی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ

اسلام آباد کے تمام تعلیمی اداروں میں آئس منشیات کے استعمال میں گزشتہ ایک برس میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا ہے، جس نے قومی اداروں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ آئس منشیات کا استعمال پاکستان کے خیبر پختون کے علاقوں پشاور، بونیر، چارسدہ، دیر وغیرہ میں بھی اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ روایتی منشیات جس میں چرس، گردہ اور ہیروئن وغیرہ شامل ہیں، ان کا استعمال کئی دہائیوں سے پاکستان کے تمام ہی علاقوں میں کیا جارہا ہے۔ تاہم آئس کے مضر اثرات ان روایتی نشوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس وقت آئس کی ایک دن کی ڈوز ۱۵۰۰ سے ۲۰۰۰ روپے میں فروخت ہوتی ہے، جس میں ایک چھوٹا پیکٹ شامل ہوتا ہے، جس میں ۱۰ گرام تک آئس شامل ہوتی ہے۔ لیکن اتنی مقدار اور رقم میں کسی بھی دوسری منشیات کے مقابلے میں آئس کئی گنا زیادہ نشہ دیتا ہے جو کہ بعض اوقات ۱۲ گھنٹوں سے لے کر ۲۴ گھنٹوں تک استعمال کرنے والے کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔ تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ بہت سے طلباء کو یہ نشہ امتحانات کی تیاری کے دوران لگا کیونکہ آئس نشے کے استعمال کے بعد انسان آسانی سے دیر تک جاگ سکتا ہے۔ کراچی میں کوچنگ سینٹرز کے باہر آئس فروخت کرنے والے ملزمان میں صابر سلطان اور ظاہر اللہ کو گرفتار کیا گیا، جن میں ملزم صابر سلطان اینٹی نارکوٹکس فورس کا سابق سب انسپکٹر نکلا۔ ملزمان یونورسٹیوں میں خصوصی طور پر لڑکیوں کو آئس منشیات فراہم کررہے تھے، جبکہ کلفٹن پولیس کی جانب سے ایک اور کارروائی میں کالا پل کے قریب ریلوے کالونی سے منشیات کے ہول سیل ڈیلر کو گرفتار کیا گیا۔ ملزم نے پوش علاقوں میں لڑکے اور لڑکیوں میں آئس اور دیگر اقسام کی منشیات سپلائی کرنے کا اعتراف کیا۔ ساؤتھ کے علاقے سے ہی گرفتار ہونے والے آئس ڈیلر نے تحقیقات میں بڑے بڑے نام اگل دیئے۔ نوجوانوں کو آئس ڈرگ کی لت میں پھنسانے والے ملزم نے تحقیقات کے دوران بتایا کہ ۱۵ سے ۳۵ برس کی عمر کے لوگ آئس پیتے ہیں اور آئس ایک ہزار سے بارہ سو روپے گرام ملتی ہے۔ اسی ملزم نے انکشاف کیا کہ آئس نامی ڈرگ کراچی بذریعہ بلوچستان اسمگل کی جاتی ہے جبکہ کراچی کے پوش علاقوں میں ہونے والی ڈانس پارٹیاں اس نشے کی خرید وفروخت کی بڑی منڈیاں ہیں۔ کراچی کے علاقے ڈیفنس میں لڑکیوں کو خطرناک نشہ آئس فروخت کرنے والے ملزم کی گرفتاری بوٹ بیسن کے علاقے سے عمل میں آئی ہے۔ دو ماہ قبل ایک اور کیس خبروں کی زینت بنا۔ جب ایک معروف خاتون اینکر اور اسکا شوہر گاڑیوں کی چوری میں ملوث نکلے۔ دونوں میاں بیوی آئس نشے کے عادی تھے اور نشہ پورا کرنے کیلئے گاڑیاں چوری کیا کرتے تھے۔ دونوں نے پسند کی شادی کی تھی اور دونوں میاں بیوی کراچی کے پوش علاقوں سے گاڑیاں چوری کرتے اور خود ہی ان کی نمبر پلیٹس تبدیل کردیتے تھے۔ واردات میں ناکامی کی صورت میں نشہ پورا کرنے کے لیے گاڑیوں کی بیٹریاں چرا کر فروخت کردیا کرتے تھے۔ واضح رہے کہ خاتون نیوز اینکر رہ چکی ہیں اور تین مختلف ٹی وی چینلز میں کام کرچکی ہیں اور اس کا شوہر بھی ایک ٹی وی چینل میں بطور ٹیکنیکل ورکر کام کر چکا ہے اور ان کی ۷ ماہ کی بچی بھی ہے جو ان کے والدین کے پاس رہتی ہے، خاتون نے کراچی یونیورسٹی سے بی کام کررکھا ہے وہ مکان کو چھوڑ چکے تھے اور سڑکوں پر ہی رہ رہے تھے، کبھی رکشے میں تو کبھی چائے کے ہوٹل پر سو جاتے ہیں، ایک رکشے والے نے ون فائیو پر کال کرکے بتایا کہ یہ لوگ رکشے سے ہی نہیں اتر رہے۔ اس نشے کی وجہ سے یہ دونوں چوری کرنے پر مجبور تھے۔

نئے پاکستان کے دارالحکومت میں پارک اینٹوں سمیت غائب:

میٹروپولیٹن کارپوریشن اسلام آباد کا ۳۲واں اجلاس ہوا۔ اجلاس میں شعبہ انوائرمنٹ کی جانب سے بریفنگ سے قبل ہی اراکین نے شعبہ انوائرمنٹ کی ناقص کارکردگی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ انوائرمنٹ کا عملہ کام ہی نہیں کرتا۔ ممبر ملک رفیق نے شعبہ انوائرمنٹ کی کارکردگی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت شعبہ کے پاس ۶۳ ٹریکٹر ہیں، ۲۰۲ پارکس ہیں۔ ٹریکٹر کے ڈرائیورز سمیت دیگر عملہ کی تعداد ۲۴۵ ہے۔ پارکس ملازمین ۶۷۵ ہیں، میری یونین کونسل میں ۱۶ ملازمین کام کررہے ہیں۔ ملازمین حاضری لگا کر غائب ہو جاتے ہیں متعدد ملازمین کام کے اوقات کے دوران دودھ بیچنے کا کاروبار بھی کر رہے ہیں، سرکار سے روزانہ ۲۵ لیٹر ڈیزل حاصل کیا جاتا ہے لیکن کام نہیں ہوتا۔ تین سال میں پانچ ملازمین کے علاوہ کسی کو کام کرتے نہیں دیکھا۔ ایم سی آئی کی یونین نہیں، پھر بھی ملازمین یونین کے نام پر غائب رہتے ہیں، صرف تنخواہ والے دن حاضری لگاتے ہیں۔ ایک پارک کا سارا سامان غائب ہو چکا ہے، ایک پارک اینٹوں سمیت غائب ہو چکا ہے وہاں موجود گارڈز نے اس حوالے سے اپنے افسران کو آگاہ نہیں کیا۔

لال مسجد آپریشن کرنے کے لیے آئے اور فلیٹس پر قبضہ کرلیا: چیف جسٹس

چیف جسٹس سپریم کورٹ نے آئی جی اسلام آباد کے سرکاری رہائش پر غیر قانونی قبضے سے متعلق کیس کی سماعت کی۔ سماعت کے آغاز میں چیف جسٹس نے آئی جی اسلام آباد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لال مسجد آپریشن کرنے کے لیے یہاں آئے تھے لیکن فلیٹس پر قبضہ کرلیا۔ چیف جسٹس نے ریمارکس دیے کہ اگر قانون پر عمل کرنے والوں نے ہی خلاف ورزی کرنی ہے تو کیسے کام چلے گا؟ چیف جسٹس نے ریمارکس دیئے کہ جس جگہ پر آئی جی اسلام آباد کی رہائش گاہ ہے وہاں کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) کے ممبر کا گھر تھا جس پر آئی جی اسلام آباد نے جواب دیا کہ میرے علم میں یہ بات ابھی آئی ہے۔ سی ڈی اے کے وکیل نے عدالت میں اپنے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ اسلام آباد میں ۲۰۰ کوارٹرز پولیس نے تاحال خالی نہیں کیے۔

کامران کیانی سمیت 3 افراد کو اشتہاری قرار دینے کی کاروائی کا حکم:

احتساب عدالت نے آشیانہ اقبال ہاؤسنگ اسکینڈل میں سابق آرمی چیف جنرل (ر) اشفاق

پرویز کیانی کے بھائی کامران کیانی، پیراگون سٹی ہاؤسنگ سوسائٹی کے ڈائریکٹر ندیم ضیا اور خالد حسین کو اشتہاری قرار دینے کی کارروائی شروع کرنے کا حکم دے دیا۔ مقدمے کی سماعت کے دوران جج سید نجم الحسن کے سامنے بیوروکریٹ فواد حسن فواد سمیت دیگر ملزمان پیش ہوئے جب کہ شہباز شریف کی طبی رپورٹ جمع کرائی گئی۔ جس میں سپریٹنڈنٹ کوٹ لکھپت نے مؤقف اختیار کیا کہ قائد حزب اختلاف کو مکمل آرام کا مشورہ دیا گیا جب کہ انہیں آج ہی میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش کرنا ہے۔ استدعا ہے کہ ریمانڈ میں توسیع کرے۔ جس پر احتساب عدالت نے شہباز شریف کے راہداری ریمانڈ میں ۱۴ روز کی توسیع کر دی اور انہیں ۲۴ جنوری کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے وکیل امجد پرویز نے کہا کہ اگر میڈیکل بورڈ نے شہباز شریف کو آنے کی اجازت دی تو انہیں بھی کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ نیب پراسیکیوٹر وارث جنجوعہ نے اعتراض اٹھایا کہ مقدمے کو تاخیر کا شکار کیا جا رہا ہے، کیونکہ گزشتہ سماعت پر بھی ملزم کی غیر حاضری کا یہی عذر پیش کیا گیا تھا۔ سماعت کے دوران پولیس انسپکٹر نے بتایا کہ وارنٹ گرفتاری جاری ہونے پر انہوں نے ملزمان کامران کیانی، خالد حسین اور ندیم ضیا کے گھر پر چھاپا مارا لیکن ان کے گھر پر تالا ہے۔ خدشہ ہے یہ تمام لوگ کہیں فرار ہو چکے ہیں۔ عدالت سے استدعا کی کہ ملزمان کو اشتہاری قرار دینے کا عمل شروع کرنے کی ہدایت دی جائے۔ عدالت نے کامران کیانی، خالد حسین اور ندیم ضیا کو اشتہاری قرار دیتے ہوئے اخبارات میں اشتہار شائع کر کے ملزمان کو ۱۱ فروری تک عدالت میں پیش کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اشتہار شائع ہونے کے باوجود ملزمان عدالت میں پیش نہیں ہوتے تو ان کی جائیداد ضبط کر کے مزید وارنٹ جاری کیے جائیں گے۔

کردار کی بنیاد پر عمران خان کی نااہلی کی درخواست خارج:

اسلام آباد ہائی کورٹ میں دائر مقدمہ میں حافظ احتشام احمد نے عدالت میں موقف اختیار کیا کہ عمران خان کا کردار آئین کے آرٹیکل ۶۲ ون ڈی کے تحت ٹھیک نہیں ہے، عمران خان کی ایک ناجائز بیٹی ہے، جس کا ذکر عمران خان نے اپنے کاغذات نامزدگی میں نہیں کیا، عمران خان نے الیکشن کمیشن میں جھوٹا ڈیکلریشن جمع کرایا، اس لئے وہ آئین کے آرٹیکل ۶۲ ون ایف کے تحت صادق اور امین بھی نہیں ہیں۔ چیف جسٹس اسلام آباد ہائی کورٹ اطہر من اللہ نے کہا کہ آرٹیکل ۶۳ ایچ کے تحت اگر کسی شخص کا کردار ٹھیک نہ ہو تو اس کی نااہلی کے لئے غلط کردار کی وجہ سے کم سے کم دو سال کا سزا یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اطہر من اللہ نے سوال کیا کہ کیا عمران خان سزا یافتہ ہیں؟ درخواست گزار نے جواب دیا کہ عمران خان سزا یافتہ نہیں ہیں، لیکن لاس اینجلس کی عدالت نے عمران خان کو ناجائز بیٹی کا باپ قرار دیا، میرا کیس صرف آرٹیکل ۶۲ ون ڈی نہیں بلکہ ۶۲ ون ایف کا بھی ہے۔ اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ آپ ماشاءاللہ سے حافظ قرآن ہیں، شریعت کا حکم ہے کہ دوسروں کے عیبوں کو چھپاؤ۔

حافظ احتشام احمد نے جواب دیا کہ شریعت کا حکم بے شک یہ ہے، لیکن آئین کا تقاضہ ہے کہ رکن اسمبلی کا کردار آئین کے آرٹیکل ۶۲ ون ڈی کے تحت اچھا ہو۔ اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ کیا پھر ہم آئین کے آرٹیکل ۶۳ ایچ کو حذف کر دیں، ایسی پٹیشنز سے عدالت کا وقت ضائع ہوتا ہے، میں آپ کو اس دفعہ جرمانہ نہیں کر رہا، آئندہ احتیاط کریں۔

اس طرح اسلام آباد ہائی کورٹ نے مختصر فیصلے میں عمران خان کی نااہلی کے متعلق پٹیشن خارج کر دی۔ عدالت نے کہا کہ پٹیشن خارج کرنے کے متعلق تفصیلی تحریری فیصلہ بعد میں جاری کیا جائے گا۔ حافظ احتشام احمد نے ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ جانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ آئین و قانون کے خلاف ہے، ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ نے عجلت میں کیس کو سنا۔

علیمہ خان کے خلاف اپوزیشن کی مہم:

ایک اخبار کی جانب سے انکشاف کیا گیا ہے کہ دبئی اور امریکہ کے بعد برطانیہ میں بھی علیمہ خان کی ''ان ڈیکلیئرڈ'' پراپرٹی کا سراغ لگانے کے لئے ایک بڑا میڈیا گروپ پچھلے چند ماہ سے کام کر رہا تھا اور اب اس کے رپورٹر نے اس کی تفصیلات منظر عام پر لانے کی تیاری مکمل کر لی ہے۔ وزیر اعظم عمران خان کی ہمشیرہ کے خلاف سوشل میڈیا پر بنایا جانے والا ہیش ٹیگ بھی مسلم لیگ اور پی پی کی سوشل میڈیا ٹیموں کی شراکت سے بنایا گیا اور پھر وائرل ہوا، اس کمپین کو تحریک لبیک اور ایم کیو ایم کی سوشل میڈیا ٹیمیں بھی رضاکارانہ طور پر سپورٹ کر رہی ہیں۔ اس گٹھ جوڑ نے اپنے تئیں خود کو سب سے مضبوط قرار دینے والی پی ٹی آئی سوشل میڈیا ٹیم کو پسپا کر دیا ہے۔ واضح رہے کہ دبئی میں ظاہر نہ کی جانے والی پراپرٹی کے اسکینڈل کی تفصیلات ۲۰۱۶ء میں ہی منظر عام پر آنا شروع ہو گئی تھیں اور بعد ازاں علیمہ خان نے خود اعتراف کر لیا کہ دبئی میں برج خلیفہ کے نزدیک ان کی مہنگی پراپرٹی موجود ہے۔ اس اعتراف کے بعد سے اپوزیشن کی جانب سے مسلسل یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ جس طرح نواز شریف کو ایون فیلڈ فلیٹ ظاہر نہ کرنے پر سزا ملی، علیمہ خان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جانا چاہئے۔ یاد رہے کہ ابھی حکومت دبئی میں علیمہ خان کی ''ان ڈکلیئرڈ'' جائیداد پر ہونے والے اپوزیشن حملوں سے نہیں سنبھلی تھی کہ رواں ماہ کے اوائل میں امریکہ میں بھی علیمہ خان کی خفیہ جائیداد افشا ہو گئی۔ یہ پراپرٹی امریکی ریاست نیوجرسی کے مہنگے علاقے میں واقع ہے اور اس کی مالیت ۲۶۰ ملین روپے بتائی جا رہی ہے۔ لندن میں پی ٹی آئی رہنما فیصل واوڈا کی جائیداد کی ویڈیو اور تصاویر سوشل میڈیا پر چلانے والے مسلم لیگی رکن اسمبلی عابد شیر علی کو اب علیمہ خان کی جائیداد کی تفصیلات حاصل کرنے کے لئے خاص طور پر امریکہ بھیجا گیا، جہاں وہ اس پراپرٹی کی

تفصیلات اور ویڈیوز سوشل میڈیا پر پھینک رہے ہیں۔ علیمہ خان کا کہنا ہے کہ سلائی مشینوں پر ہونے والے کام کے ایکسپورٹ کی آمدنی سے اُنہوں نے دبئی میں جائیداد خریدی۔ یہ کاروبار وہ کئی برسوں سے کر رہی ہیں۔ علیمہ خان شوکت خانم اسپتال اور نمل یونیورسٹی کے بورڈز میں شامل ہیں اور ان دونوں اداروں کے لئے بیرون ملک فنڈنگ میں ان کا کردار بہت اہم ہے۔ اس تناظر میں ہی اپوزیشن علیمہ خان پر یہ الزام لگا رہی ہے کہ اس نے ان اداروں کے لیے جمع کیے گئے چندے سے بیرون ملک جائیدادیں بنائیں۔

ٹرمپ دیوار میکسیکو کے لیے رقم کے حصول پر بضد، شٹ ڈاؤن میں وقفہ:

ایک خلیجی نیوز چینل نے تازہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ امریکہ میں معاشی شٹ ڈاؤن اور آٹھ لاکھ وفاقی ملازمین کی جبری رخصت کے باعث وفاقی ملازمین کا یہ حال تھا کہ فوڈ بینکوں سے خیراتی کھانا لے کر اپنا اور خاندان کا پیٹ بھرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ وفاقی ملازمین کی جبری رخصت کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ متعدد ریاستوں میں پھیل چکا تھا جن کا مطالبہ تھا کہ ان کو ملازمتوں پر واپس بلوایا جائے اور جبری ملازمت کا سلسلہ موقوف کر کے ان کی تنخواہیں ادا کی جائیں۔ دوسری جانب کانگریس کے ڈیموکریٹس اراکین نے بھی امریکی صدر سے شٹ ڈاؤن ختم کرنے کا مطالبہ کیا لیکن ٹرمپ نے شٹ ڈاؤن ختم کرنے سے انکار کرتے ہوئے دوبارہ اصرار کیا ہے کہ جب تک اسے دیوار میکسیکو کی تعمیر کے لیے رقم نہیں دی جائے گی، تب تک وہ شٹ ڈاؤن کے خاتمہ پر گفتگو نہیں کرے گا۔ واضح رہے کہ امریکی صدر کی پارٹی ری پبلکن کو ایوان کانگریس میں ڈیموکریٹس کے ۴۷ کے مقابلہ میں ۵۳٪ اراکین کی اکثریت حاصل ہے لیکن ری پبلکن کو اپنے صدر کی جانب سے بھیجے جانے والے مالیاتی بلز کی منظوری کے لیے کم از کم ۶۰٪ اراکین کی حمایت یا ووٹوں کی ضرورت ہے اور یہی وجہ ہے کہ امریکی صدر کو کانگریس کی جانب سے میکسیکو کی دیوار کی تعمیر کے لیے پانچ ارب ستر کروڑ ڈالر کے بل کی منظوری میں مزاحمت کا سامنا ہے۔ امریکی سیکورٹی اداروں سمیت وفاقی تحقیقاتی ایجنسی ایف بی آئی کی جانب سے کہا گیا ہے کہ شٹ ڈاؤن کا خاتمہ بہت ضروری ہے اور اس ضمن میں بہت جلد بریک تھرو ہونا چاہئے کیونکہ شٹ ڈاؤن ختم نہیں ہوا تو ایف بی آئی اور ہوم لینڈ سیکورٹی کے لیے کام کی انجام دہی بہت مشکل ہو جائے گی۔ امریکی معاشی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ صدر ٹرمپ نے دیوار میکسیکو کی تعمیر کے لیے درکار پونے چھے ارب ڈالر کے حصول کی جنگ میں اب تک ملکی معیشت کو آٹھ ارب ستر کروڑ ڈالر کا نقصان پہنچا دیا ہے۔ جبکہ امریکی عوام کا اعتماد صدر ٹرمپ پر بتدریج کم ہو رہا ہے۔ ۲۵ جنوری ٹرمپ انتظامیہ نے شٹ ڈاؤن کو وقتی طور پر فروری کے وسط تک ختم کیا ہے تاکہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے مذاکرات کیے جاسکیں لیکن ساتھ ہی ساتھ ٹرمپ نے دھمکی بھی دی ہے کہ اگر میکسیکو دیوار کی تعمیر کے لیے فروری میں فنڈز بحال نہ کیے گئے تو وہ ایمرجنسی نافذ کر دے گا اور فوجی بجٹ سے فنڈز حاصل کر لے گا۔

عیسائیت سے بیزار مغرب کلیسا فروخت کرنے لگے:

چند روز قبل دنیا کے مختلف ممالک میں مسیحی عبادت خانوں کی فروخت کے کئی اشتہار شائع ہوئے ہیں۔ جس سے ایک مرتبہ پھر یہ بحث شروع ہو گئی ہے کہ کیا دنیا کے سب سے بڑے مذہب ہونے کی دعوے دار عیسائیت اپنا وجود کھو رہی ہے یا اس کے وابستگان کا مذہب سے لگاؤ برائے نام رہ گیا ہے۔ الجزیرہ کی رپورٹ کے مطابق یورپ میں رجسٹرڈ گرجا گھروں کی تعداد ۶۰ ہزار ہے، جن میں سے صرف ۴ ہزار میں باقاعدہ عبادت ہوتی ہے، باقی ۵۶ ہزار ایسے ہیں پورا سال بند رہتے ہیں۔ ہالینڈ میں گرجا گھروں کی کل تعداد ۱۶۰۰ ہے۔ چار برسوں میں ہالینڈ کے پروٹسٹنٹ فرقے کے چار سو چرچ بند ہو چکے ہیں۔ یہی حال امریکہ کا بھی ہے کہ جہاں ہر سال اوسطاً ۲۰ گرجا گھر بند ہو رہے ہیں۔ برطانیہ میں کرسچن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ ۱۹۶۰ء کے بعد اب تک ۱۰ ہزار گرجا گھر بند ہو چکے ہیں۔ ڈنمارک کی حکومت کی جانب سے جاری کردہ اعداد و شمار میں بتایا گیا ہے کہ ۲۰۱۵ء کے بعد ایک سال میں ۲۰۰ چرچ بند ہوئے، جبکہ جرمنی میں حالیہ چند برسوں کے دوران ۵۱۵ گرجا گھروں کو تالے لگائے گئے۔ گزشتہ دنوں فرانس کے مشہور اور تاریخی چرچ St-Jules Catholic کو بھی فروخت کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ چرچ رانس شہر میں واقع ہے۔ فروخت کے عمل کی نگرانی کرنے والے فلپ رویاک کا کہنا ہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی چرچ کو نیلام میں فروخت کے لیے پیش کیا گیا۔ اس چرچ کو ۱۸۹۰ء سے ۱۸۹۲ء کے درمیان تعمیر کیا گیا۔ ڈنمارک کی چرچ انتظامیہ نے بھی خالی پڑے ۱۰ عبادت خانوں کو بیچنے کا اعلان کیا ہے۔ ڈنمارک میں عیسائیوں کی تعداد ۸۲ فیصد ہے، جن میں سے صرف ۸ فیصد چرچ آتے ہیں۔ چرچوں کی فروخت کے اشتہار میں یہ نوٹ بھی واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ "ناٹ فار مسلمز"۔ یعنی مسلمان یہ عبادت خانے نہیں خرید سکتے۔ ڈنمارک کے مذہبی پیشواؤں کا کہنا ہے کہ انہیں مسلمانوں کو اس لئے نہیں بیچ سکتے، کیونکہ وہ انہیں خرید کر مساجد میں تبدیل کر دیں گے۔ جرمن ٹی وی کی ایک رپورٹ کے مطابق اس کی بنیادی وجہ مسیحیت کا اپنے پیرکاروں کو روحانی تسکین دینے سے تہی دست ہونا ہے۔ وہ قلبی سکون اور روحانی غذا کے حصول کے لیے چرچ آتے ہیں، مگر وہاں یہ گوہر ناپید ہے۔ رپورٹ کے مطابق یورپ کے علاوہ آسٹریلیا میں بھی یہی حال ہے۔ گزشتہ دنوں آسٹریلیا میں رئیل اسٹیٹ کا کام کرنے والی ایک کمپنی نے "۵۵ گرجا گھر برائے فروخت" کا اشتہار اپنی ویب سائٹ پر چلایا تو سوشل میڈیا میں ایک نئی بحث شروع ہو گئی۔ جب چرچ انتظامیہ سے پوچھا گیا تو اس کا کہنا تھا کہ وہ ان بے مصرف پڑی عمارتوں کو بیچ کر ان بچوں کو معاوضہ ادا کریں گے اور ان کا علاج کریں گے، جنہیں چرچوں میں زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ان کلیساؤں کی فروخت سے بیس ملین ڈالر حاصل ہوں گے۔

چرچ آف انگلینڈ میں گنہگاروں کے لئے معافی بند:

برطانوی پادریوں کو دی جانے والی "چرچ آف انگلینڈ" کی نئی تحریری گائیڈ لائن کے تحت جرائم کرنے کے بعد کلیسا میں "اعتراف گناہ" کرکے جان چھڑا لینے والوں کے لیے معافی کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ ہر روز سیکڑوں برطانوی شہری زیادتی اور چوری سمیت دیگر قانونی و اخلاقی جرائم کا ارتکاب کرکے اپنے علاقائی چرچوں میں آکر "اعتراف باکس" میں پادریوں کے روبرو اعتراف جرم کرتے ہیں۔ دوسری جانب سنگین جرائم میں ملوث افراد نے بھی اعتراف گناہ کی آڑ میں گناہوں کا بازار گرم کر دیا تھا۔ پولیس کے سامنے پیش ہونے یا گرفتاری دینے کے بجائے ان مجرموں نے چرچ کی آڑ لے لی تھی اور "اعتراف باکس" کے اندر بیٹھ کر پادری سے جرم کا اعتراف کر لیتے تھے اور اپنے تئیں شرمندگی ظاہر کرکے خود کو "بے گناہ" سمجھ کر گھر روانہ ہو جاتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد ایسی ہی وارداتوں کا دوبارہ ارتکاب کر لیتے تھے اور پھر چرچ میں آکر "اعتراف گناہ" کرکے بے گناہی کی سند لے جاتے تھے۔ لیکن اب کلیسائے روم ویٹیکن کی جانب سے منظوری کے بعد چرچ آف انگلینڈ نے انگلستان میں تمام کلیساؤں کے پادریوں کے لیے نئی راہنما ہدایات جاری کر دی ہیں۔ برطانوی جریدے ڈیلی میل آن لائن نے بتایا ہے کہ کئی بشپس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ "اعتراف باکس" میں پیش ہونے والے گناہ گاروں کے جرائم کی وارداتوں کے اعترافات سے پریشان و متذبذب تھے۔ کیونکہ اعتراف گناہ کرنے والوں کے نزدیک جرم اور گناہ میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا تھا اور اعتراف گناہ کرنے والا ہر فرد خود کو مجرم کے بجائے ایک عام سا "گناہ گار" محسوس کرتا تھا۔ جبکہ پادری بھی ایسے مجرموں اور گناہ گاروں میں فرق نہیں کر پاتے تھے اور ان کو "سند معافی" جاری کر دیتے تھے۔ لیکن اب نئی گائیڈ لائنز کے تحت ایسا نہیں ہوگا اور تمام پادریوں کا ذہن کلیئر ہے کہ مجرموں کو کلیسا میں اعتراف باکس کے بجائے پولیس اسٹیشن میں لاک اپ میں جانا چاہئے۔ یہاں یہ امر واضح رہے کہ کلیسائے روم اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہا ہے اور دنیا بھر میں سینکڑوں بدکردار اور بدعنوان پادریوں، لاٹ پادریوں اور کلیسائی عہدے داروں کو ان کے عہدوں سے الگ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ دنیا بھر کے بڑے کلیساؤں میں پادریوں کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہیں، جن پر راہباؤں سمیت کلیسائی اسکولوں کے طلبہ کے ساتھ زیادتیوں کے گھناؤنے الزامات ہیں۔ اس ضمن میں برطانوی جریدے ڈیلی میل ہی کے مطابق برطانیہ کے آرچ بشپ آف کنٹربری جیمس ولبی بھی ولدیت کی تصدیق کے امتحان میں ناکام ہو چکے ہیں۔ ایک اہم ترین ڈی این اے ٹیسٹ کے نتائج میں ثابت ہوا کہ ان کی ولدیت کے خانے میں جو نام "گیون ولبی" لکھا ہوا ہے وہ اس کا حقیقی والد نہیں تھے۔ بلکہ سابق برطانوی وزیر اعظم کا اسپیشل سیکریٹری سر انتھونی براؤن ہی اس کا اصل والد تھا۔

امریکی موجودگی میں افغانستان میں زمینوں پر قبضے کا انکشاف:

افغانستان میں امریکی قبضے کے دوران اعلیٰ فوجی حکام، شمالی اتحاد کے اہم رہنماؤں، اراکین پارلیمان اور این ڈی ایس کے اہم عہدے داروں کی جانب سے قیمتی زمینوں پر قبضوں کا انکشاف ہوا ہے۔ دستاویزات کے مطابق امریکی قبضے کے دوران افغانستان میں اربوں ڈالرز کی سرکاری اراضی اور عام لوگوں کی قیمتی زمینوں پر جمعیت اسلامی اور شمالی اتحاد کے رہنماؤں، این ڈی ایس کے افسران، فوجی جرنیلوں اور اراکین پارلیمان نے قبضہ کیا۔ دستاویزات کے مطابق ان افراد نے امریکی قبضے کے دوران مختلف عہدوں پر رہتے ہوئے دارالحکومت کابل سمیت اہم صوبوں میں کمرشل زمینوں پر قبضے کرکے طالبان کے نام پر لوگوں کو ان کی جائیدادوں سے بے دخل کیا۔ افغان تحقیقاتی کمیشن نے سرکاری و نجی اراضی پر قبضہ کرنے والوں کی فہرست افغان صدر ڈاکٹر اشرف غنی اور الیکشن کمیشن کو ارسال کر دی ہے۔ جبکہ اٹارنی جنرل کو ان افراد کیخلاف مقدمات چلانے کی درخواست کی گئی ہے۔ اگر مذکورہ افراد پر قبضوں کے الزامات ثابت ہو گئے تو انہیں اپنے عہدوں سے مستعفی ہونا پڑے گا۔ جبکہ وہ اہم رہنما جو صدارتی الیکشن لڑنا چاہتے ہیں وہ نااہل ہو جائیں گے۔ افغان تحقیقاتی کمیشن اور امریکی اداروں کی بھرپور کوششوں کے باوجود طالبان کے پانچ سالہ دور میں مختلف عہدوں پر رہنے والے طالبان ارکان کیخلاف زمینوں پر قبضوں میں ملوث ہونے کے کوئی ثبوت نہیں ملے ہیں۔ امریکی اور افغان تحقیقاتی اداروں کو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ طالبان نے عام لوگوں کی زمینوں پر قبضے کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی اور لوگوں کو ان کی اراضی واپس دلوائی۔ طالبان نے اپنے دور حکومت میں سیکڑوں افراد کو ان کی زمینوں کے قبضے واپس کرائے۔ یہ تحقیقاتی کمیشن ان شکایات کے بعد قائم کیا گیا تھا کہ حکومت مظلوم عوام کی دادرسی کے لیے کوئی اقدامات نہیں کر رہی ہے، جس کی وجہ سے عوام نے طالبان کی عدالتوں سے رجوع کرنا شروع کر دیا ہے۔ جبکہ طالبان عدالتوں کی جانب سے اراضی پر قبضہ کرنے والے بعض فوجی افسران اور ان کے خاندان کے افراد کو نوٹس بھی دیئے گئے تھے۔ جس کے بعد افغان حکومت اور امریکیوں نے اس حوالے سے تحقیقات کا فیصلہ کیا۔ افغان فوج کے اہم جرنیل کابل میں قیمتی زمینوں پر قبضے میں ملوث نکلے، جس پر افغان حکومت نے انہیں قبضے چھوڑنے کے لیے کہا۔ تاہم ان طاقتور ترین افراد نے قبضے چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے۔ شمالی اتحاد کے جنرل قاسم فہیم کے بھائیوں اور احمد شاہ مسعود کے بھائیوں نے کرزئی دور حکومت میں کابل میں پشتونوں کی قیمتی زمینوں پر قبضے کئے۔ جبکہ جنرل دوستم اور ان کے قریبی لوگوں نے بلخ میں پشتون کوٹ، فیض آباد، فاریاب اور دیگر علاقوں میں پشتونوں کو طالبان سے تعلق کا الزام لگا کر ان کی قیمتی زمینوں سے بیدخل کر دیا تھا، جبکہ افغان حکومت اور امریکی حکام اس قبضہ مافیا کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ تاہم اب امریکہ اور افغان حکومت کو احساس ہوا ہے کہ افغان طالبان کا عوام میں

اثرورسوخ بڑھ رہاہے، جس کی بنیادی وجہ طالبان کی جانب سے شرعی عدالتوں کا قیام ہے، جہاں لوگ اپنی زمینوں کے معاملات اور دیگر تنازعات کے حل کے لیے رجوع کررہے ہیں۔طالبان نے زمینوں پر قبضوں کے فیصلے کرنے کے لیے عدالتی کمیشن تشکیل دیا ہے۔ان عدالتوں کے قیام سے افغان طالبان کے محاصل میں بھی اضافہ ہوا ہے۔کیونکہ کیس دائر کرنے کے لیے عوام کو معمولی فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔ایک ہفتے کے اندر ہر جمعہ کو بیس سے پچاس مقدمات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ذرائع کے بقول طالبان کی ان عدالتوں کی وجہ سے افغان حکومت کی رِٹ کمزور ہوتی جارہی ہے۔

فلپائن میں خود مختار اسلامی ریاست کے قیام کی راہ ہموار:

فلپائنی عسکری کی تنظیم مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کی ۵۰سالہ مزاحمت کے نتیجہ میں فلپائنی حکومت نے گھٹنے ٹیکتے ہوئے ایک ریفرنڈم کا انعقاد کرایا، جس میں ۸۶فیصد مسلمانوں نے جنوبی فلپائن کے خطے منڈاناؤمیں اسلامی ریاست کے قیام کے حق میں ووٹ دیئے۔فلپائنی میڈیا کے مطابق ریفرنڈم کے بعد جنوبی فلپائن میں ایک خود مختار اسلامی ریاست کے قیام کی راہ ہموار ہوگئی ہے۔ریفرنڈم کی تائید کرتے ہوئے فلپائنی صدر روڈریگو نے مسلمانوں کے فیصلہ کا احترام کا اعلان کیا ہے۔واضح رہے کہ فلپائنی صدر روڈریگو کا آبائی تعلق بھی منڈانائو کے ایک کیتھولک فرقہ سے ہے۔اس نے فلپائن میں امن کے قیام کے لیے بڑا قدم اُٹھایا اور ریفرنڈم منعقد کروایا ہے۔مقامی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اگرچہ فلپائنی صدر روڈریگو پر امریکی و برطانوی دباؤموجود تھا کہ وہ مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کے ساتھ امن بات چیت نہ کریں اور خود مختار اسلامی ریاست کے قیام کی راہ ہموار نہ کریں۔لیکن زمینی حقیقت سے روشناس اور فلپائن میں مسلسل جنگ اور چھاپامار کارروائیوں کو روکنے کے لیے اس نے امن مذاکرات کئے۔اس بارے میں بنگسا موروٹرانزیشن کمیشن کی ڈائریکٹر سوسانا اینا تین نے کہا ہے کہ بہت جلد تمام تر اختیارات نئی اسلامی ریاست کو تفویض کردئے جائیں گے۔امید کی جارہی ہے کہ ایک خود مختار اسلامی ریاست کے قیام کے فیصلہ کے بعد اس منڈاناؤخطے میں پانچ دہائیوں سے جاری عسکری جھڑپوں کا خاتمہ ممکن ہوجائے گا۔اے بی سی نیوز کے مطابق ۱۹۷۰ءسے اس خطہ میں فلپائنی حکومت اور مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کی جنگ میں ایک لاکھ پچاس ہزار افراد جاں بحق ہوچکے، جن میں مسلمانوں کی شہادتیں سب سے زیادہ ہیں۔

اقوام متحدہ سمیت مغربی جریدوں کی چینی مظالم کے متعلق رپورٹس:

اقوام متحدہ نے گزشتہ دنوں سنکیانگ میں وسیع وعریض رقبوں پر پھیلے تربیتی کیمپوں کی موجودگی اور اس میں موجود ۱۰لاکھ سے زائد مسلمانوں کی گرفتاری پر تشویش کا اظہار کیا، اس کے ساتھ ہی عالمی جرائد واخبارات نے سنکیانگ میں آباد ایغور مسلمانوں کے حالات معلوم کیے اور چینی حکومت کے رویہ پر تحقیق کی جس میں ہوشربا انکشافات سامنے آئیں۔

برطانوی نشریاتی ادارہ کی رپورٹ کے مطابق اپریل۲۰۱۷میں منظور شدہ قوانین کے مطابق سنکیانگ میں عوامی مقامات (ہوائی اڈے،ٹرین اسٹیشن وغیرہ) پرکام کرنے والے ملازمین مکمل لباس پہننے والی خواتین اور داڑھی والے مردوں کو سفر سے روکنے کے پابند ہوں گے۔رپورٹس کے مطابق چینی حکومت کی جانب سے سنکیانگ میں مختلف مساجد ڈھادی گئی ہے اور اسلامی ناموں پر بھی پابندی ہے۔ایک امریکی جریدے کے مطابق ایغور مسلمانوں کی سخت نگرانی کی جاتی ہے، ہر جگہ پر سکیورٹی کیمرے نصب ہیں۔ناکوں اور محلوں میں تعینات سکیورٹی اہلکاروں کی بھاری نفری مقامی آبادی سے ہر قسم کی تفتیش کرنے کی مجاز ہے۔ہر ایغور مسلمان کی انگلیوں کے نشانات، آنکھوں اور چہروں کی علامات اور حتی کہ چلنے کے انداز اور خون کے نمونوںDNA سے شناخت کی جاتی ہے۔مسلمان اپنے موبائل اور دیگر ذاتی آلات تفتیش کے لیے پیش کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔عالمی ادارہ انسانی حقوق (HRW) نے بھی اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا کہ چینی حکومت نے ۲۰۰سرکاری افسران کو ایغور مسلمانوں کے گھر جانے اور ان کے ساتھ وقت گزارنے کے مشن کے لیے مخصوص کیا ہے۔چینی حکام مسلم گھرانوں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں، حتی کے ان کے کمروں میں ہی سوتے ہیں۔اس دوران وہ گھریلو سرگرمیوں اور باہمی بات چیت میں شامل ہوکر گھر والوں کی سیاسی سوچ کا اندازہ لگاتے ہیں اور اس کے متعلق رپورٹ ترتیب دیتے ہیں۔وائرل ہونے والی ایک ویڈیو میں دیکھا جاسکتا ہے کہ ایک چینی اہلکار مسلمان خاتون کو خاندان کے تمام افراد کی موجودگی میں دبوچے ہوئے ہے۔ ایغور مسلمان چینی حکام کا دوماہ میں پانچ مرتبہ استقبال کرنے اور ان کو تمام ذاتی معلومات دینے کے پابند ہوتے ہیں۔برطانوی جریدے نے چینی حکومت کے ایغور مسلمانوں کے خلاف سلوک کو نسل کشی سے تعبیر کیا، جریدے نے چینی ریاستی جبر کو ایغور مسلمانوں کی ثقافت اور مذہب ختم کرنے کی کوشش قرار دیا۔جریدے نے یہ بھی انکشاف کیا کہ چینی حکام مسلمانوں کو خنزیر کا گوشت کھانے اور شراب پینے پر مجبور کرتے ہیں۔جریدے کا مزید کہنا تھا کہ مسلمانوں کو مرنے کے بعد بھی ان کے حقوق نہیں دیے جاتے، چنانچہ چینی حکومت تدفین کے مراسم سے دور رہنے کے لیے مسلمانوں کی لاشوں کو جلادیتی ہے۔

☆☆☆☆☆

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اس کی ضرورت ہے کہ شفقت سے ہو، محبت سے ہو، نرمی سے بھائی بندی کے طرز پر ہو، مسئلہ بھی معلوم ہوجائے اور دوسرا شرمندہ بھی نہ ہو، تبلیغ کا یہ جذبہ نہ ہو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرکے الگ ہوجاؤں گا یہ جہنم میں جائے یا کہیں جائے؛ بلکہ جذبہ یہ ہو کہ اس کو شریعت پر لانا ہے۔

(مجالس حکیم الاسلام:۱/۱۵۶)

بغاوت کوئی جرم ہو تو بتاؤ ...!

عداوت کوئی جرم ہو تو بتاؤ!
جہل سے عداوت رسولوں نے کی تھی
شریعت پہ مبنی اصولوں پہ کی تھی
اندھیرے کے باغی ہر اک صبح امکاں
اندھیرے سے اس کی عداوت رہے گی
پڑے تلملاؤ !!!
بغاوت کوئی جرم ہو تو بتاؤ؟؟
محبت اجالوں سے جس کو بھی ہو گی
وہ ظلمت کی چادر کو اوڑھے تو کیسے؟
جو محشر کی امید رکھتا ہو دل میں
سکوتِ شبی وہ نہ توڑے ......تو کیسے؟؟
بھلے کسمساؤ!!!
نہیں بلکہ
بڑھ کر جہاں تک بس تمہارا چلے تم جاؤ
ہر اک رازِ پرواز چاہے کھرچ دو
اکھیڑ دو سبھی بال و پر جو بھی پاؤ
سعادت کی راہوں کو مسدود کردو
سرے سے جو کونپل پھوٹے جلاؤ
جو سیکھے ہیں سارے ہنر آزماؤ!!!
مگر یاد رکھنا!!!
ہمیں حوصلہ خود قرآن نے دیا ہے

زمیں پہ خلافت کا حق ہے مسلم
ہمیں خالقِ دو جہاں نے دیا ہے !!!
اب اتنی خطا پر
شہادت سے بڑھ کر کوئی بھی سزا ہو
ہمیں وہ دلاؤ!!!
رہے تم ...
تمہاری تو اوقات کیا ہے؟
تمہارے لئے تو یہی بس سزا ہے
کہ اللہ کے ولیوں پہ گولی چلاؤ
جہنم کی گھاٹی پہ کوچہ بناؤ...!!!
عزازیل کے دوستو!
غم گسارو...!!!
تم اللہ کا نور پھونکوں سے اپنی
بجھانا جو چاہو... بجھا نہ سکو گے
کتابوں میں لکھا اٹل فیصلہ ہے
پریشاں ظلمت کا پالا ہی ہو گا
فتح یاب آخر اُجالا ہی ہو گا

نعیم صدیقی (رحمہ اللہ)

جہاد کے اندر خطاؤں کا علاج ہی یہی ہے کہ علماء زیادہ سے زیادہ میدان میں ہوں۔۔۔!

"اس امت کے حقیقی قائدین اور نہایت ہی گراں قدر حق گو علمائے کرام کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہم آپ کے شاگرد، آپ کے فرزند اور آپ کے محافظ ہیں۔ قافلۂ جہاد کے ساتھ کسی بھی درجہ کا آپ کا تعلق ہمارے لیے سرمایہ اور سعادت ہے۔ میدانِ جہاد علما سے خالی نہیں ہے مگر یہ تعداد کفایت بھی نہیں کرتی۔ میدان میں آج پہلے سے زیادہ آپ کی ضرورت ہے۔

جہاد کے اندر خطاؤں کا علاج ہی یہی ہے کہ علما زیادہ سے زیادہ میدان میں ہوں۔ علما کا تعلق مجاہدین کے ساتھ قوی ہوگا تو قافلہء جہاد امت کے لیے مزید خیر کا باعث بنے گا۔ پس ہماری رہنمائی کیجیے۔ آپ کی طرف سے مبنی بر عدل احتساب میں ہم اپنی دنیا اور آخرت کی کامیابی دیکھتے ہیں۔ اللہ آپ کے علم اور عمل میں برکت ڈالے۔ آمین یارب العالمین!

آخر میں، میں پاکستان میں بسنے والے محبوب مسلمانوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ظالم فوج اور خائن حکمران آپ کے خیر خواہ نہیں، دشمن ہیں۔ یہ اللہ کے باغی ہیں، امریکہ کے غلام ہیں۔ روپے، ڈالر اور شہوت کے پجاری ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کے قاتل ہیں۔ خود اپنے بھی دشمن ہیں اور اپنی اولاد کے بھی مجرم ہیں۔ آپ کی راحت، سکون، خوشی، دنیا و آخرت کی عزت اور کامیابی رحیم و کریم رب کی پاک شریعت میں ہے۔ مگر یہ فوج اسی شریعت کے راستے میں حائل ہے۔ آپ کے خیر خواہ وہ مجاہدین ہیں جو اللہ کی اس شریعت اور آپ کی حفاظت کی خاطر امریکہ اور اس کے غلاموں سے برسرِپیکار ہیں، ان کا جہاد شریعت کا پابند جہاد ہے۔ اچھے برے، ظالم و مظلوم، شرعی و غیر شرعی راستے میں تمیز کرنے والے جہاد اور مجاہدین کو پہچانیے اور ان کا ساتھ دیجیے!

اصل و نقل، اچھے اور برے ہر جگہ ہوتے ہیں، اسی میں اللہ کی طرف سے امتحان ہے اور یقین رکھیے کہ اس ملک کا مقدر شریعت ہے، ظلم کی یہ رات بہت جلد چھٹنے والی ہے۔ ان شاء اللہ! اس پُر نور صبح کی خاطر پوری کی پوری ایک نسل قربانیاں دے چکی ہے۔ شریعت کے ان پروانوں کی یہ دربدریاں، قید و بند، شہادتیں، پھانسیاں اور قربانیاں یوں ہواؤں میں تحلیل نہیں ہوں گی ان شاء اللہ! اس حق کی خاطر قربانی دینے کی دیر تھی تو آج الحمد للہ خیبر تا کراچی ایک ایسا قافلہ وجود میں آچکا ہے۔ جو محض اسلام کا نام لینے والا ہی نہیں بلکہ اسلام کو نافذ دیکھنے کے لیے شہادتوں اور قربانیوں کی ایک طویل تاریخ رکھ چکا ہے اور آج تک کر رہا ہے۔ اللہ ہمیں اس مبارک قافلے میں شامل فرمائے اور اپنی شریعت کے نور سے منور، آنے والی اس صبح کی خاطر ہمارا وقت اور خون بھی قبول فرمالے جس کی آمد اب زیادہ دور نہیں۔ آمین یارب العالمین!

و آخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین!

"وصلی اللہ تعالیٰ خیر خلقه محمد و آله وصحبه اجمعین"

اُستاد اُسامہ محمود (حفظہ اللہ)